Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جیتا ہوں میں

او. پی. شاکر

شاکر پبلی کیشنز، نرسنگھ محلہ، اکھنور (جے اینڈ کے) اِنڈیا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جیتا ہُوں مَیں

او.پی. شاکرؔ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جیتا ہُوں مَیں

او. پی. شاؔگر

شاؔگر پبلی کیشنز، نرسنگھ محلّہ، اکھنور (جے اینڈ کے) اِنڈیا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جُملہ حقوق بحقِ مُصنّفہ محفوظ

کتاب کا نام	:	جیتا ہُوں مَیں
مُصنّف	:	او. پی. شاکر
سِنہ اشاعت	:	۲۰۰۵ء
تعداد	:	۵۰۰
قیمت	:	۳۰۰/روپے
کمپیوٹر آپریٹر	:	جے. آر. بھارتی
کمپوزِنگ	:	کریسنٹ ہاؤس پبلی کیشنز، جوگی گیٹ، جموں
طباعت	:	ایم- آر- پرنٹرس، دہلی
ناشر	:	شاکر پبلی کیشنز، ۱۵- نرسنگھ محلّہ وارڈ-۵، اکھنور-۱۸۱۲۰۱

"JEETA HOON MAIN"

AUTHOR : O.P.SHAKIR

2005

PRICE:RS.300/-

Composing & Designig

CRESCENT HOUSE PUBLICATIONS

267-JOGI GATE,JAMMU-180001

J&K (INDIA) PH:94191-34617(M).

ملنے کے پتے

شاکر پبلی کیشنز، ۱۵- نرسنگھ محلّہ وارڈ-۵، اکھنور-۱۸۱۲۰۱، (ضلع جموں)

کریسنٹ ہاؤس پبلی کیشنز، ۲۶۷- جوگی گیٹ جموں-۱۸۰۰۰۱

ڈائمنڈ بک ہاؤس، پریم نگر، گوجر نگر روڈ، جموں-۱۸۰۰۰۱

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اِنتساب

گورودیو رابندر ناتھ ٹیگور

اور

مرحوم مالک رام آنند

کے نام

او۔ پی۔ شاکر

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ڈاکٹر جگدیش لال

(ایک تعارف)

اِس کتاب کے محرّک میرے عزیز دوست ڈاکٹر جگدیش لال ہیں جو تحصیل جموں کے پسماندہ گاؤں لڈور کے ایک غریب کسان جناب وکیلو رام کے ہاں ۲۷؍مارچ ۱۹۵۳ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے گورنمنٹ پرائمری اسکول سے حاصل کی اور پھر ہائی اسکول دومانہ سے میٹرک کا امتحان درجہ اوّل میں پاس کیا۔ جی.جی.ایم سائنس کالج جموں سے پری میڈیکل کرنے کے بعد ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ میڈیکل کالج جموں سے ایم.ایم.بی.ایس کی سند حاصل کی۔ ۱۹۷۹ء میں بحیثیت ڈاکٹر محکمہ صحت سے وابستہ ہُوئے۔ کٹھوعہ، پلانوالہ اور راجوری جیسے علاقوں میں ہزاروں لوگوں کی خدمت کرنے کے دینے کے بعد ۱۹۷۸ء میں سب ڈسٹرکٹ ہاسپٹل اکھنور میں تعینات ہُوئے جہاں آپ اِس وقت بلاک میڈیکل آفیسر ہیں۔ ۰۴-۲۰۰۳ء میں آپ روٹری کلب اکھنور کے صدر بھی رہے۔

ڈاکٹر جگدیش لال ایک نیک صفت اِنسان ہیں جن میں خدمتِ خلق کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ ہر کسی سے، بالخصوص اپنے مریضوں سے بڑی ہمدردی، انکساری اور حلیمگی سے پیش آتے ہیں۔ دُوسروں کے دُکھ درد دُور کرنے میں اُنھیں بڑا سکون ملتا ہے۔ اِسی لئے بھگوان نے اُن کے ہاتھوں میں ایسی شفا بخش رکھی ہے کہ اُن کے مریض بہت جلد صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کو علم و ادب کے ساتھ بھی بڑا گہرا لگاؤ ہے۔ میری اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں ڈاکٹر جگدیش لال نے بڑا اہم رول ادا کیا ہے جسے مَیں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

او. پی. شاکر

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

فہرست

عنوان		صفحہ نمبر
دیباچہ	رہبر بدید	۰۹
پیش لفظ	او. پی. شاکر	۱۳
ضمیر کے دام		۱۷
کاش تُم سے محبت نہ ہوتی		۲۴
جنگل کا پھُول		۳۵
ثواب		۴۹
جیتا ہُوں مَیں		۶۵
مقدّر		۸۴
اُف یہ سماج		۱۰۳
میرے غم آواز دے کہاں ہے		۱۱۱
کُھلا دریچہ		۱۱۳
میری مسرّت کا جنم ہُوا		۱۱۹
ایک مُکمل اِنسان		۱۲۱

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

عنوان	صفحہ نمبر

وہ ابھی زِندہ ہے	۱۲۵
بدلے کی آگ	۱۳۲
بھگوان کی امانت	۱۳۷
کرفیو	۱۴۴
تِنکوں کا محل	۱۵۴
ایک المیہ	۱۶۷
نئی راہوں کے متلاشی	۱۷۳
جنّات کی کانفرنس	۱۸۳
مہمل خیال	۱۹۰
کچھ مُصنّف کے بارے میں (سائی ٹیشن)	۱۹۹

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

دیباچہ

میرے عزیز دوست جناب او. پی شاکرؔ نے جب مجھے اپنے افسانوی مجموعے ''جیتا ہوں مَیں'' کا دیباچہ لکھنے کے لئے کہا تب میں کچھ علیل تھا۔ طبیعت اگرچہ ناساز تھی تاہم شاکر کے اصرار پر مَیں انکار نہ کر سکا۔

شاکرؔ کو میں گزشتہ پچیس برس سے جانتا ہوں۔ اُس وقت سے جب وہ اپنی غزلیات کی اصلاح کے لئے عرشؔ صہبائی کے پاس آیا کرتے تھے۔ اُنھوں نے اپنا ادبی سفر شاعری سے شروع کیا اور غزلیات کے علاوہ قطعات اور نظمیات پر بھی طبع آزمائی کی۔ شاکرؔ کی غزلیات میں روائتی اندازِ بیان پایا جاتا ہے۔ اُن کی شاعری کے متعلق اپنی رائے کا اظہار مَیں اُن کی زیرِ ترتیب شعری تصنیف ''حدیثِ حیات'' میں کروں گا۔ یہاں مَیں اُن کی نثر کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ نثر نگاری میں شاکرؔ اِتنی دُور نکل گئے ہیں کہ اُن پر کسی بھی ادیب و شاعر یا صاحب علم وادب کو فخر محسوس ہو سکتا ہے۔ ایک چٹان جب سورج سے ٹوٹ کر الگ ہوتی ہے تو اُس کی چمک دمک

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ویسی ہی رہتی ہے جیسی سورج کی۔ لیکن جب اُس کا وجود ٹوٹتا ہے تو وہ اپنے پیچھے روشنی کا ایک دریا چھوڑتی جاتی ہے جو دودھ گنگا میں مدغم ہُوا چاہتا ہے اور وہاں اپنا ایک مقام بناتا ہے۔ اسی طرح شاعری کی جانب سے رُخ موڑنے کے بعد شاکر نے اُسی چمک دمک کے ساتھ افسانہ نگاری کی دُنیا میں قدم رکھا اور اپنا انفرادی مقام بنانے کی کامیاب کوشش کی۔ شاکر کے کئی افسانے مثلاً ''نئی راہوں کے متلاشی''، ''مہمل خیال''، جنّات کی کانفرنس وغیرہ ماہنامہ ''حریمِ ناز'' کی زینت بن چکے ہیں۔

شاکر کے افسانوں کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے ہر افسانے میں سماج کے بیہودہ قوانین وقواعد کو آڑے ہاتھوں لیا ہے اور ہر غلط بات کو بڑی بے باکی کے ساتھ غلط قرار دیا ہے۔ معاشرے میں پائی جانے والی خامیوں اور فرسودہ رسومات سے نالاں شاکر ''نئی راہوں کے متلاشی'' میں لکھتے ہیں کہ جدید دور کا انسان بے شک خوش پوش لباس میں ملبوس نظر آتا ہے، چہرے پر شرافت کا غازہ لئے پھرتا ہے مگر وہ بے حد خودغرض ہے اور حرص وہوس کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔

''کرفیو'' بھی اُن کا ایک عمدہ افسانہ ہے جس میں اُنھوں نے اس حقیقت کو ظاہر کیا ہے کہ انسان دُوسروں کے عیب تو دیکھتا ہے لیکن اپنی کرتوتوں پر اُس کی نظر نہیں جاتی اور وہ خود کو ہمیشہ دوسروں سے برتر جانتا ہے۔ اِس افسانے کا کردار بینا ایک ایسی عورت ہے جو لوگوں کو توکوستی ہے لیکن اپنے اعمال نہیں دیکھتی۔ اُس کے گھر میں بجلی کا ہیٹر ہر وقت چلتا رہتا ہے لیکن بجلی کا بل وہ ادا نہیں کرتی۔ اسی طرح کرفیو کے دوران جب ساہوکار کی دوکان کو لوگ لوٹتے ہیں تو وہ اُسی دوکان سے لوٹ کر لائے ہوئے گھی کے کنستر کو فوراً اُٹھا کر اپنے کمرے میں رکھ لیتی ہے اور دُوسروں سے کہتی پھرتی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہے کہ وہ لوگ آزادی کا ناجائز فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ ''مہمل خیال'' میں شاکر نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ ہندوستانی تہذیب وتمدّن کا کوئی ثانی نہیں ہے اور اِسے محفوظ رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔ یہ افسانہ اِس اَمر کی جانب اِشارہ کرتا ہے کہ ایک تہذیب دُوسری تہذیب کو نگل رہی ہے۔ بھارت اپنی صدیوں پرانی تہذیب اور تمدّن سے دُور ہوتا جارہا ہے اور مغربی تہذیب بھارتیہ معاشرے پر غالب ہو رہی ہے۔

شاکر اپنے افسانوں میں اپنے گردو پیش میں رُونما ہونے والے واقعات کو پیش کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسا کرتے ہُوئے وہ کہیں کہیں بیانیہ کی تکنیک کا استعمال کرتے ہیں اور کہیں وہ علامتی انداز واُسلوب اختیار کرتے ہیں۔ ''ثواب''، ''مہمل خیال''، ''کانچ کے کھلونے'' اور ''سراب'' وغیرہ ایسی ہی نگارشات ہیں جنھیں Symbolic افسانوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

ان افسانوں کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ معاشرے کو بے نقاب کرنے کی جرأت اپنے اندر لئے ہُوئے ہیں۔ ان کہانیوں کا خالق سوسائٹی کے بیہودہ رسم ورواج کے خلاف صف آرا نظر آتا ہے اور اُن تنگ زاویوں کو کشادہ کرنے کی سعی کررہا ہے جن میں ہماری سوسائٹی پھنسی ہوئی ہے اور انسان کو گھٹن کا احساس ہو رہا ہے۔ مصنّف نے اپنی ذات کو اپنی کہانیوں کا مرکز ومحور بنا کر دُوسروں کے غلط اعمال وافعال اور جھوٹے اقوال پر چوٹ کی ہے۔ وہ نہ تو اپنی ذات کو معاشرے سے الگ کرتے ہیں اور نہ ہی خود کو اعلیٰ وارفع مانتے ہیں بلکہ وہ خود کو بھی اسی معاشرے کا ایک جزو تسلیم کرتے ہوئے کہانیوں کا تانا بانا بُنتے ہیں۔ یہ بات اُن کے ہر افسانے سے عیاں ہے کہ وہ زمانے کے ساتھ سمجھوتہ کرنے سے قاصر ہیں۔ اُنھیں تو حالات وواقعات کے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ساتھ خود کو نبرد آزمار کھنے میں سکون ملتا ہے۔ اور ہر ادیب و شاعر کا اوّلین فرض بھی یہی ہے کہ وہ ٹوٹتے بکھرتے سماج اور اس کے کھوکھلے پن سے سمجھوتہ نہ کرے بلکہ انقلاب کی صدا بلند کرے، اصلاح کی سعی کرے۔ آج کے انسان کو درپیش مسائل کو اُبھارے بھی اور ان کا حل تلاش کرنے میں انسانی برادری کا ساتھ بھی دے۔

شاکرؔ نے اپنے افسانوں کے لئے جو زبان استعمال کی ہے اُس میں سادگی، سلاست اور شگفتگی آغازِ افسانہ سے لے کر اختتام تک موجود رہتی ہے۔ ہندی اور علاقائی زبانوں اور بولیوں کے الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے وہ اپنے جادوئی طرزِ بیان سے لوگوں کو اپنی طرف راغب کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شاکرؔ کی سادگی، شرافت، انکساری، گوشہ نشینی اور اُن کی درویشانہ طرزِ حیات کے سبب اُن کی سبھی تخلیقات تادمِ تحریر قارئین تک نہیں پہنچی ہیں۔ اُن کی پہلی تصنیف ''موسمِ سرما کی پہلی بارش'' کی اشاعت کے بعد علمی و ادبی حلقے اُن کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور زیرِ نظر کتاب کی اشاعت کے بعد یقیناً وہ وسیع پیمانے پر پہچانے جائیں گے۔ اگر اُن کے انشائیے، غزلیات اور نظمیات وغیرہ بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہوں اور اُن کا سارا کام ہر خاص و عام تک پہنچے تو ظاہر ہے کہ اُن کی شخصیت کے کئی پہلو سامنے آجائیں گے۔ دُعاگو ہوں کہ ان کا ادبی سفر جاری رہے اور زورِ قلم روز بروز فروغ پائے۔

رہبر جدید

مدیرِ اعلیٰ، ماہنامہ ''حریم ناز''، جین بازار، جموں

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

پیش لفظ

میرے افسانوں کا مجموعہ ''جیتا ہوں میں'' آپ کے سامنے ہے۔ ان افسانوں کو تخلیق کرتے وقت مُجھے کیسے کیسے نشیب وفراز اور کربناک مراحل سے گزرنا پڑا ہے، اس کیفیت اور اس کرب کو ایک ادیب ہی محسوس کرسکتا ہے اگرچہ میں اپنی ذات کے حوالے سے خود کو ادیب نہیں بلکہ طفلِ مکتب سمجھتا ہوں۔

میرا ایمان ہے کہ انسان کے بس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ سب کچھ خُدا کے ہاتھ میں ہے جس نے ہم سب کو تخلیق کیا ہے۔ وہی ہمیں پیٹ بھرنے کے وسائل عطا کرتا ہے اور اُسی نے ہمارے اندر اوصاف، خصوصیات، خوبیاں اور صلاحیتیں پیدا کی ہیں۔ انسان کے درون میں جہاں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ودیعت کی ہوئی خوبیاں موجود ہیں وہیں کئی عیوب بھی انسانی فطرت میں شامل ہیں۔ عین اسی طرح میرے ان افسانوں میں بھی کئی خوبیاں موجود ہیں اور ظاہر ہے کہ ان میں فنی اسقام بھی ہوں گے۔ میں نہیں جانتا میں کیا لکھ رہا ہوں اور نہ ہی میں یہ جانتا ہوں کہ یہ سب مُجھ سے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کون اور کیوں لکھوار ہا ہے۔ البتہ اس بات کا احساس ضرور ہے کہ کوئی غیبی قوّت مُجھے لکھنے کا حوصلہ اور ہمت دے رہی ہے۔ بلکہ کئی بار میں یوں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی میرا ہاتھ پکڑ کر مُجھ سے یہ سب تخلیقی کام کروار ہا ہے۔

''جیتا ہوں میں'' میرا دُوسرا افسانوی مجموعہ ہے جس کے افسانوں کی شاخ تراشی نیک اور دردِ دِل رکھنے والے انسان جناب مالک رام آنند نے کی ہے جنھیں مرحوم لکھتے ہوئے مُجھے بے حد صدمہ پہنچتا ہے۔ اُنھوں نے بڑی ہمدردی کے ساتھ ان افسانوں کی نوک پلک سنواری مگر وسائل کی کمی کے سبب اُن کی حیات ہی میں یہ کتاب شائع نہ ہوسکی، اس بات کا مجھے بے حد رنج ہے اور کسک بھی۔ ''جیتا ہوں میں'' کے افسانے ماہنامہ ''حریمِ ناز''، ''تحریک''، ''ادارہ''، ''راج سپتاہ''، ''تسکین'' اور ''شانِ ہند'' وغیرہ میں چھپ چکے ہیں۔ حالاں کہ میں نے کبھی بھی اپنی ذات کو، اپنی بات کو اور اپنی تخلیقات کو زیادہ اہمیت نہیں دی لیکن مرحوم آنند صاحب کے کہنے پر میں اکثر اپنی تخلیقات اُردو کے رسائل و جرائد اور اخبارات کو بھیج دیا کرتا تھا۔

میری پہلی تصنیف ''موسمِ سرما کی پہلی بارش'' کے آخری صفحے پر جناب کرن سنگھ بھاؤ نے بعنوان ''کچھ مصنّف کے بارے میں'' جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بالکل واجب اور صحیح ہے اور اُنھوں نے کہیں بھی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا ہے بلکہ اُنھوں نے جیسا مُجھے دیکھا اور پایا ہے ویسا ہی اُنھوں نے لکھ دیا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جو میں اپنے مُنھ سے بیان نہیں کر سکتا اور نہ ہی تحریر کر سکتا ہوں۔ ہاں، اپنی کہانیوں کے بارے میں اتنا ضرور کہوں گا کہ خدا جھوٹ نہ بُلوائے، کہانیاں کہنے اور لکھنے کا شوق شائد بچپن ہی سے میرے اندر موجود رہا ہے۔ مُجھے یاد ہے جب میں شائد

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

درجہ چہارم یا پنجم کا طالب علم تھا تو اپنی چھوٹی بہن کو چھوٹی چھوٹی کہانیاں بنا کر سُنایا کرتا تھا۔ پھر بیچ میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اِس کے علاوہ آج سے چالیس پینتالیس سال قبل جو ڈرامے اسٹیج کئے جاتے تھے اُن میں نمایاں رول مجھے ہی دیا جاتا تھا۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ میرا تلفظ دُرست ہوا کرتا تھا اور مجھے پرامپٹنگ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ یادداشت بھی ٹھیک ہی تھی اور سارے مکالمے مجھے یاد رہتے تھے۔ اسی طرح کلاس رُوم میں اُردو کا طالب علم ہونے کے ناطے اور تلفظ صحیح ہونے کے سبب سب سے پہلے سبق پڑھنے کے لئے مُجھے ہی کہا جاتا تھا۔ درجہ نہم تک پہنچتے پہنچتے میری زندگی اور ادبی شعور میں کچھ بہتری آئی اور اُسی دور میں مَیں نے اپنے کئی دوستوں کو کئی کہانیاں لکھ کر دیں جنہیں وہ بڑے شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ افسوس کہ میری اُن ابتدائی تخلیقات کی ایک بھی کاپی آج میرے پاس موجود نہیں ہے۔ نہ جانے کیا بات تھی کہ جب بھی کوئی نئی کہانی یا نظم میں لکھتا تو جلد ہی گُم بھی ہو جاتی۔ یہ یقیناً میری لاپروائی ہی تھی کہ میں اپنی شروع کی نگارشات کو سنبھال نہ سکا۔

۱۹۶۸ء میں میرے چند دوستوں نے مُجھے ایک ڈرامہ لکھنے کے لئے کہا۔ اُن کی فرمائش پر میں نے جو ڈرامہ لکھا اُس کا نام تھا "بدلہ"۔ یہ ڈرامہ اُسی دور میں ریجنل ریسرچ لیبارٹری جموں کے آڈی ٹوریم میں او. پی شرما سارتھیؔ کے ساتھ مل کر کھیلا گیا۔ وہ اُس وقت منی پلے، ممکری اور مونو پلے تھیٹر کیا کرتے تھے۔ ازاں بعد محکمہ تعلیم کی ملازمت میں آجانے اور دُور دراز علاقوں میں تعیناتی کے سبب لکھنے لکھانے کا یہ سلسلہ کبھی ٹوٹ جاتا رہا اور کبھی از سرِ نو شروع ہو جاتا۔ اپنی سروس کے دوران کئی دیہات سے گہری وابستگی کے سبب میں نے کئی علاقائی مسائل کو بڑی شدت سے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

محسوس کیا اور کئی افسانے لکھے جو مختلف جگہوں پر چھپے۔ ریڈیو کشمیر جموں نے بھی مُجھے اپنے کئی ایسے پروگراموں میں شرکت کے مواقع فراہم کئے جن کی بدولت نہ صرف میرے اندر کے فن کار کو اُبھرنے کا موقع ملا بلکہ نئے نئے موضوعات پر کہانیاں لکھنے کی تحریک بھی ملی۔ فن شاعری میں اپنی ہلکی پھلکی پہچان بنانے میں مُجھے ریاستی کلچرل اکادمی کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔ اِس کے لئے میں ان دونوں اداروں کا دِل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔

اپنے افسانوں کے بارے میں مُجھے کُچھ بھی نہیں کہنا ہے۔ اس بارے میں جو بھی رائے میرے قارئین اور کرم فرما قائم کریں گے مُجھے وہ قبول ہوگی۔ ہاں، اِن افسانوں کے حوالے سے مُجھے اِتنا ضرور کہنا ہے کہ میں نے سیدھی سادی عام فہم زبان اور اپنے جذبات کو ہمیشہ ترجیح دی ہے۔ ایک بات اور............ میرے افسانوں میں ''جیتا ہوں میں''، ''جنگل کا پھول'' اور ''میرے غم آواز دے کہاں ہے'' مُجھے بذاتِ خود بے حد دِلچسپ لگتے ہیں۔

آخر میں مَیں اپنی اہلیہ محترمہ اُوشا رانی، جناب کے. سی. بھگت، پرنسپل ہائر اسکینڈری اسکول اکھنور، جناب رمیش چندر شرما، جناب نریندر لنگر، جناب اشوک سحرؔ جناب تلک راج گُپتا (فارمسسٹ)، جناب رہبرؔ جدید، محترمہ وجے لکشمی، جناب شام طالبؔ اور جناب امین بنجارا کا بے حد ممنون ہوں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں اپنے بھرپور تعاون سے مُجھے نوازا۔

او. پی. شاکرؔ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ضمیر کے دام

رات جُوں تُوں گزر جاتی۔ اُداس آنکھیں آنے والی مایوس صُبح کا اِنتظار کرتیں۔ شاید کل کوئی ایسا کام مل جائے جس سے اپنا اور اپنی بیوی بچوں کو پیٹ بھر کھلا سکے۔ اندھیرے میں ہی اُس کا ہاتھ اپنی چھ سالہ بچی کے چہرے پر چلا گیا جو روٹی مانگتے مانگتے سوگئی تھی۔ اُسے رہ رہ کر اپنی بے بسی پر غصّہ آتا۔ وہ سوچتا میں پیدا ہونے سے پہلے ہی کیوں نہیں مر گیا۔ کئی بار اُس کے جی میں آیا کہ خودکشی کر لے مگر اُس کے سامنے چھ سالہ معصوم بچی کی صُورت پھر جاتی۔ اس کی اپنی اور بیوی کی عمر ہی کیا تھی؟ ابھی دس ہی سال ہوئے تھے شادی ہوئے۔ گھر کے دو چراغ فاقوں کی تاب نہ لا کر پہلے ہی بجھ چکے تھے اور پھر روشنی کی ایک کرن اُن کے گھر میں پیدا ہوئی تھی مگر بھوک و افلاس سے لڑتے لڑتے وہ دونوں بوڑھے ہو چکے تھے۔ اس گھر کے تین ہی افراد تھے۔ مشکل سے ہی جن کو زندہ کہا جا سکتا تھا۔ ان کا مشابہہ لیبارٹری میں لگے سکیلٹن سے کیا جا سکتا تھا۔ بس ان ہڈیوں کو پتلی چمڑی اکٹھا کئے ہوئے تھی۔ بچی کے چہرے پر

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہاتھ پھیرتے پھیرتے اُس کا جی بھر آیا اور اُس نے چاہا کہ جی بھر کے رو لے مگر اُس کے ہونٹوں پر صبر وضبط کے تالے لگے ہوئے تھے۔ الیکشن ہونے والی تھی۔ سامنے کی بڑی حویلی میں شراب، کباب اور سگریٹوں کے دُھویں کے غُبار اُٹھ رہے تھے۔

''اجی سُن رہے ہو ان لیڈروں کو ہم ہر بار ووٹ دیتے ہیں، بھلا کیوں؟''

''کیونکہ وہ لوگ ہمارے خیر خواہ ہیں......... ہمارے محافظ ہیں۔ غریبوں کے پرستار ہیں......... کمینے کہیں کے۔'' محمود نے نفرت بھرے لہجے میں کہا

''شبو کہہ رہی تھی اب کی الیکشن میں کئی لوگوں کے وارے نیارے ہوں گے۔ بڑے میاں گھر گھر پیسے بانٹ رہے ہیں اور کہہ رہی تھی کہ کہتے ہیں کہ اب کی بار اگر ہم کامیاب ہو گئے تو غریبی کا نام ونشان ہی مٹا دیں گے۔''

''ارے غریبی دُور کریں گے؟ دیکھ لو جا کر ذرا کتنی غریبی دُور ہو رہی ہے۔ بھیڑیئے کہیں کے...... اُدھر گلاسوں میں ڈال کر ہمارا خون پی رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ غریبی دُور کریں گے۔ تم نہیں جانتی سلمٰی.........! یہ لوگ خود اتنے غریب ہیں کہ کروڑوں سالوں تک یہ لوگ امیر نہیں ہو سکتے۔ ان لوگوں کے پیٹ اتنے بڑے بڑے ہیں کہ کبھی بھرنے کا نام نہیں لیتے۔ اگر یہ لوگ ساری دُنیا بھی نگل جائیں تو بھی ان کی بھوک مٹ نہیں سکتی......... بہت بھوکے ہیں یہ لوگ۔ ہماری بھوک تو صرف دو وقت کی روٹی ہے مگر ان کی خواہشیں اتنی بڑی ہیں کہ کبھی پوری نہیں ہوتیں......''

''اچھا چھوڑیئے اِن باتوں کو۔ ہمیں کیا ہے چاہیے، جہنم میں جائیں....''

''.......... مگر ابھی تو وقت ہے ان سے جو مانگو گے دے دیں گے۔ تم بھی جاؤ اور بڑے میاں سے کہو کہ ہماری کچھ مدد کر دیں۔''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''ہوں.........مدد کردیں گے............تم نہیں جانتی سلمیٰ، یہ لوگ کِن لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ جو اِن کے پٹھو ہوتے ہیں' جو ان کے ارد گرد گھومتے پھرتے ہیں اور جو لوگ ان کے لئے بُرے بھلے کام کرتے ہیں۔ ہماری مدد یہ لوگ کیا کریں گے............؟

''ارے آپ تو گھر بیٹھے ہی باتیں کریں گے......جا کر تو دیکھئے۔ خدا کا واسطہ ہے........میرے لئے نہیں تو فرحت کے لئے چلے جایئے۔ تین دِنوں سے تو ہم لوگ بھوکے ہیں......ہم تو بھوک برداشت کر لیتے ہیں مگر.....''

''سلمیٰ! ہمیں نہ جانے کون سے گناہوں کی سزا مل رہی ہے؟'' محمود نے بے حد مایوسی کا اِظہار کرتے ہُوئے کہا۔

''.......مگر اِس معصوم نے خدا کا کیا بگاڑا ہے؟ جب اِس کو بھوک سے بلکتے دیکھتی ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جی چاہتا ہے سر پھوڑ لوں یا دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر جان دے دوں.........محمود خدا کے لئے اس بچی پہ رحم کرو.........میں نے بہت بھوک برداشت کی مگر اب مجھ میں اتنی ہمت نہیں رہی ہے۔ اب میں ہار گئی ہوں محمود۔ میری تمام ہمت جواب دے گئی ہے۔ میں ٹوٹ چکی ہوں.........اب میں برداشت نہیں کر سکتی۔''

''صبر کرو سلمیٰ......خدا کا امتحان بہت کڑا ہوتا ہے......تم ہی تو میری زندگی کا سہارا ہو۔ اگر تم نے بھی ہمت ہار دی تو یہ طویل زِندگی جس میں ہمیں سانس سانس کا حساب چکانا ہے کیسے پورا ہوگا؟''

''بس کرو..........تمہاری تقریریں سُن سُن کر میں تھک گئی ہوں۔ مجھے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

مزید تقریروں کی ضرورت نہیں، بلکہ پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے روٹی کی ضرورت ہے..... روٹی کی........ جینے کے لئے آدرش، ایمانداری، تقریریں اور بحث نہیں ......روٹی چاہیئے روٹی۔ کہانیوں، افسانوں، غزلوں اور نظموں سے دِل بہلایا جاسکتا ہے مگر پیٹ نہیں بھر سکتا۔"

"ہاں سلمیٰ............ تم ٹھیک کہتی ہو۔ بھوک ہر جاندار کی سب سے بڑی کمزوری ہوتی ہے۔"

"محمود میں اگر اکیلی ہوتی تو بھوک کے جان بھی دے دیتی اور تم سے شکوہ تک نہیں کرتی مگر فرحت کی بھوک مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے تم بڑے میاں کے پاس جاؤ اور ان سے مدد مانگو۔ چاہے اس کے لے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اگر.....اگر مجھے اجازت دو تو میں خود اُن کے پاس جاؤں گی۔" اُس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

"سلمیٰ ...." محمود نے چیخ کر کہا "خبردار اگر اس غلط آدمی کا نام بھی زبان پر لایا تو میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا۔ میں کسی اور کے سامنے جھولی پھیلاؤں گا مگر اس بھیڑیئے کے پاس نہیں جاؤں گا۔"

"امی روٹی دے دونا.......... بڑی بھوک لگی ہے۔"

"لو پانی پی لو.......... میری اچھی فرحت....."

"نہیں اب مجھ سے اور پانی نہیں پیا جاتا.... پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔"

بیٹی درد ابھی ٹھیک ہو جائے گا.....لو....... پانی پی لو۔"

سلمیٰ نے پانی کا گلاس فرحت کے مُنھ سے لگا دیا۔ جوں ہی فرحت نے دو

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

گھونٹ بھرے' اُس کے پیٹ کا درد شدّت اِختیار کر گیا اور وہ درد سے چلانے لگی۔

سلمٰی نے حسرت بھری نظروں سے محمود کی طرف دیکھا اور کہا'' اب جایئے بھی.....''

''میرے پیٹ میں سخت درد ہو رہا ہے.....میں مر جاؤں گی.....ابُو مجھے بچا لو......میں مرنا نہیں چاہتی......ابو!........مُجھے بچالو۔'' فرحت نے اِلتجا بھری نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

بیٹی کی معصومانہ اِلتجا نے باپ کی شفقت کو جھنجوڑ دیا۔ اُس کے کانوں میں بچی کی آواز گونجنے لگی'' ابُو بہت درد ہو رہا ہے..........''

''میری بیٹی بھوک سے مر جائے گی......نہیں نہیں.......میں پہلے ہی شبو اور اکبر کو کھو چکا ہوں........فرحت کو میں مرنے نہیں دُوں گا........ٹھہرو میری بیٹی' میں تمہارے کھانے کے لئے کچھ نہ کچھ لے کر ہی آؤں گا......''

''ارے واہ بھئی واہ! آج آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہو رہا ہے کیا؟ آج ہمارے غریب خانے پر محمود افتخار حسین نقاد....؟ کہو کیا پیغام لائے ہو؟''

''بڑے میاں......آفتاب روزمرّہ کی طرح مشرق سے ہی طلوع ہوتا ہے مگر ایک نقاد کا آفتاب بھوک و افلاس کے گہرے بادلوں میں ڈھک گیا.......اِس لئے کچھ دُھندلا پڑ گیا ہے۔''

''ہاں ہاں........اور یہاں کیا کوئی لنگر لگا ہے جو بھکاریوں کو مُفت میں کھانے کو ملے گا۔''

''بڑے میاں۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں.........میں نے آج تک کبھی بھیک نہیں مانگی ہے مگر......مگر آج میں تم سے اپنی فرحت کی زندگی کے لئے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

بھیک مانگتا ہوں۔"

"آخر تم آ گئے نا صحیح راستے پر۔ اگر تم میری بات پہلے ہی مان گئے ہوتے تو یہ نوبت ہی نہ آتی۔ مگر مابدولت کے سر پہ تو صداقت کا بھوت سوار تھا..... ہمارے خلاف بہت کچھ لکھا تا کہ ہم بدنام ہو جائیں۔ لیکن تمہارا یہ قلم تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکا۔ دُنیا مجھے چاہتی ہے، اگر تم نہیں چاہتے تو کیا ہوا......؟ محمود افتخار حسین نقاد صاحب میں تمہارے لئے وہ سب کچھ چٹکیوں میں کر سکتا ہوں جو تم کئی سالوں سے نہ کر سکے مگر ہمارا ضمیر اس وقت اس کی اجازت نہیں دیتا۔ نقاد صاحب میں تمہیں منہ مانگی رقم دوں گا بس تم۔ تم مجھے اپنا قلم دے دو..... اپنا ضمیر دے دو۔ تمہارے پاس قلم ہے اور ہمارے پاس طاقت ہے۔ میرے پاس دولت ہے اور میرے آدمیوں میں طاقت ہے۔"

"ٹھیک ہے بڑے میاں میں ایسا ہی کروں گا۔ میں اپنا قلم تمہیں گروی دے دوں گا۔ میں اپنا ضمیر بھی تمہارے حوالے کر دوں گا لیکن کیا میرے ایسا کرنے سے صداقت نہ رہے گی؟ کیا عدل و انصاف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے؟ کیا آپ کے اس فریب کا پردہ فاش کرنے والا کوئی نہ ہوگا کہ تم نے کتنے آدمیوں کا قتل کروایا ہے..........؟ اپنے علاقے میں زہریلی شراب سے کتنے لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتارا ہے............؟ کیا تم نے ملاوٹ کرنے والوں کی پشت پناہی نہیں کی؟ کیا کیا چھپاؤ گے؟ کس کس پر پردہ ڈالو گے؟ مجھے تو آپ روک ہی لیں گے......میرا قلم اور میرا ضمیر ضرور آپ کے گروی ہوگا لیکن کیا خدا کچھ نہیں جانتا.......؟ اُس پر پردہ کیسے ڈالو گے؟"

"آ گئے نہ اپنے ہتھیاروں پر۔ جائیے نقاد صاحب! آپ اپنا کام کیجئے۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

مجھے لگتا ہے تمہیں فرحت کی زندگی سے زیادہ اپنے اصولوں سے پیار ہے۔ یاد رکھو اگر تمہاری بیٹی مرگئی تو اُس کی موت کے ذمہ دار ہم نہیں تم ہی ہو گے۔''

''ہاں بڑے میاں...... میں جذبات میں بہک گیا تھا۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ جہاں بھوک انسانوں کو سائے کی طرح نگل رہی ہو اور آپ جیسے بدکردار رہنما' جو دیش کی مفلسی کے درد کا رونا رو کر غریبوں کے منہ کا نوالہ چھین لیں۔ نام نہاد سیکولرازم کا نعرہ لگا کر بھولے بھالے لوگوں کو روپیہ پیسہ شراب بانٹ کر زور زبردستی لاٹھی تلوار اور گولی کو نوک پر ووٹ اینٹھتے ہیں۔ وہاں مجھے اپنے اُصولوں سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ میں ہار گیا آپ جیت گئے......... میرا قلم اور ضمیر آپ کا ہی ہے...... مجھے فرحت چاہیئے بڑے میاں صرف فرحت۔''

''ہاں ہاں یہ لو ایک سو روپے کا نوٹ............'' بڑے میاں اُن کے ہاتھوں میں نوٹ تھما کر دُوسرے کمرے میں چلے گئے۔ محمود نوٹ کو چھاتی سے لگا کر گھر کی طرف چل پڑا مگر اُس کے پاؤں سُن ہو چکے تھے۔ چلنے کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ اُس کو معلوم ہی نہ ہُوا کہ وہ کب اپنی ڈیوڑھی پر پہنچا۔ ڈیوڑھی پر عورتیں کھڑی آنسو بہا رہی تھیں۔ سلمٰی فرحت کو گود میں لئے ساکت بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس کے منہ سے بھی بے ساختہ چیخ نکلی۔ ''محمو...... د......... محمود...... فرحت ہمیں چھوڑ کر چلی گئی۔''

محمود کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ سو کا نوٹ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرحت کی چھاتی پر آ گرا۔ کیونکہ وہ وہ نوٹ اس کا قلم تھا' اُس کا ضمیر تھا' اُس کی پیاری بیٹی فرحت کی زندگی تھی۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کاش تُم سے محبت نہ ہوتی

''کاشی تُم میری زندگی ہو.........میں تُم سے بے پناہ پیار کرتی ہوں۔''

''ہم دو بدن ایک قلب ہیں۔''

پیپل کے پیڑ کے نیچے رشمی، کاشی کے سینے پر سر رکھ کر عہد و پیمان باندھ رہی تھی۔ اُس کا ایک ایک لفظ کاشی کے کانوں میں شہد گھول رہا تھا۔

''تُم میری نس نس میں سمائے ہوئے ہو۔ میرے جسم کے تمام اعضاء تمہارا ہی نام پکارتے ہیں۔ میں سانس لیتی ہوں تو کاشی میری رگوں میں تم لہو کی طرح سرایت کرتے محسوس ہوتے ہو..........''

کاشی ناتھ گم سم سا ہو جاتا۔ اُس کی سمجھ میں نہ تو اُس کی باتیں آتیں۔ نہ ہی وہ یہ جانتا تھا کہ اس کے اس قول میں کتنی صداقت ہے یا پھر وہ اس کو محض ایک راگ سمجھتا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔ کبھی کبھی وہ سوچ کی گہرائیوں میں ڈُوب کر اپنے مضمون درشن کے شاستر کے بارے میں سوچنے لگتا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''کاشی تُم سن رہے ہو؟ ہماری محبت........ ہمارا پیار........ہماری وفا کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا............کوئی مٹا نہیں سکتا۔''

کاشی پیپل سے گرتے ہوئے پتوں کو دیکھتا اور سوچتا کہ یہ پتے کیوں گرتے ہیں؟........یہ پیپل کا ساتھ کیوں چھوڑ دیتے ہیں؟

''رشمی..........!''

''ہاں..........''

''یہ پیڑوں سے پتے کیوں گرتے ہیں..........؟''

''کیوں کہ یہ قدرت کا قانون ہے.......مگر.......ہمیں کیا لینا اِن پتّوں سے......؟ کیا تم میری بات سن رہے ہونا.......؟''

''ہُوں......''

''ہاں تو میں کہہ رہی تھی........ہماری محبت رہتی دُنیا تک قائم رہے گی۔ یہ دُنیا فنا ہو سکتی ہے مگر ہماری محبت نہیں۔ کیوں کہ ہم ایک دُوسرے کو دِل و جان سے چاہتے ہیں۔ شاید ہم بنے ہی ایک دُوسرے کے لئے ہیں۔''

پیپل کے پیڑ سے جھڑ کر ایک اور پتہ نیچے گر پڑا اور کاشی پھر سوچنے لگا کہ آخر ایسا کیوں ہے کہ خشک اور زرد ہونے کی صورت میں ہر پتہ درخت کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے؟ یا پھر درخت ہی پتے کو کیوں الگ کر دیتا ہے اپنے آپ سے............وہ سوچ رہا تھا.......... کہتے ہیں کہ پت جھڑ کے سبب یہ پتے گرتے ہیں۔ آخر اِن معصوم پیڑوں پر ہی پت جھڑ کیوں آتا ہے..........؟ اُس کے دِل میں کئی سوال سر اُٹھا رہے تھے جن کا جواب اُسے ہزار بار سوچنے پر بھی کہیں ایک جھلک نہیں دکھا رہا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

تھا۔ سوچ متواتر اُس پر سوار تھی۔

''کیا اِنسانوں پر بھی پت جھڑ آتا ہے رشمی...............؟''

''یہ تم جانو۔ یہ فلسفہ میری سمجھ سے تو باہر ہے۔'' رشمی نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا'' ....مگر اِنسانوں پر پت جھڑ کیسے آ سکتا ہے..........؟ نہ اس کے پتے.........نہ شاخیں.......نہ جڑ.........نہ تنا..........'' رشمی کچھ جھنجلا سی گئی۔

''مندر والے بابا کہتے تھے پودے جڑ ہیں شاید اس لئے۔ بیشک وہ چیتن بھی ہوتے تو کیا اُن پر پت جھڑ نہ آتا۔ پت جھڑ آتا ہے۔ اِنسان تو چیتن ہے جڑ نہیں............مگر اِنسانوں پر بھی پت جھڑ آتا ہے۔ کیونکہ قدرت کسی کو بخشتی نہیں۔ نہ ہی قدرت سے بغاوت کی جا سکتی ہے۔ اس کی لاٹھی کسی کو دِکھتی نہیں۔ جب اس کا محبوب......اس کا چاہنے والا اس سے بے وفائی کر جاتا ہے......جب اُس کی محبت کی دُنیا لُٹ جاتی ہے......اس کا بنایا ہوا گھروندہ ہوا آگ پانی یا بھونچال کی نذر ہو جاتا ہے......جب سماج.....تمام رشتہ دار مُنھ موڑ لیتے ہیں' یہاں تک کہ سایہ بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔ اور غم ان کے دلوں پر آشیانہ بنا لیتے ہیں یا فکرِ معاش اور بدحواسی، مایوسی، ناکامی کا سامنا قدم قدم پر انہیں کرنا پڑتا ہے' جب ظرف پر آزمائش کی گھڑی آتی ہے جب حوصلہ بھی جواب دے دیتا ہے............''

''رشمی............''

''ہاں...........''

''خدانخواستہ اگر کل تم کو کوئی مجھ سے بھی خوبصورت' امیر اور مالدار باپ کا بیٹا مل جائے تو کیا اس وقت بھی ہماری محبت قائم رہے گی؟ جواب دو۔'' کیا ہماری

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

محبت پر خزاں یا پت جھڑ نہیں آئے گا.......؟ جواب دو رشمی.......''

اس طرح کی یہ تمام باتیں سُن کر رشمی کا چہرہ غصہ سے تمتما اُٹھا۔''......میں کوئی بکاؤ مال نہیں ہوں...........میں نے دِل دے کر دل لیا ہے۔ کیا تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا؟ میں کوئی بنئے کی دکان پر بکنے والی شے یا پالتو جانور نہیں کہ جس نے جتنا زیادہ مال دیا اُسی کے کھونٹے سے بندھ جاؤں۔ میرے پیار کو وفا کا پیکر سمجھو، عزت کی نگاہ سے دیکھو، میرا پیار صرف تمہارا ہے......صرف تمہارا کاشی.......کاشی آج تک دُنیا میں ایسا کوئی ہتھیار نہیں بنا جس سے کاشی اور رشمی کے پیار میں رخنہ ڈالا جا سکے......اس کے پرخچے اُڑائے جا سکیں۔ یہ تو ہمالہ سے بھی بلند اور چناب کی لہروں سے بھی تیز طرار اور شفاف ہے۔ چٹانوں سے ٹکرانے پر بھی نہ ٹوٹنے والا پیار کا رشتہ ہے..............پھر پت جھڑ تو آتے ہی رہتے ہیں۔ درختوں کے پتے گرتے ہی رہتے ہیں جو درختوں کو بالکل مردہ کر جاتے ہیں۔ ان کو تنہا کر دیتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ پت جھڑ کے موسم میں کوئی اِن درختوں کے نیچے بیٹھنے کے لئے نہیں آتا ہے........ہاں! وہ کبڑی دادی روز کچھ پتے اپنے گھر لے جاتی ہے جن سے اُس کا چولہا جلتا ہے۔ راکھ لوگوں کے گھروں میں بانٹ دیتی ہے۔''

''دیکھا پیڑ پودے خود مٹنے کے بعد بھی آدمی کے کام آتے ہیں۔ مگر انسان.........؟'' کاشی کے ذہن میں سوال پھر سر اُٹھا رہے تھے۔ وہ رشمی کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ رشمی نے اپنی زُلفوں کی لٹوں سے اُس کے نتھنوں کو چھوا اور وہ چھینکنے لگا۔ دونوں ہنس پڑے۔

''کاشی.......تم مجھے یوں گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے ہو.....؟''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''میں محبت کی اِس دیوی کو دیکھ رہا ہوں کہ کتنی سادگی سے پیار کا اظہار کر رہی ہے۔ اِسے کیا پتہ کبھی کبھار بڑے بُلند بانگ وعدے کرنے والے......عہد و پیمان کا دم بھرنے والے........قول و قرار پر ثابت قدم رہنے والے ایک روز آخر وقت کی تیز ٹھوکر کے آگے چکنا چور ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ پیڑ کچھ دنوں کے لئے اُجاڑ اور اُداس دِکھتے ہیں مگر کچھ روز کے بعد موسمِ بہار آنے پر وہ پھر سے سر سبز ہو کر لہلہانے لگتے ہیں........وہ پت جھڑ کو بھول جاتے ہیں.......لیکن محبت میں نا کام ہونے والے اِنسانوں پر پھر کبھی بہار نہیں آسکتی۔ انہیں زندگی کی تمام خوشیاں ماضی کا عذاب بن کر رُلاتی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ درختوں پر پت جھڑ آتے ہیں اور اُن کے پتے گر جاتے ہیں لیکن بغور دیکھیں تو اِس میں کسی کا قصور نہیں ہوتا۔ نہ پیڑ کا' نہ پتوں کا اور نہ ہی پت جھڑ کا۔ کیونکہ یہ سب قدرت کا نظام ہے۔ جو طاقت کائناتِ کُل کو چلاتی ہے وہی بہار سے دامن بھرتی ہے وہی خزاں سے ہمکنار کرتی ہے.......'' اسی دم پھر کہیں سے ایک پتہ اُڑتا ہوا رشمی کی گود میں آگرا۔ رشمی نے پتے کو ڈنٹھل سے پکڑا اور اسے اُلٹ پُلٹ کر دیکھتی رہی۔ پھر پتے کو دونوں اُنگلیوں سے پکڑ کر بازو کی دُوری پر لے جا کر بولی۔

''کاشی............''

''ہوں............''

''تم تو شاستر پر کھوج کر رہے ہو نا............؟''

''ہاں.............تو.........''

''تو یہ بتاؤ کہ پیپل کی ہماری زندگی میں کیا اہمیت ہے؟''

''پیپل اصل میں ہندو فلاسفی کے مطابق برہما کا اوتار ہے اور ہندو لوگ روز

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اِس پر پانی چڑھاتے ہیں۔ یہ سانس لینے کے لئے ہمیں دن رات آکسیجن مہیا کرتا ہے۔ اِس کے پتے کی شکل وصورت اور بناوٹ کے بارے میں مَیں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ اِس کی شکل گنیش کے ایک ہتھیار سے ملتی ہے جس کا مطلب یوں بیان کیا گیا ہے کہ ''آدمی کی بدھی تیکھی ہردے وِشال''.........سوچ وچار میں گہرائی ہونی چاہئے رشمی.......... ہماری ہندو فلاسفی میں اور ہمارے ویدوں اور اُپنشدوں میں زِندگی کی گہری فلاسفی کا انش موجود ہے..............'' رشمی اِس کی باتوں سے اُوب رہی تھی۔ اس کو ایک شرارت سوجھی اور اس نے جھٹ تالاب سے چلو بھر پانی لے کر کاشی کے چہرے پر چھڑک دیا۔ کاشی کا من بھی مچل اُٹھا اور اُس نے تالاب کے پانی کے چھینٹے مار مار کر رشمی کو بُری طرح بھگو دیا۔ بھیگی ہوئی رشمی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اُس کے چہرے پر پانی کی بوندیں ایسے تیر رہی تھیں جیسے کنول کے پھول پر شبنم کے قطرے۔ کاشی سے رہا نہ گیا اور اُس نے رشمی کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر اُس کے تمتماتے رُخساروں کا بوسہ لے لیا۔ رشمی مارے شرم کے لال سُرخ ہوگئی۔

''یہ کیا کاشی............کوئی دیکھ لیتا تو..........؟''

''کیا مجھے اِتنا بھی حق نہیں کہ میں اپنے پیار کو چومنے کی بھی جسارت نہ کر سکوں............؟''

''ہرگز ہرگز نہیں............کاشی! یوں تو میں ساری کی ساری تمہاری ہوں مگر یہ سماج تب تک اس بات کی اجازت نہیں دیتا جب تک دو پریمی سات پھیروں کی رسم سے نہیں گزر جاتے............کاشی........! تمہیں یاد ہے ہم کئی بار آپس میں رُوٹھ جاتے تھے اور پھر مان بھی جاتے تھے۔''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''ہاں یاد ہے.....سب کچھ یاد ہے........''

''تُمہیں یاد ہے ایک دن جب میں ندی سے پانی لے کر آرہی تھی تو تم نے میرا راستہ روک لیا تھا اور میں مٹکی پھینک کر بھاگ میں گئی تھی۔ لیکن گھر آ کر میں نے ماں سے جھوٹ کہا تھا کہ میرے پاؤں میں کانٹا چُبھ گیا اور مٹکی سر سے پھسل کر گر پڑی اور ٹوٹ گئی۔''

''اچھی طرح یاد ہے رشمی......اُس دن تو تم نے مجھے بچا لیا تھا۔ دراصل ہمارے عشق کی داستان ہی وہاں سے شروع ہوتی ہے.........پھر ایک دِن تم اپنے باپو کے ساتھ جا رہی تھی تو میں نے جنگلی انار کے پھول تُجھ پر پھینک دئے تھے اور تیرے باپو نے مجھے دیکھ لیا تھا...........میں بھاگنے لگا تو اُس نے زور سے کھونٹا مارا جو میرے ٹخنے پر لگا اور میں وہیں گر گیا..........تیرا باپو مجھے مارنے کے لئے دوڑا لیکن تم نے کسی نہ کسی طرح اُسے روک لیا تھا..............'' رشمی پہلو بدل کر بیٹھ گئی۔

'' اور تمہیں یاد ہے.............ایک بار تم نے ہمارے آنگن میں لگے امرود کے پیڑ سے امرود توڑ کر مجھے مار دیا تھا۔ میں کتنا روئی تھی۔ پھر میری ماں تمہارے گھر شکایت لے کر گئی تو تمہاری ماں اور میری ماں کے درمیان جھگڑا ہو گیا تھا.......پھر ہم دونوں کی جم کر پٹائی ہوئی تھی اور...........ہم دونوں کے ملنے جلنے پر پابندی لگا دی گئی تھی...............''

''.............ہاں پھر تمہیں کمرے میں بند کر دیا گیا تھا۔ دُوسرے دِن سویرے ہی میں تمہیں چھت پر دیکھنے چڑھ گیا تھا اور تم نے زبان نکال کر انگوٹھا دکھایا تھا۔ میں نے کان چھو کر تم سے معافی مانگی تھی۔ کتنے دِنوں تک ہم رُوٹھے رہے تھے اور

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

پھر.........کئی دِنوں کے بعد پھر سے ہماری ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہُوا.........شاید یہ سچے پیار کا ہی کمال تھا رشمی............!''

ایک دن جب کاشی گھر پہنچا تو ماں نے کہا تھا ''کاشی..........تُو رشمی کا خیال چھوڑ دے بیٹا۔''

''رشمی کا خیال چھوڑ دوں.........کیوں ....آخر کیوں....... ماں کیوں............؟''

''وہ بہت امیر لوگ ہیں.........ہمارا اور اُن کا مقابلہ ہی کیا؟ بیٹے کہاں راجہ بھوج کہاں............''

''نہیں نہیں............نہیں ماں.......نہیں.......میں رشمی کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑ سکتا کیوں کہ وہ...........''

''............وہ تو ٹھیک ہے۔ میں سب سمجھتی بھی ہوں مگر ہمارے اور اُن کے درمیاں دولت کی دیوار ہے جو کبھی گر نہیں سکتی بیٹے۔ اور ہم کبھی اُن کے مقابل بھی تو کھڑے نہیں ہو سکتے''۔

''گر سکتی ہے ماں......گر سکتی ہے یہ دولت کی مضبوط دیوار.........اگر تم مجھے ہمت دو۔ میں بھی دولت کماؤں گا اور ایک دِن.........دیکھنا ہم بھی اُن کے برابر کے ہو جائیں گے۔ ہاں میں مکان بناؤں گا.........پھر.......ماں....؟''

ماں کیا کہتی۔ چپ ہوگئی تھی اُس کی ضد کے آگے۔ اسی طرح پھر کئی دن تک ان دونوں کی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ کاشی نے رشمی سے بھی ایک روز ماں کی اس بات کا ذکر کیا تھا۔ اُس نے بھی کہا ''ہاں کاشی.......! شادی کے بعد تو زندگی کی ضروریات

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

گونجنے لگے۔ ''کاشی، رشمی کو بھول جاؤ...... ہمارا اور اُن کا نہ تو مقابلہ ہے اور نہ ہی کوئی میل......'' اور پھر رشمی کے الفاظ بھی اُس کے کانوں میں گونج اُٹھے'' ......زِندگی گزارنے کے لئے سب کچھ ہی چاہئے کاشی......کاشی......'' لیکن پھر اُسے ایسا بھی محسوس ہوا جیسے رشمی سرگوشیانہ انداز میں اُسی سے ہمکلام ہو اور اُسے اپنی محبت کا یقین دِلا رہی ہو....'' کاشی......میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں......کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں؟''۔ پھر جیسے اُس کی ماں کے الفاظ اُس کے کانوں میں بج اُٹھے ہوں......رشمی کو بھول جاؤ..... ہاں ہاں بھول جاؤ........وہ سوچ کی گہری کھائیوں میں اُترتا چلا گیا تھا........'' بھول جاؤ کاشی ....کہ تم نے کبھی کسی سے پیار کیا تھا......... ہاں......کاشی پہلے تم اقتصادی طور پر کمزور تھے اور اب تم جسمانی طور پر معذور ہو............اب تم کوئی دعویٰ نہیں کر سکتے........ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اب میں اپاہج ہوں صرف ایک اپاہج..........''

وہ بیساکھیوں کی مدد سے چلتا ہوا پہلے اپنے گھر پہنچا اور اس کے بعد سیدھا وہاں چلا گیا جہاں اُس کی محبت کے افسانے کا آغاز ہوا تھا.............تالاب وہی تھا جس کے پانی کی لہروں میں اب ایک اُداس ترنم رقصاں تھا اور تالاب خاموشی سے اُن کے پیار کی داستان دوہرا رہا تھا..........وہی چبوترہ تھا جس کا ایک ایک پتھر اُن کے پیار کی شہادت دے رہا تھا۔ پیپل کا پیڑ بھی وہی......درخت سے گرتے ہوئے پتے جواَب بھی خاموشی کی زبان سے کہہ رہے تھے......'' ہماری طرف دیکھو ہم ہزاروں بار اس درخت کو سرسبز کرتے تھے......مگر آج ہم دُھول چاٹ رہے ہیں۔''

سب کچھ وہی تھا مگر پریمی بدل چکے تھے........رشمی ڈاکٹر دیواندر ناتھ کے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

بڑھ جاتی ہیں...... اچھا گھر....... اچھی خاصی آمدن اور سماج میں آدمی کا وقار ہونا بھی تو ضروری ہے۔ پیسے کے بغیر تو انسان ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا......" رشمی کے منہ سے یہ سن کر کاشی کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ وہ پریشان ہو اُٹھا تھا۔ وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ رشمی بھی ایسا ہی کہے گی۔ ایسا ہی سوچے گی۔ وہ مایوساً گھر کو چل پڑا۔ اُس کے کانوں میں ماں کے الفاظ گونجنے لگے۔ رشمی نے راستہ روک کر پوچھنا چاہا کہ کیا ہوا۔ مگر وہ خاموش چلتا رہا۔ رشمی سے بچھڑنے کے بعد وہ یہ سوچتا رہا کہ عورت خالی پیار کی پیاسی نہیں بلکہ دُنیاوی لوازمات کی دیوانی بھی ہوتی ہے۔ سونے چاندی کی، روپے پیسے کی، بینک بیلنس اور اُونچی کوٹھی کی دیوانی۔

اُس نے تہیہ کرلیا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ رشمی کو دولت کما کر دکھائے گا اور اپنا وقار بھی بحال رکھے گا۔ تب رشمی بھی خوش ہو جائے گی اور اُس کے گھر والے بھی۔ وہ گریجویٹ تھا لہذا فوج میں کمیشن پر چلا گیا۔ وہ ٹریننگ کے دوران فوجی کورس میں سب سے اوّل آیا اور لفٹیننٹ بن گیا۔ اُس نے اِس بات کی خبر پہلے اپنی ماں کو اور پھر رشمی کو بھیج دی۔ اُس کو اپنی اُمیدیں پروان چڑھتی نظر آئیں۔ لیکن اُسے اس بات کی خبر نہ تھی کہ قسمت کچھ اور برے دن بھی دکھانے والی ہے۔ ایک روز جب وہ ناگالینڈ میں باغیوں کی سرکوبی کے لئے اپنی ٹولی کے ساتھ جارہا تھا تو دہشت گردوں کے ساتھ مٹھ بھیڑ میں اُس کی ٹانگ گولیوں سے چھلنی ہوگئی۔ کئی مہینے ہسپتال میں گزارنے کے بعد بھی جب ڈاکٹر اُس کی ٹانگ کو نہ بچا سکے تو اُسے ایسا لگا کہ جیسے پیپل کے پتوں کی طرح اُس کی ٹانگ بھی اُس کا ساتھ چھوڑ چکی ہے....... ایک دِن جب وہ بیساکھیوں کے سہارے ٹرین سے اُترنے لگا تو اُس کے کانوں میں ماں کے کہے ہوئے الفاظ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

گونجنے لگے۔ ''کاشی، رشمی کو بھول جاؤ......ہمارا اور اُن کا نہ تو مقابلہ ہے اور نہ ہی کوئی میل......'' اور پھر رشمی کے الفاظ بھی اُس کے کانوں میں گونج اُٹھے ''..........زِندگی گزارنے کے لئے سب کچھ ہی چاہئے کاشی......کاشی...'' لیکن پھر اُسے ایسا بھی محسوس ہوا جیسے رشمی سرگوشیانہ انداز میں اُسی سے ہمکلام ہوا اور اُسے اپنی محبت کا یقین دِلا رہی ہو.... ''کاشی.....میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں.......کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں؟''۔ پھر جیسے اُس کی ماں کے الفاظ اُس کے کانوں میں بج اُٹھے ہوں......رشمی کو بھول جاؤ..... ہاں ہاں بھول جاؤ........وہ سوچ کی گہری کھائیوں میں اُترتا چلا گیا تھا........ ''بھول جاؤ کاشی.......کہ تم نے کبھی کسی سے پیار کیا تھا.......... ہاں......کاشی پہلے تم اقتصادی طور پر کمزور تھے اور اب تم جسمانی طور پر معذور ہو............اب تم کوئی دعویٰ نہیں کر سکتے........ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اب میں اپاہج ہوں صرف ایک اپاہج..........''

وہ بیساکھیوں کی مدد سے چلتا ہوا پہلے اپنے گھر پہنچا اور اس کے بعد سیدھا وہاں چلا گیا جہاں اُس کی محبت کے افسانے کا آغاز ہوا تھا............تالاب وہی تھا جس کے پانی کی لہروں میں اب ایک اُداس ترنم رقصاں تھا اور تالاب خاموشی سے اُن کے پیار کی داستان دوہرا رہا تھا..........وہی چبوترہ تھا جس کا ایک ایک پتھر اُن کے پیار کی شہادت دے رہا تھا۔ پیپل کا پیڑ بھی وہی......درخت سے گرتے ہوئے پتے جواَب بھی خاموشی کی زبان سے کہہ رہے تھے..... ''ہماری طرف دیکھو ہم ہزاروں بار اس درخت کو سرسبز کرتے تھے......مگر آج ہم دُھول چاٹ رہے ہیں۔''

سب کچھ وہی تھا مگر پریمی بدل چکے تھے........رشمی ڈاکٹر دیواندر ناتھ کے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ اُن دونوں کے عہد و پیماں کی عالیشان عمارت ڈھیر ہو چکی تھی............کاشی حیران کھڑا دیکھتا رہا۔

پل بھر میں تقدیر نے یہ کیا کر دِکھایا کاشی........'' پیپل کے پیڑ سے پتے بدستور گر رہے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ پت جھڑ کا موسم پیڑوں پر بھی نہیں مجھ جیسے انسانوں پر بھی آتا ہے کیونکہ............یہ نظامِ قدرت ہے۔ پیڑوں پر بہار آ بھی سکتی ہے مگر انسانوں پر پت جھڑ کے بعد موسم بہار نہیں آتا۔

پھر اُسے ایک پل کے لئے ایسا لگا جیسے پیپل بھی رو رہا ہو اور بے تحاشہ آنسوؤں کی شکل میں اپنے پتے گرا کر چلاّ چلاّ کر کہہ رہا ہو'' ......میں تمہارا گواہ ہوں............میں تُمہارا گواہ ہوں.........اِس بات کا گواہ کہ تم دونوں کی محبت کی داستاں یہیں سے شروع ہوئی تھی اور یہیں ختم ہوگئی.........چھوڑو کاشی تُم ایک مسافر ہو.........مسافر راستے میں تھوڑی دیر کے لئے پڑاؤ ڈالتے ہیں اور پھر اگلی منزلوں کی جانب چلے جاتے ہیں مگر پڑاؤ ساتھ نہیں جاتے.........ہاں پڑاؤ کی یادیں ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہے............دیکھو نئی دُنیا بڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے۔ جو اس کے ساتھ دوڑ نہیں سکتا وہ ہارا ہوا کھلاڑی ہے.........''

''.........وہ کچے گھڑوں پر تیرنے والے عاشق اور تھے......وہ پہاڑوں کا سینہ چیر کر دُودھ کی نہر بہانے والے بھی نہیں رہے ہیں.......اب تو نہ کوئی پیار کے قابل ہے نہ کوئی کسی سے پیار کرتا ہے۔ اب تو لوگ بس پیار کے نام پر عیاشی کرتے ہیں......اس مقدس رِشتے پر داغ دھبے لگاتے ہیں اور چلتے بنتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جنگل کا پھول

ناکام عاشق کی زِندگی اس کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہے۔ نہیں یہ مقولہ صرف اُنہیں عاشقوں پر صادق آتا ہے جن کا عشق سچا نہ ہو۔ جو جنسی لذتوں کے لئے محبوبہ کے حسین جسم کی بھینی بھینی خوشبو میں کھوئے رہتے ہیں۔ بلکہ ایسے عاشقوں کو کسی خونخوار اور آوارہ جانور سے تشبیہ دی جائے تو شاید بے جا نہیں ہوگا۔ سچا عاشق تو اپنے محبوب کی رُوح سے پیار کرتا ہے۔ وہ جسمانی لذتوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا اور ایسے ہی عاشق کو جب سماج کے ٹھیکیداروں کے ہاتھوں اذیتیں اُٹھا کر محبوب کی جدائی کے دن گزارنے اور راتیں کاٹنی پڑتی ہیں تو اکثر قیدِ حیات سے نجات پانے کے لئے کوئی فوری ذریعہ تلاش کر لیتے ہیں اس کو عاقبت نظر آتی ہے۔ اس سے جو بچ رہتے ہیں وہ بیچارے کانٹوں سے اپنا دامن تار تار کر لیتے ہیں اور سسک سسک کر زندگی کے دن گزار دیتے ہیں اور ماضی کی حسین ترین یادوں کے سہارے زندگی کی ناؤ کو کھینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کوئی اسے یادِ ماضی کے عذاب سے تعبیر کر کے زندگی کی تلخ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ترین حقائق سے منہ موڑنے کے لئے مختلف قسم کی نشیلی اشیاء کا استعمال کر کے اپنی زندگی کے دن پورے کرتے ہیں...........چند ایک ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں سماج سے اِنتقام لینے کی ہمت ہوتی ہے........وہ سماج کو ایک ٹھوکر سے مسمسار کرنے کی اپنے اندر جرأت پیدا کرتے ہیں اور وحشیانہ راہ اختیار کرتے ہیں۔ ماضی کی حسرتوں کو مٹانے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکال ہی لیتے ہیں۔لیکن شاداب ان سب سے مختلف تھا۔

شاداب کڑیل جوان' چوڑے چکلے سینے والا' مضبوط جسم اور سنہری رنگت والا گھونگریالے بال چوڑے ماتھے پر مصروفِ رقصاں۔ اُس کی گھنی بھویں اور بھوری آنکھوں کو ڈھانپنے والی لانبی لانبی پلکیں............لیکن اس کے چوڑے چکلے سینے کے اندر دھڑکنے والا دِل کسی کی محبت سے سرشار تھا۔ اُس کے دِل میں اُس کی محبوبہ ایک حسین ملکہ کے رُوپ میں جلوہ افروز تھی۔ شاداب کے لبوں پر اگر کسی کا نام تھا تو وہ تھی اُس کی محبوبہ ریشماں۔ اگر یہ سچ ہے کہ رشتے آسمانوں میں طے ہوتے ہیں تو پھر یہ بھی سچ ہے کہ محبت کی دیوی اور اس کے پجاری کے درمیاں ایسے مضبوط رشتے بھی تو آسمانوں پر طے ہوتے ہیں۔ ہاں جیسے وہ خود بین........جو ایک مغنّی تھا۔ دراصل محبت کے نغموں سے اُسے رغبت تھی۔ دِن ڈھلتے ہی وہ اپنی بربط لیکر دریا کی طرف نکل جاتا اور رات بھر محبت بھرے نغمے چھیڑتا رہتا۔ وہ نغمے' جو فضا اور پانی کی لہروں میں مدغم ہو جاتے اور صبح ہونے تک اوس کے قطرے بن کر موتیوں کی طرح ہری نرم و ملائم گھاس کی پتیوں پر ہنسنے لگتے۔ گلوں کی حسین مسکراہٹ کو چار چاند لگاتے اور سیپ کے وطن کی زینت بنتے۔ مگر......دُنیا اُسے دیوانہ اور مجنوں کہہ کہ پکارتی۔ کچھ لوگ اُس پر

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہنستے اور کچھ اُس کی دیوانگی کا مذاق اُڑاتے اور کئی ایک کو تو اس کے لئے ہمدردی کے الفاظ کہتے ہوئے بھی اکثر سُنا جاتا۔ الگ الگ لوگوں کی الگ الگ باتیں ہوتیں۔
''بیچارہ......ریشماں کے عشق میں مبتلا ہے''۔ اکثر لوگ اس پر فقرے کستے۔

ریشماں واقعی بہت ہی حسین و جمیل لڑکی تھی۔ سارے گاؤں میں اس کی جوانی اور حسن کے چرچے تھے۔ خوبصورت چہرہ، پتلی ستواں ناک، نیلی نیلی آنکھیں اور لمبے ریشمی بال۔ وہ ریشماں تھی جو دودھ میں دُھلی دُھلائی صاف وشفاف چاندنی جیسی........ پر وہ اِس شفاف چاندنی سے دُور پرے کھڑے اپنے دُھندلے دُھندلے اُداس سائے کو دیکھتا تو اُس کے دل میں میٹھا میٹھا درد ہونے لگتا اور وہ بربط پر نہایت ہی غمگین سُر چھیڑ دیتا۔ آنسو موتیوں کی طرح اُس کے صاف چہرے پر لڑھک پڑتے۔ اُسے لگتا کہ جیسے سارا ماحول رو رہا ہے۔ محبت اُس کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ قمیض کی آستین سے اپنے آنسو صاف کرتا اور چلُو میں پانی لے کر اپنی آنکھوں پر چھینٹے مارتا اور اس طرح آنکھوں کی جلن کو ٹھنڈک پہنچاتا۔ ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے دو چار چلُو حلق میں اُتارتا جس سے اس کے دل کا بخار ہلکا ہو جاتا۔ دن بھر کام میں مصروف رہتا اور دن ڈھلتے ہی اس پر غم کا عالم طاری ہو جاتا۔ رات کی تنہائی، کھلی فضا اور دریا کی منچلی لہریں بھی اس کے غم میں شریک ہو جاتیں۔ ہر دن بے چینی میں کٹتا اور ہر رات ایک نیا عذاب لے کر اُس کے سامنے آ کھڑی ہوتی۔

نیلے آکاش پر سورج کی کرنیں پھوٹ رہی ہوتی تھیں۔ رات کی سیاہی کا پردہ اُٹھ رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر غم اور خوشی کے ملتے جلتے آثار اُبھر آتے۔ اور پھر رات کی سیاہی کی طرح مٹ بھی جاتے۔ صبح کا آفتاب اُمیدوں کا نیا سویرا لے کر

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

آنے والا تھا۔ اچانک کسی کی آواز نے اُس کے خیالوں کا تسلسل توڑ دیا تھا۔ اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اُس کا ہاتھ عقیدت سے سلام کے لئے اُٹھ گیا اور ایک پر شفقت نور اُس کے چہرے پر بکھر گیا۔

''شاداب تم یہاں کیا کر رہے ہو؟''

''کچھ نہیں بھائی صاحب کچھ نہیں.....'' اُس نے غمزدہ لہجے میں جواب دیا۔

نیازی صاحب کا شاداب بہت احترام کرتا تھا۔ شاداب کیا اُن کی جان پہچان کے تمام لوگ اُن کا احترام کرتے تھے۔ وہ سیکرٹریٹ میں ایک اعلیٰ عہدے پر تعینات تھے اور شاداب کے پھوپھازاد بھائی تھے۔ دھن دولت بھی اچھی خاصی تھی اور وہ علاقے کے گنے چُنے معزز آدمیوں میں سے ایک تھے۔

''چلو گھر چلو۔'' شاداب اُٹھ کھڑا ہوا اور نیازی صاحب کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ کچھ دیر بعد شاداب نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

''بھائی صاحب آپ کب تشریف لائے؟''

''ارے میں تو رات ہی اپنی گاڑی سے آ گیا تھا اور رات بھر تمہارا انتظار کرتا رہا۔ مگر تم آئے نہیں۔ صبح پڑوسیوں سے معلوم ہوا کہ تم اِس جگہ ملو گے اور جو کچھ میں نے سنا تھا وہ ٹھیک ہی نکلا..........'' شاداب نے سوالیہ نگاہوں سے نیازی صاحب کی طرف دیکھا۔

''وہ کیا..........؟''

''یہی کہ تُم بہت پریشاں ہو اور رنجیدہ رہتے ہو۔ دِن رات جنگلوں میں، صحراؤں میں گھومتے رہتے ہو۔ دریاؤں کے کنارے پڑے رہتے ہو۔'' نیازی صاحب

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

نے شفیق لہجے میں کہا۔

''نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ اُس نے ہوا میں ہاتھ لہرا کر کہا۔

''جانتے ہو میں کیوں یہاں آیا ہوں؟'' نیازی صاحب نے دریافت کیا۔

''اُوں ہُوں!'' شاداب نے منفی میں جواب دیا۔

''میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں۔''

دونوں باتیں کرتے کرتے کھولی کے پاس پہنچ گئے۔ شاداب نے بڑھ کر لکڑی کا پھاٹک کھولا اور دونوں کھولی میں داخل ہو گئے۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے تخت پوش پر بیٹھ گئے۔ شاداب نے اپنا بربط لکڑی کی دیوار کے ساتھ لگی کیل کے ساتھ لٹکا دیا اور سوچنے کے انداز میں گھومتے ہوئے رُک کر بولا۔ ''لیکن بھائی صاحب میں شہر جا کر کیا کروں گا؟......... کہاں شہر اور کہاں میں.... ایک گنوار لڑکا۔ وہاں کے لوگوں کا تو رہن سہن، بول چال اور لباس سب کچھ ہی تو مختلف ہوتا ہے۔ کہاں ہم لوگوں کی چھوٹی چھوٹی کھولیاں اور سیدھا سادا بسر اوقات اور کہاں شہر کی فلق شگاف حویلیاں، لذیذ کھانے اور لباس کی زرق برق......... نہیں نہیں........... بھائی صاحب میں شہر کے قابل بالکل نہیں ہوں''۔

''میں کچھ سننا نہیں چاہتا......... بس امی جان کا حکم ہے۔ تمہیں چلنا ہوگا۔ تم کیا ہو کیا نہیں یہ دیکھنا ہمارا کام ہے تمہارا نہیں اور اب تم جلدی سے تیار ہو جاؤ۔''

شاداب کچھ دیر تک نیازی صاحب کے پاس بیٹھا رہا اور پھر اچانک اُٹھ کھڑا ہوا۔ جیسے اُس کو کچھ یاد آ گیا ہو اور وہ لمبے لمبے قدم بڑھاتا ہوا کھولی کے دوسرے کیبن میں چلا گیا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

نیازی صاحب اِس کھولی اور ماما عبدل کے بارے میں سوچنے لگے۔ یہاں دونوں بھائی اپنی ماں کے ساتھ بچپن میں آیا کرتے تھے اور دریا کے کنارے ریت پر کودتے رہتے۔ نظیر اور وہ ریت کے محل بناتے تھے۔ نظیر اُن کا چھوٹا بھائی تھا جو آج کل کسی دُوسرے ملک میں ہے۔ ''کیسی تنگ و تاریک کال کوٹھری میں رہتا ہے شاداب........'' نیازی صاحب بڑبڑائے.........''اِس تنہائی میں وہ کیسے خوش رہ سکتا ہے........؟'' اُنہوں نے اپنے آپ سے سوال کیا۔ اُن کا دم گھٹنے لگا وہ اُٹھ کر باہر آگئے اور برآمدے میں بنے لکڑی کے جنگلے کے پاس کھڑے ہو کر اُونچی نیچی پہاڑیوں اور نیچے پہاڑ کے دامن میں بہتے بل کھاتے، شور مچاتے دریا کو تکنے لگے اور ایک بار پھر ماضی کے دُھندلکوں میں کھو گئے...........شاداب کی امی شاداب کے پیدا ہوتے ہی اِس کو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اِس دنیائے فانی سے روپوش ہو گئیں اور عبدل ماما شراب کی لت میں غرق ہو گئے۔ اُسی شراب میں اُنہوں نے اپنا سب کچھ لٹا دیا اور شاداب کے لئے تنہائی اور کھولی چھوڑ گئے، جو شاداب نے خود تعمیر کی تھی۔ اُس نے اپنی تنہائی دُور کرنے کے لئے پہلے ریشماں سے دِل لگایا اور اپنی جان سے زیادہ عزیز ریشماں بھی اُسے داغِ مفارقت دے کر چلی گئی۔ اب اس بھری دُنیا میں ایک بربط کے سوا اُس کا اور کوئی نہیں تھا۔ وہ جب بھی اُداس ہوتا تو بربط سے نہایت ہی غمگین سُر چھیڑ دیتا۔

''بھائی جان........! ناشتہ کر لیجئے۔'' شاداب نے مکّی کے آٹے کی روٹی اور ایک پیالے میں دیسی قہوہ لا کر رکھ دیا۔ نیازی صاحب نے اُنگلیوں سے مٹی جھاڑی جو جنگلے کے چوکھٹ پر جمی دھول سے بھری ہوئی تھیں۔ نیازی صاحب نے مکی کی روٹی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

قہوے کے ساتھ بڑے شوق سے کھائی۔ اِتنے میں شاداب منہ ہاتھ دھو کر آ گیا اور وہ بولے، ''ارے شاداب تم اس کال کوٹھری میں کیسے رہتے ہو؟ میرا تو دم گھٹنے لگا ہے یہاں..........''

''.......... یہاں رہتا ہی کون ہے..........'' شاداب نے ایک میلے سے کپڑے سے منہ صاف کرتے ہوئے کہا.......... ''دن کو تو میں کام پر چلا جاتا ہوں.... ......رات کو یا تو دریا کے کنارے اور یا اکبر میاں کے یہاں چلا جاتا ہوں۔''

''اچھا اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔'' نیازی صاحب نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا'' ....راستہ بہت لمبا ہے۔ پورے بارہ گھنٹے کا راستہ ہے۔ ہاں جلدی کرلے........'' نیازی صاحب نے دوہرایا۔ کچھ ہی دیر میں شاداب تیار ہو چکا تھا۔ نیازی صاحب نے شاداب کے دراز قد کا جائزہ لیا۔ سر سے پاؤں تک نظر ڈالی۔

''تیار ہو گئے......؟''

''ہاں........'' شاداب نے کندھے پر بربط اور کمبل ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ پھر کھولی کو بند کر کے وہ باہر نکل پڑے۔ راستے میں اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ شام کے پانچ بجے کار ایک گیٹ کے اندر داخل ہو کر گل موہر کے پیڑ کی گھنی چھاؤں تلے رُکی، جس پر نیلے رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے۔

نیازی صاحب نے شاداب کے لئے دروازہ کھولا۔ شاداب، نیازی کے پیچھے بڑے ہی بے ڈھب طریقے سے چل رہا تھا۔ اُس کے بھاری بھرکم دیہاتی جوتے سیمنٹ کے فرش پر شور پیدا کر رہے تھے۔ سب سے پہلے اُس کا سامنا شبانہ سے ہوا جو اُس کے لباس کو دیکھ کر ہنسے بغیر نہ رہ سکی۔ اُس کے اس دیہاتی لباس کو دیکھ کر کوئی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

بھی شہری ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اُس کی سڈول پنڈلیاں اُس کی شلوار سے صاف دِکھائی دے رہی تھیں۔ اُس کی شلوار محض گھٹنوں تک ہی تھی۔ اُس کی شیروانی گوٹہ کناری سے کڑھی ہوئی تھی۔ بائیں کندھے پر بربط اور دائیں کندھے پر بھیڑ کی خالص اُون کا کمبل۔ نیازی صاحب نے شبانہ کو خاموش رہنے کے لئے گھورا اور ساتھ ہی کہا۔

''شبانہ یہ تیرے چچا جان ہیں.........امی جان کہاں ہیں؟'' نیازی صاحب نے دریافت کیا۔

''وہ رہیں......'' شبانہ نے دادی جان کی طرف اِشارہ کر کے بتایا جو اپنے کمرے سے باہر آرہی تھیں۔

شاداب پھوپھی جان کو سلام کرتا ہوا اُن کی جانب چلا گیا۔ اُس کے ساتھ ہی نیازی صاحب بھی چلے گئے۔ پھوپھی جان نے شاداب کو دعائیں دیں۔ بلائیں لیں۔ گلے سے لگایا۔ اُن کا جی بھر آیا اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ مائیکے کی ایک ہی نشانی تو رہ گئی تھی۔ وہ شاداب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے میں لے گئیں۔

نیازی صاحب کے حکم پر شبانہ نے نیازی صاحب کا نیا سوٹ نکالا اور اپنے چچا کو غسل خانے تک لے آئی۔ شاداب نے نہا دھو کر نئے کپڑے پہنے۔ اتنے میں میز پر چائے کا سامان چُن دیا گیا۔ سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر آگئے۔ شاداب کو بھی آنا پڑا۔ شبانہ کے چہرے پر شرارت انگیز مسکراہٹ تھی ''.........دیکھیں یہ چچا جان کیسے کھاتے ہیں.........'' اُس نے دل ہی دل میں کہا۔ واقعی شاداب کو چھری کانٹے اور چمچ سے کھانا کھانے کا طریقہ نہیں آتا تھا۔ پھر بھی اُس نے جھجکتے ہوئے کھانا شروع کیا۔ اس وقت شاداب کی حالت بالکل اس بکرے جیسی تھی جیسے قصاب خانے میں لا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کر چھوڑ دیا گیا ہو۔

ناشتے کے دوران ہی شبانہ کا بوائے فرینڈ اسلم آ گیا۔ اسلم میڈیکل کالج میں ایم بی بی ایس کر رہا تھا۔ آتے ہی اُس کی نظر شاداب پر پڑی جو پلیٹ میں اُلٹے سیدھے چمچ مار رہا تھا۔ وہ دھیرے سے شبانہ کے کان میں پھسپھسایا۔ ''یہ جانور کہاں سے پکڑ کر لائے ہو تم لوگ۔'' شبانہ زیرِ لب مسکرائی اور ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر اُسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ شاداب نے دونوں کو اس انداز سے دیکھا جیسے کبوتر بلی کو دیکھتا ہے۔ وہ دونوں ہنستے ہوئے بیڈمنٹن کھیلنے چلے گئے۔ شاداب بیٹھا پھوپھی سے باتیں کرتا رہا۔ شام ہوگئی رات کا کھانا اسلم نے بھی وہیں کھایا۔ مگر شاداب شرم کے مارے کچھ بھی نہ کھا سکا۔ وہ رات بھر یہی سوچتا رہا کہ میرا یہاں گزر ہونا مشکل ہے۔ یہ لوگ مُجھے انسان نہیں سمجھتے۔ وہ دیہاتی بے شک تھا مگر ذی احساس اور ذی عقل نوجوان تھا۔ اُسے گاؤں کی سادہ زندگی ہی پسند تھی۔ ایسی زندگی جس میں نہ کوئی پیچ و تاب' نہ تکلف' نہ نمائش نہ بدخوئی تھی اور نہ ہی خودستائش' نہ لوگوں کا ہجوم۔ نہ کسی کو بے عزت کرتے ہیں نہ کسی کی عزت پر ہاتھ ڈالتے ہیں۔ ہاں وہ آزاد شیر کی طرح جنگل میں گھوم سکتا تھا۔ ہر قسم کی تنقید اس کو ناگوار تھی۔ وہ بلند اور وسیع تر حویلی اس کیلئے تنگ و تاریک جیل تھی۔ جس کمرے میں اس کا بستر لگایا تھا وہ نہایت ہی کھلا اور سجا ہوا تھا۔ اس میں تیز روشنی کا انتظام تھا ہاں مگر وہ سکونِ قلب نہیں تھا جو اس کی تنگ و تاریک کھولی میں تھا۔ قمقموں کی تیز روشنی میں اس کو نیند نہیں آ رہی تھی اور وہ بجلی کا بلب بجھانا نہیں جانتا تھا۔ وہ ان لوگوں سے کہتے ہوئے بھی جھجکتا تھا...... یہ لوگ نہ جانے کیا کہیں گے...... اپنے گھر میں رہتے ہوئے بھی وہ خود کو غیر سمجھتا تھا۔ وہ بات کرتے ہوئے بھی شرماتا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

تھا۔ خاص کر وہ شبانہ سے بہت ہی گھبراتا تھا۔ اُسے دیکھ کر اُس کا خون سوکھ جاتا تھا۔ وہ شبانہ کو اس طرح دیکھتا جیسے پنجرے میں بند پرندہ اپنے صیاد کو۔ وہ اپنے دل سے پوچھنا چاہتا تھا کہ ایسا کیوں ہے؟............ یہ ڈر............ یہ بے چینی کیوں ہے؟ دیکھتا ہوں مگر خاموش رہ جاتا ہے۔ اُس کی یہ حالت رضیہ بی بی پر واضح ہو چکی تھی۔ وہ اکثر پوچھتی رہتی ''کیوں شاداب! تمہارا یہاں جی نہیں لگتا؟'' مگر شاداب بات کو ٹال دیتا اور دل ہی دل میں سوچتا کاش میں شہر کے راستوں سے واقف ہوتا۔ رضیہ بی بی نے شاداب کی پریشانی کا ذِکر نیازی صاحب سے بھی کر دیا۔ اُنہوں نے شبانہ کو اسے گھمالانے کے لئے کہہ دیا۔ شبانہ بے دِلی سے اُسے گھمانے نکل پڑی۔ شاداب نے اپنا بربط بھی اپنے ساتھ سے لیا۔ شبانہ قطعی طور پر یہ ظاہر ہونے دینا نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کا کوئی رشتے دار ہے۔ بس یوں ہی اس نے اپنا قیمتی کوٹ اس کے حوالے کر دیا جو شاداب نے بڑی عاجزی سے اُٹھایا ہوا تھا۔ وہ اسے باہر والی پرانی سڑک کے راستے سے لے جا رہی تھی۔ یہاں راستے میں ایک باغ پڑتا تھا جس کے گیٹ پر وہ رُک گیا۔

''یہ کیا ہے........؟'' پہلی بار شبانہ کے سامنے اس نے زبان کھولی تھی۔

''سامنے باغ ہے جناب۔'' شبانہ نے طنزاً کہا۔

''اندر لوگوں کو جانے دیتے ہیں کیا؟''

''ہاں ہاں..... کیوں نہیں........ اندر جانا چاہتے ہو؟''۔ شبانہ نے پوچھا۔

شبانہ کے خیال میں یہ اچھا ہی تھا کیوں کہ وہ اس کو اپنے ساتھ لے جانا نہیں چاہتی تھی۔ فوراً اندر داخل ہوگئی۔ فوارے کے پاس ایک بنچ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

''یہاں اکثر جانور آتے ہیں۔''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''آدمی سے تو اچھے ہی ہوتے ہیں۔'' شاداب نے شبانہ کو دیکھ کر یہ چوٹ کی وہ تلملا اُٹھی۔

''جانوروں کا تجربہ اچھا ہے تمہیں۔'' شبانہ نے جواب دیا۔ شاداب نے سُنی ان سُنی کردی اور فوارے سے نکلتے پانی کی ترنگوں کو دیکھنے لگا۔ فوارے کے پانی سے اُس نے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ شبانہ باغ میں ٹہلتی رہی اور وہ بنچ پر جم کر بیٹھ گیا۔ دونوں گُم سُم سے رہے۔ ہوتے ہوتے شام ہوگئی۔ شبانہ نے شاداب کو گھر چلنے کا اشارہ کیا۔ شاداب دل ہی دل میں اپنے دماغ میں ان تمام راستوں کو یاداشت کے طور پر بٹھاتا رہا تاکہ وہ آئندہ جب کبھی یہاں واپس آئے تو اس کو کوئی دُشواری نہ ہو۔ شاید وقت کروٹ بدلنے لگا ہے اور وہ بھی جیسے بدل رہا تھا۔ ایک دن آخر اُس نے اپنے بربط کا کمال دِکھا ہی دیا جسے وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ یہ اُس کے ٹوٹے ہُوئے دل کے ساز کا کمال ہی تو تھا کہ اُس دن پہلی بار شبانہ کے دِل میں اس کے لئے جگہ پیدا ہوگئی۔ اُس دن اُس نے شاداب کا دردبھرا نغمہ سنا تھا۔ وہ آنکھیں بند کئے بربط پر دُھن بجا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو لگاتار بہہ رہے تھے۔ اس کو اس بات کا علم بھی نہ ہوا کہ کب کی شبانہ آچکی ہے۔ شبانہ نے ایسا نغمہ پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ کچھ لمحات کے لئے وہ ساکت سی رہ گئی۔ دُھن میں کھوسی گئی۔ وہ بالکل اُس کے قریب چلی گئی۔ شاداب کے چہرے پر بہتے ہوئے آنسو فوارے کے صاف پانی میں محلول ہو رہے تھے۔ وہ پتہ نہیں کب تک بربط بجاتا رہتا۔ تھوڑی دیر بعد شبانہ نے اُس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ دئے۔ بربط کی دُھن کا تسلسل ٹوٹ گیا۔

''گھر نہیں چلئے گا........؟'' شاداب نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

سامنے شبانہ کھڑی تھی۔ اُس نے قمیض کی آستین سے آنکھیں صاف کیں۔

''آپ رو رہے ہیں......؟'' شبانہ نے اُس سے سوال کیا۔

''نہیں تو......''

''آپ اِتنے جذباتی ہیں مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں اپنے برتاؤ کے لئے شرمندہ ہوں......'' دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے............میں نے واقعی بہت غلطی کی جو آپ کو سمجھنے میں دیر کی اور ہمیشہ آپ کو ایک اجڈ، گنوار اور دیہاتی سمجھ کر مذاق اُڑاتی رہی۔''

''شرمندہ نہ کیجئے۔'' شاداب نے احسان مندانہ انداز میں کہا۔

شبانہ آگے آگے اور شاداب پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ گیٹ پر پہنچ کر شبانہ نے گیٹ کھولا۔ دونوں اندر چلے آئے۔

''آپ بہت اچھا بجاتے ہیں۔'' گھر کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے شبانہ نے کہا۔ اسی طرح دن گذرنے لگے۔ زِندگی جیسے ایک چھلانگ مار کر مہینوں آگے پہنچ گئی ہو۔ اُن کی ملاقات دونوں کو اور بھی قریب لے آئی کیونکہ اُس ملاقات نے انہیں صدیوں پر محیط محدود دائرے سے نکال اتنے قریب لا کھڑا کیا تھا کہ وہ اک پل بھی ایک دُوسرے کے دل میں جھانک کر، اُتر کر، اس میں رہ کر، بس کر دیکھ سکیں اور پھر زندگی واقعی بربط پر بجنے والا ساز بن کر رہ گئی۔ شاداب کی کمزوری نے رنگ بدلا۔ وہ کچھ کچھ بدلتا جا رہا تھا۔ شہری طور طریقے اب وہ بھی کچھ کچھ سیکھنے لگا تھا۔ اس کا مرجھایا ہوا دِل پھر سے شاداب ہونے لگا تھا۔ شبانہ اس کے لئے اچھے سے اچھے کپڑے سلواتی۔ جب وہ انہیں پہنتا تو شیشے کے سامنے اینٹھ کر کھڑا ہو جاتا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''یاد ہے........؟یاد ہے جب گاؤں سے آئے تھے تم......تب؟''

ایک شام جب وہ شبانہ کو باہر ٹہلنے لے جانے کے لئے اس کے کمرے کے پاس پہنچا تو اس کے کانوں میں سسکیوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔ شبانہ تکئے میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔ وہ اس کے قریب چلا گیا۔ اس نے شبانہ کے کندھے تھپتھپائے اور پوچھا۔

''کیا بات ہے........؟''

''بات مجھ سے پوچھتے ہو۔........تم نے مجھے برباد کر دیا۔'' وہ بولی......

......''اب اسلم مجھ سے دن بدن دُور ہو رہا ہے۔ تمہاری وجہ سے اُس نے مجھ سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے..........تم میرے اور اسلم کے درمیان آ گئے۔'' یہ تلخ بیانی سن کر اس کے دل کو صدمہ سا لگا۔ وہ بھونچکا سے رہ گیا............کیسے لوگ ہیں یہاں کے، گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ۔ یہ اتنے بے مروّت ہیں......محبت کے دستور سے ناواقف اسلم............وہ پھیکی سی ہنسی ہنسا اور بولا۔ ''مجھے معاف کر دو شبانہ۔ میں ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔'' وہ اُلٹے قدموں واپس لوٹ آیا۔

''ڈاکٹر صاحب............''

اسلم گیلری میں کھڑا حیرانگی سے شاداب کو دیکھ رہا تھا۔ اور پھر وہ دھیرے دھیرے نیچے آ گیا۔

''کہو شاداب..........کیوں کر آنا ہوا یہاں؟'' وہ آہستہ سے نظریں نیچے کئے ہوئے بولا۔

''یہی کہ تم دونوں کی زندگی سے الگ ہو جاؤں............میں نے ہی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

طے کر لیا ہے کہ میں یہاں سے کہیں اور چلا جاؤں.........ڈاکٹر صاحب آپ غلط سوچ رہے ہیں........جبکہ ایسا کہیں کچھ نہیں ہے۔ شاید آپ نہیں جانتے۔ میں نے کبھی شبانہ کو غلط نظروں سے نہ دیکھا ہے نہ ہی دیکھتا ہوں........شبانہ........شبانہ میری بیٹی جیسی ہے۔ شبانہ کل بھی آپ کی تھی اور آج بھی آپ کو دِل و جان سے چاہتی ہے۔ وہ پاک ہے..........قرآن کی طرح مقدس..........اس کو مت ٹھکراؤ۔ اس کو اپنا لو ڈاکٹر.............میں تو جنگل کا پھول ہوں.......بھولے سے یہاں اپنے ٹوٹے بربط کے نغموں کی مہک پھیلانے آیا تھا۔ اب وہیں واپس جا کر اس مہک کو جنگل میں چھوڑ دوں گا۔ میں بھٹک گیا تھا............ان بھڑکیلے لباسوں والے بے دِل لوگوں سے دل لبھانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا..........میں چلا جاؤں گا اسلم .... ہاں آج ہی میں اس شہر کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا...........'' شبانہ بھی وہاں پہنچ چکی تھی اور اُس نے بے حس و حواس کھڑے اُن دونوں کی باتیں سُن لی تھیں۔

''نہیں چچا جان! آپ واقعی ایک فنکار ہیں..........ہم لوگ آپ کو نہیں سمجھ سکے.........یہ میری دُوسری غلطی ہے۔ مجھے معاف کر دیں۔''

''ہاں شاداب...........تمہیں یہاں سے جانے کی ضرورت نہیں.....تمام شک و شبہات دُور ہو گئے ....آؤ'' ڈاکٹر اسلم اُن دونوں کے ہاتھ پکڑ کر لابی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ثواب

اتالوف نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو اسے ایسا لگا جیسے ابھی جو کچھ دیر پہلے اُس نے پیپل کے پیڑ کو اپنے پتوں کی سر سبز چادر اوڑھے کھڑا دیکھا تھا۔ اب دیکھتے دیکھتے اس کے تمام پتے ایک دم مُرجھا کر مختلف اطراف میں پھیل رہے ہوں۔ پر چند لمحوں کے بعد اسے ایسا بھی لگنے لگا جیسے وہ تمام نرم نازک پتے ایک دم پیلے زرد دُور دُور تک ٹیلوں کے آس پاس کے کیکٹس کے پودوں میں لگے پھولوں جیسی شکل اختیار کر کے اُن کے نوکیلے خار دار پتوں میں تبدیل ہو کر اُس کا منہ چڑاتے ہوں۔

وہ اپنی حیرت زدہ آنکھیں سے انہیں بغور دیکھتا جاتا تھا۔ اُس کی گول گول آنکھیں پھیل کر جیسے مانسرور جھیل بنی جا رہی ہوں۔ اس قدر حیرت زدہ تھا وہ کہ شاید اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ وہ سوچ کی ایک تیز رو چنگاری اس کے اندرون میں لگی سلگ سلگ کر اسے پگھلا رہی تھی۔ کیا یہ پتے.......... پیلے زرد پتے.......... اس کی نسل کی طرح ارد گرد بکھر رہے ہیں۔ اپنی نا اتفاقی، اپنی بے چارگی، بھوک اور ناچارگی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کی وجہ سے وہ جو مختلف حصوں میں بٹ چکی ہے............ان پتوں کی طرح بکھر چکی ہے........... کیکٹس کے پھولوں کی طرح........ کانٹے دار پتوں کی طرح۔ جن کا اخلاق، رہن سہن بگڑ چکا ہے۔ وہ تمام پھن پھلائے کھڑے کیکٹس کی طرح ہو چکے ہیں........ وہ کیکٹس ہی بن چکے ہیں۔

حالانکہ وہ سبھی جانتے ہیں کہ یہ پیپل کا پیڑ ہی اُن کا جدامجد ہے۔ ان کا منبع ہے........... اسے بھول کر یہ کسی اور ڈگر کی طرف گامزن ہو چکے ہیں...... یہ زوال نہیں تو کیا ہے؟

اتالوف نے چند سر سبز پتوں سے اپنی جھولی بھرنی چاہی تو جیسے وہ تمام پتے سرسراتے ہُوئے اُسے کچھ کہنے لگے تھے۔ وہ کنایوں سے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔

اُس نے دیکھا کہ اُن کی آنکھیں بھی اُس کی اپنی آنکھوں کی طرح اُس سے کچھ سوال کرنا چاہ رہی تھیں۔ اُس نے اپنے دامن، اپنی جھولی کو مضبوطی سے پکڑے رکھا کہ کہیں یہ چند سر سبز پتے جو بچ رہے تھے اُڑ کر اِدھر اُدھر بکھر نہ جائیں اور کیکٹس کے خاردار پتوں میں نہ مل جائیں۔ کیونکہ اُن کے اندر ایک طلسمی کشش موجود تھی۔ اس کے سامنے اس کی نسل کے بکھرے شیرازے جیسا حشر اس کے سامنے کھڑا اس پر طنز کر رہا تھا۔ وہ حیران کُن نگاہوں سے اس بکھرے شیرازے کو دیکھتا رہا۔

چاروں طرف کیکٹس ہی کیکٹس۔ جھاڑیاں ہی جھاڑیاں۔ کانٹے ہی کانٹے۔ پھول سہم کر خوف وہراس میں مبتلا اپنا منہ چھپا کر دھرتی کی سنگلاخ کوکھ میں کہیں سما گئے ہوں۔ اور کیکٹس اپنے ہونٹوں پر طنزیہ مسکان سے اپنے گردونواح کے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جھاڑ جھکوڑ کو اپنی طرف کھینچ کر اپنے جیسا بنا دینے کی سبیل کر رہے تھے۔ اتالوف نے اپنے ملائم اور شفیق دست سے کیکٹس اور کنٹیلے جھاڑ جھکاڑوں کو پھر پیپل کے پتوں میں بدلنے کی کوشش کی مگر اُس کے ہاتھ چھلنی ہو گئے اور کانٹے تمام جسم میں پیوست ہو گئے۔ وہ شدّتِ درد سے کراہنے لگا۔ لہو تمام جسم سے ٹپکنے لگا اور کانٹے اس کے پاک و متبرک لہو سے گل کر بہہ گئے۔ کانٹوں سے زخم کھائے ہوئے رحیم اتالوف نے اپنے رحم اور ملائمت کے عمل کو جاری رکھا تاکہ خار سمن میں تبدیل ہو جائیں مگر ناکام رہا۔

اچانک زور دار طنزیہ شیطانی قہقہے پہاڑ کی چوٹی سے اُبھرنے لگے اور خوفناک آواز ہواؤں کو چیرتی ہوئی اُس کے کانوں کے پردے پھاڑنے لگی۔

"او نالائق، احمق، بودا، نحیف، پیپل کی اولاد............ تیری کاوشیں اور کوششیں سب بے کار ہیں۔ کیونکہ ہم خار ہیں۔ سمن میں قطعی تبدیل نہیں ہو سکتے۔ ہرگز نہیں............ ہمارا کام تیرے جیسوں کو زخم دینا ہے۔ اچھائی کو ذبح کرنا، اذیت دینا ہے۔ اس دھرتی پر ہراس اور خوف پھیلانا ہے۔ ہمیں دانا و عاقل ہیں۔ ہمیں کو برتری حاصل ہے۔ کیونکہ ہم برتری حاصل کرنا جانتے ہیں۔ اپنے سازشی ذہنوں کے سبب ہم تجھے نیچا دکھا سکتے ہیں۔ اور ہم ہی بہادر و شجاع ہیں۔ ڈرپوک، بُزدل اور کمزور لوگ ہی امن و سکون کے حامی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ موت سے وہ ڈرتے ہیں اور موت کا نام سنتے ہی وہ سہم جاتے ہیں۔ اس لئے امن و سکون کی بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ ہم چمن و بلبل کے نہیں بلکہ تیغ و تلوار کے قصے لکھتے ہیں............ ہم پھولوں کے شوخ رنگوں اور ان کی مہک سے دل نہیں بہلاتے بلکہ اپنی تیز نوکوں سے امن کے پجاریوں کی رُوح اور اُن کے جسم چھلنی کر دیتے ہیں اور تمہارے تازہ خون سے دھرتی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کو لال کر کے لطف اٹھاتے ہیں........"

"........تمہارے پیرو کاروں کی سڑی گلی لاشیں اور اُن کی بدبو ہی ہمیں لطف دیتی ہے.......آسمان پر اُڑتے گِدھ کوّے کا منظر ہی بہت لبھاونا ہوتا ہے۔ جاؤ اتالوف جاؤ ہمیں پھولوں میں بدلنے کی ناکام سعی مت کرو........"

آواز دور ہوتی چلی گئی اور اس کے بعد کانٹوں کے پہاڑ اُبھر پڑے۔ جیسے ایک دم کائنات پر نوکیلے کانٹوں نے دھاوا بول دیا ہو۔ تمام پیڑوں کے' خاص کر پیپل کے پیڑوں کے پتے جو اپنے آپ کو افضل سمجھتے تھے، مقدس، قابلِ احترام سمجھتے تھے شاید اس لئے کیونکہ وہ اس کی نسل کے جنم داتا تھے۔ اس لئے کوئی جنم دینے والا اپنی سنتان کا گلہ گھونٹنے کی کبھی کوشش نہیں کرتا ہے۔ مگر اسے کیا خبر تھی کہ اس کی یہ سنتان اس کے لاڈ پیار کا ناجائز فائدہ اٹھا کر آخر ایک دن اتنی بدکردار، بے وفا، ناخلف ہو جائے گی کہ اپنا دھرم ایمان کھو کر، نیکی کی راہ چھوڑ کر بدی کی راہ اختیار کرے گی اور اپنا وصف نیک بھول کر بدی کی صف میں جا بیٹھے گی۔ کانٹوں کے کیکٹس کے سر پر تاج پہن کر کنٹیلی ہو جائے گی اور کانٹوں کی صف میں جا بیٹھے گی۔

یہ حقیقت اُس پر آہستہ آہستہ واضح ہو رہی تھی کہ واقعی کیکٹس کی صحبت اِس کی بچی کچھی نسل کو بھی کنٹیلا بنا دے گی۔ یہ دیکھ کر اتالوف کا دل چھلنی ہو گیا۔ وہ چیخنا چاہتا تھا.........زور زور سے رو کر اپنی نسل کو سنانا چاہتا تھا..........لیکن اسے کیا خبر تھی کہ اس کنٹیلی نسل کا سردار بھی پیدا ہو چکا ہے۔ جس کا نام پیرو کاروں نے افراط رکھا ہے..........جس کی پیدائش پر سب نے اسے حیرت سے دیکھا تھا کیونکہ وہ پیپل کی نسل کا نہیں تھا بلکہ اس کے سارے بدن پر بالوں کے بجائے کانٹوں کا جھاڑ جھکوڑ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اُگا ہوا تھا۔ وہ سرتاپا کٹیلا تھا جس پر گھنے بالوں کے بجائے کانٹے اُگے ہوئے تھے۔ جس کے پیدا ہوتے ہی اُن کی والدہ دردِ شدت کی تاب نہ لاکر چل بسی تھی۔ گینڈے کے سینگ کے موافق اس کی ناک تھی اور ناک کے دونوں طرف ابروؤں میں کانٹے اُگے ہوئے تھے۔ ابروؤں کے نیچے پتلیوں پر بھی کانٹے...... کنٹیلی پتلیوں کے نیچے چھوٹی چھوٹی آنکھیں تھیں اور چھوٹے کینچے کے مطابق آنکھوں کے بیڑے تھے۔ اس کو بڑے ہونے میں کوئی سال نہیں لگے بلکہ گھنٹوں، دِنوں اور مہینوں میں ہی وہ توانا اور نوجوان ہو گیا۔ وہ دوڑتا ہوا بنا سہارے کے پیپل کے پیڑ پر چڑھ جاتا۔ اس پر تھوکتا۔ اپنے پاؤں سے شاخوں کو مسلتا۔ پیپل کی کومل پتیوں کو کچر کچر چبا جاتا۔ اپنے پیروں تلے روندتا اور قہقہے لگاتا اور پھر زور زور سے کہتا...... "اے اتالوف کی نسل چلانے والے میں تجھے مسل ڈالوں گا......... میں تیرا نام ونشان مٹا دوں گا۔ تیرے قانون وضابطے راکھ کر دوں گا۔ میں تیری نسل کو نیست ونابود کر دوں گا" وہ پیپل کے بڑے ڈال اور شاخیں توڑتا اور ہوا میں اچھال دیتا۔ قبیلے کے لوگ سہمی سہمی نظروں سے اس کو دیکھتے رہتے۔ خوف زدہ لوگ "افراط زندہ باد"، "افراط زندہ باد" کے نعرے لگاتے۔ پھر وہ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر زور زور سے قہقہے لگاتا۔

کانٹوں کے ابرو، کانٹوں جیسی پتلیاں، پتلیوں کے نیچے چھوٹے بٹنوں جیسی دوہراس وخوف زدہ آنکھیں اور ان سے گندی پیپ رستی ہوئی، جس کے ٹپکنے سے دھرتی اُداس ہو جاتی۔ ماننے والے "افراط زندہ باد"، "افراط زندہ باد" کے نعرے لگاتے۔

پھر وہ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اپنے چہیتوں اور غلاموں کو اپنے حضور میں نظریں جھکائے کھڑے دیکھتا تو خوش ہوتا۔ اپنے تسلط کے دبدبے کا منظر اُسے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

قہقہے لگانے پر مجبور کرتا۔ وہ ہنستا تو کائنات سہم جاتی۔ خوف زدہ ہو جاتی۔ وہ اپنی اس سلطنت کی جی حضوری کرنے والوں کی خاصی تعداد کو سامنے دیکھ کر خاصا خوش ہوتا اور زور زور سے قہقہے لگاتا۔ لوگ اُسے دیکھ کر خوش ہوتے۔ اُس کے قہقہوں میں شامل ہونے لگتے۔ ہر طرف وحشیانہ قہقہے اُبھرتے اور وہ پیڑ پودے، جنہوں نے کانٹوں کے اطاعت قبول نہ کی تھی، وہ سہم سہم جاتے تھے۔ پھر اس نے سب کو خاموش رہنے کی تلقین کی اور پھر چاروں طرف سکوت چھا گیا۔

''دیکھو کٹیلی جھاڑیو اور کٹیلے پیڑو.........خوب جشن مناؤ.........خدا نے تمہاری مرضی سے بھی بڑھ کر تمہارا سردار تمہیں دیا ہے۔ وہ میں ہوں......افراط'' اُس نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ کانٹوں کی نوکیں نوکوں سے ٹکرائیں۔ چنگاریاں اُبھریں۔ عجیب بدبو کے ساتھ دُھواں پھیل گیا'' ....اب تم اتالوف کے غلام نہیں رہے۔ اب تم آزاد ہو.............جاؤ دھرتی پر سنسنی پھیلا دو تاکہ تمہارے نام کا خوف ہواؤں میں پھیل جائے......دھرتی کے باسی ہمیشہ خوف کو یاد رکھتے ہیں۔ خلوص، وفا، رواداری اور تہذیب ان کے لئے بے معنی ہیں.......اپنا قہر ڈھاؤ اور اپنی حقیقت منواؤ۔ جاؤ پھیل جاؤ ریگستانوں، صحراؤں، جنگلوں میں......بستیوں میں۔ دھرتی کے چپّہ چپّہ پر اپنا تسلط جما لو۔ میرا نام روشن کرو۔ اور ہاں.....اتالوف کا نام بھی زبان پر نہ لانا کیونکہ وہ تمہارے حق کی بات نہیں کرتا۔ وہ ہمیں جاہل اور وحشی سمجھتا ہے.........اب ہم اپنی طرز کی سلطنت قائم کریں گے۔ اپنے قانون اور قاعدے خود بنائیں گے جو اتالوف کے قانون کے برعکس ہوں گے.........ہم اپنی صورت خود اختیار کریں گے..........ہماری آنے والی نسلیں ہماری مرضی کی محتاج ہوں گی۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہمارے بدن اپنے ہوں گے.......... ہمارے پیکر پرانی نسل کے بالکل برعکس ہوں گے.............. جن کی آنکھیں کانچوں کی مانند، کان پھاوڑے کے موافق اور ناک پچکی ہوئی بیر کی طرح، کھوپڑیاں گنجی۔ نچلے ہونٹوں کے نیچے بالوں کے گچھے ہوں گے.............'' پھر ایک بار تالیوں کی گونج اُٹھی اور نعروں کی آوازیں چاروں طرف پھیلنے لگیں ''افراط زندہ باد...... ہم سب تمہارے غلام ہیں ...... ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔ نئی نسل زندہ باد..... پائندہ باد....... کیا اب ہم اتالوف کے چنگل سے آزاد ہیں..........؟'' ہزاروں میں سے ایک آواز پکار رہی تھی۔ تب تک جواب آیا افراط کی جانب سے۔ ''اب اُس کی نسلوں اور ہماری نسلوں کے راستوں الگ الگ ہوں گے؟'' کنٹیلے پتوں میں سے ایک اور ملائم سی ڈری ڈری آواز بلند ہوئی تھی۔ ''کیا ہم دیکھنے کا کام نتھنوں سے لیں گے۔ سونگھنے کا کام آنکھوں سے، سننے کا کام زبان کرے گی اور بولنے کا کام کان کریں گے۔''

تبھی افراط کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئیں۔ آنکھوں کی شعائیں تیکھی و تیز ہوگئیں۔ اُس نے نرم و نازک چھوٹے سے کانٹے کی طرف قہر بھری نظروں سے دیکھا۔ ''یہ ایسا سوال کرنے کی تم نے کیسے جرأت کی؟ اس کا سر قلم کر دیا جائے۔'' پھر ہوا میں کچھ التجا بھری آوازیں بلند ہوئیں ''سردار رحم...... رحم...... اس کی جان بخش دی جائے...... سردار......'' مگر افراط بہت غصّے میں تھا۔ وہ غصے سے کانپ رہا تھا۔ پھر اُس نے ایک لفظ اُگلنا شروع کیا۔

''میرے دارالخلافہ میں سوال کرنے کی اجازت نہیں۔ وہ جو سوال کرتے ہیں سرکش کہلاتے ہیں اور ایسے سرکشوں کا سر کچل دیا جاتا ہے...... یہاں صرف حکم

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

چلے گا.........وہ بھی میرا...........جو بھی حکم کی خلاف ورزی کرے گا اُس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ وہ بھی میں خود کروں گا۔ کیونکہ مجھے تم میں سے کسی پر بھی یقین نہیں........"

"...........اور مزید یاد رکھنا........تم میرے سوا کسی اور پر یقین بھی نہیں رکھنا۔ میں اِس دَور کا خدا ہوں.......تمہارا آقا......مالک کُل ہوں۔ میرے آگے سر تسلیم خم.......... ورنہ تم اتالوف کا حشر دیکھ ہی چکے ہو چلو........پھیل جاؤ........جنگل بیابان صحرا اور سرسبز میدان سب تمہارے ہیں اور جو تمہارا نہیں اس کو اپنا بناؤ..........چھین کر زبردستی..........تم جدھر سے گزرو زلزلہ پیدا کر دو۔ طوفان مچادو.........ساری زمین کو خون سے بھر دو تاکہ اتالوف سہم جائے اور اس کی نسل تم سے جان کی امان مانگے.........میں ہاتھ پھیلانے کے حق میں نہیں ہوں۔ اور سن لو..........جو بھی ہاتھ پھیلانے کی جسارت کرے گا اس کا پھیلا ہوا وہ ہاتھ کاٹ کر رکھ دیا جائے گا۔ یہ میرا حکم ہے......اس کی حکم عدولی تم پر جرم ہے۔ سمجھے؟..........اور کمربستہ ہو جائیو........اب اتالوف کی نسل سے ہماری ملاقات میدانِ جنگ میں ہوگی۔ اُن میں سے کچھ کنٹیلے پتوں میں تبدیل ہو جائیں اور میری طرح ظالم ہو جائیں جو حق کی آواز کچلنا جانتے ہوں گے وہی ہمارے دوست ہونگے۔ آئندہ ہم کنٹیلے پتوں کی فصلیں بوئیں گے کیوں کہ وہی ہمارے بزرگ ہوں گے........ہمارا شجرۂ نسب اُنہیں سے چلے گا۔

پس وہ افراط کے حکم کو بجالائے اور زمین کے ہر خطے پر چھا گئے۔ پیپل کے پتوں کی زمین محدود ہوگئی۔ نسل گھٹ کر زمین کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کی مکیں

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہوگئی۔ اتالوف کی دوستی، امن وسکون سے زندگی بسر کرنے کی ڈگر اُن کے حصے میں آئی۔ اُن کی گفتگو میں شرینی تھی۔ نرم و نازک انداز میں وہ لوگ جب بات کرتے تو دُشمن کو بھی گرویدہ بنا لیتے تھے۔ ادب، خلوص، رحم، پیار سے جیتنے کا سبق انہیں سے سیکھ ہے۔ اتالوف نے نرم نازک لہجے میں اپنے حواریوں سے کہا۔

''کون سا مسئلہ ہے جس کو تم حل نہیں کر سکتے۔ تمہارے اندر خدا کی دی ہوئی عظیم قوت ہے......... تم ہر کسی کو جینے کا حق دو۔ خود بھی جیؤ اوروں کو بھی جینے دو۔ اگر تمہارے خلاف کوئی کدورت، نفرت، کینہ، حسد، بغض رکھتا ہے تو اسے بخش دو.... ہاں بخش دو............ تم اُس بخشن ہار کی اولاد ہو جس نے تمام کائنات کو بنایا ہے۔ ہم سب اُس کے حقیر بندے ہیں۔ اُس کی تعظیم ہم پر لازم ہے.......''

ایک نے کہا۔ ''اے اتالوف بخشنے کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟'' اس پر اس نے فرمایا ''ٹھیک اس وقت تک بخشتے رہو جب تک تم میں سہنے کی قوت، شکتی موجود ہو۔ برداشت کا مادہ موجود ہے۔ اور جب برداشت کی حد سے بڑھ جائے تو اپنا قہر ڈھاؤ تا کہ تمہارے فریق تم سے زندگی کی پناہ مانگیں۔'' تاہم یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر کنٹیلے پتوں کی عداوت میں، کدورت میں، نفرت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ کیونکہ وہ عادی ہو چکے تھے دُوسروں کو اذیت، عذاب پہنچانے کے اور برابر کھلتے ہی گئے۔ اور یہ نفرت کا کمال ہے کہ آج بھی پیپل کے پتوں اور کنٹیلے پتوں میں دشمنی کا گڑھا پھلتا ہی جاتا ہے اور آج بھی قائم ہے۔ اور جب بھی موسم خزاں میں پیپل کے پتے زرد اور خشک ہو کر کیکٹس کے پتوں پر گرتے ہیں تو آہنی تیز نوک سے انہیں چھلنی کر دیتے ہیں۔ گھائل کر دیتے ہیں۔ پیپل کے پتے بے لوث سی زندگی اب بھی اس ظلم کے سایہ میں

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

گزارنے پر مجبور ہیں۔

افراط کی نسل کی آبادی کا سلسلہ بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ نفرت کی آگ کا سمندر پھیلتا ہی چلا گیا۔ اس طرح وہ تمام ہرے بھرے جنگل راکھ میں بدلتے گئے اور اس طرح مزید نفرتوں کے صحرا قائم کرتے ہوئے وہ ان نفرتوں کے صحراؤں اور ریگستانوں میں بخوب پھیلتے گئے۔ ہرے بھرے جنگل نفرت کی آگ میں جلتے رہے اور ریگستانوں کی ریت کے ذرّے سراب دیکھتے گئے۔ اتالوف کی نسل کو نیست و نابود کرتے رہے۔ اپنی نسل کی بقا فلاح و بہبو کیلئے وہ ظلم کی آندھیاں چلاتے رہے۔ شاید کسی نے ٹھیک کہا ہے کہ ظلم کے دن تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ یہاں یہ واضح کر دیں گے دِن مہینوں میں اور سال صدیوں میں منتقل ہوئے۔ افراط کے ہی گروہ میں ''مشروط'' ہوا جو افراط کا مخالف تھا اور افراط کو کسی طرح نیک راہ پر لانا اُس کا مقصود تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی غرض سے وہ کسی دیوتا کو رجھانے کو کوشش کرنے لگا۔ اپنی اندرونی طلسمی طاقت سے اس نے علاقہ بھر کی بھیڑوں کو اکٹھا کیا اور دیوتا کے قدموں میں ذبح کرتا تھا۔ تبھی ایک کالی بھیڑ جس کی اُون ریشم سے بھی زیادہ ملائم اور چمک دار تھی دیوتا کے حضور ذبح کر دی گئی۔ تبرک تمام رشتہ داروں میں بانٹ دیا گیا تا کہ سبھی سرفراز ہوں۔ اس کی اطاعت قبولی کے لئے اسے کھا کر منکر نہ ہوں بلکہ تیار ہوں۔ پھر سب نے دیکھا اس بھیڑ کا کلیجہ کھا کر مشروط کی زبان لمبی ہوتی گئی اور دُھول چاٹنے لگی۔ اُس کے دل پر آنکھیں اُگ آئیں۔ اُس نے دُھول چاٹتی زبان دیوتا کے قدموں میں رکھ دی۔ آنکھوں کی زبان سے کام لیا۔ آنکھوں سے لہو ٹپکنے لگا۔

دیوتا نے کہا ''قربانی تم نے بھیڑ کی دی ہے اور اپنی آزار زندگی سے نجات

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

حاصل کرنے کی مجھ سے آس لگاتا ہے۔ یہ قربانی اس طرح رائیگاں ہوئی۔ تُو اس دنیا کا بے تاج بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ تُو افراط سے اپنے قبیلے کو نجات دلانا چاہتا ہے۔ اس کا تاج اپنے سر پر رکھنا چاہتا ہے نا؟............ تو جا اپنا سر، اپنی زبان اس سامنے رکھی چھری سے کاٹ کرلا۔ تو تیرے بدن کے یہ سارے کانٹے جھڑ جائیں گے۔ ان کو پیپل کے پتے پھر ڈھانپ لیں گے۔ نہیں تو اپنے باپ کر بوتھ کا سر کاٹ کرلا۔ تیری قربانی قبول ہوگی"۔ مشروط نے آنکھوں کی زبان سے گڑگڑا کر کہا.......... "ارے دیوتا مجھ پر رحم کر۔ مجھ کو اس عذاب سے نجات دِلا۔"

"ہاں.......... تجھ کو نجات ایک صورت میں مل سکتی ہے اگر تو یہ تمام قربانیاں دینے سے گریزاں ہو۔ تو سُن.........."

"بول میرے مقدس آقا....... بول۔ میں تیرا ہر حکم ماننے کو تیار ہوں۔"

"تو سُن......... جب اپنے گلے کی ایک سو کالی بھیڑوں کو اس لمبی زبان سے چاٹ چاٹ کر اُجلا کرے گا۔ راحت پائے گا۔ اور پھر ایک کلموئی بھیڑ آکر تیری زبان چاٹے گی۔ اور تیری دھول چاٹتی زبان پہلے کے موافق ہو جائے گی۔ تُو ثواب کمانا چاہتا ہے.......... جا میری اس خواہش کا احترام کر۔ پھر دیکھ...... اور ہاں حق کیلئے آواز بلند کر اور شہادت دے اپنی ...... کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کھانا کوئی کھائے اور پیٹ تیرا بھر جائے۔ میری راہ پر جو قربان ہوگا وہی پروان چڑھے گا۔ جن کے لہو میری گردن پر ہیں اسی کی شہادت حق الواجب سمجھی جاتی ہے۔ اور خدا کے حضور میں قبول فرمائی جائے گی۔ وہی حق کا دعویٰ دار ہے....... برکتوں سے مالا مال ہے.... جنت کے دروازے اُسی پر کھلیں گے...... اور سُن خدا زندگی دیتا ہے۔ وہ رحیم ہے۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اس نے تمام تر اجناس سے دھرتی کو مال مال کیا ہے۔ خوبصورت اور حسین بنایا ہے مگر انسان نے اسے جہنم بنا دیا۔ تو اگر اس کے نام پر خون بہانا بند کرے تو خدا بھی اس دھرتی پر تیرے ساتھ رہے گا۔ ساتویں آسمان پر نہیں اور وہ دیکھ جو بھیڑیں تو نے قربان کیں...... تیری آباؤ اجداد نے قربان کیں ......وہی آسمانوں پر زرّیں ونقرئی پوشاک پہنے اپنی چمک دھمک دِکھا رہی ہیں اور بے زار زندگی سے نجات حاصل کر کے اب جنت کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ آسائش سے وہاں زندگی بسر کر رہی ہیں۔ تیرے آباؤ اجداد تب تلک دوزخ کی آگ میں جلتے رہیں گے جب تک اُن کا کفارہ ادا ہو جاتا۔ میرے حضور سے جو اپنی جان بچا کر جو دوسروں کی قربانی دیتا اس کا یہی حشر ہوتا ہے........ اے نادان...... اگر تو ثواب کا طالب ہے تو میرے لئے خود کو قربان کر میں تجھ کو افضل زندگی عطا کروں گا۔ مجھ پر بھروسہ اور یقین کامل رکھ۔ شک نہ کر۔ کہ اگر میں قربان ہوا تو زندگی کھو بیٹھوں گا۔ مجھ پر اعتماد رکھنے والے اُبلتے تیل کی کڑھائی، پہاڑ کی چوٹی سے کود کر گرنے والے پھولوں کی گود میں گرتے ہیں اور بچ سکتے ہیں۔ تپتا ہوا لال سرخ کھمبا بھی نرم ملائم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ مجھ پر یقین رکھنے والے دہکتے انگاروں کا دریا ننگے پاؤں پار کر جاتے ہیں........ تو خدا پر شک کرتا ہے اس لئے دوسروں کی قربانی پر ایمان لاتا ہے........... میں تجھ کو ثواب کمانے کی نیت نہیں عطا کر سکتا............"

مشروط نے تمام ماجرا اُسنا اور اُس نے اتالوف کی بھیڑوں کو چاٹنا شروع کر دیا۔ اس کو دن بھر کی محنت سے افادہ ہوا اور جب سو بھیڑوں کو چاٹ کر اُن کے بالوں کو ریشم کی مانند چمکا دیا تو کلموئی بھیڑ آسمان سے اُتری۔ جو بجلی کی مانند چمک کر اس کی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

زبان کے نیچے سے گزر گئی۔ ایک کرشمہ ہوا اس کی زبان اندر چلی گئی۔ آنکھیں ابروؤں اور پتلیوں کے نیچے اپنی جگہ چلی گئیں اور کمزور پڑ چکے بازو قوی ہو گئے۔ اس نے اپنے بازو، اپنا بدن، اپنی آنکھیں ٹٹولیں۔ سب اپنی اپنی جگہ موجود تھیں۔ اب وہ بول سکتا تھا۔ وہ خوشی کے مارے ایک ہی جست میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا۔

''دیکھو........میں........جس نے خدا پر ایمان لایا۔ میری زبان آ گئی۔ اب میں بول سکتا ہوں۔ میری آنکھیں ابروؤں کے پتلیوں کے اندر ہیں اب میں دیکھ سکتا ہوں۔ میرے بازو قوی اور توانا ہو گئے میں انہیں ہلا ڈلا سکتا ہوں۔ دیکھو اتالوف کی نسل یہ سب مجھے آپ کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ اب میں ان بازوؤں کا استعمال نیک کاموں کیلئے کروں گا............ان آنکھوں سے سب اچھا اچھا دیکھوں گا ....اس زبان سے تمام کائنات کی بھلائی کیلئے دُعائیں مانگوں گا۔''

اُس کے اِس برملا بیان سے افراط کو باخبر کیا گیا۔ جو بہت برہم ہوا۔ تلملا گیا۔ میرے نفرت کے صحرا میں محبت کے گیت گانے والا کون سرکش ہے.........محبت کے نام پر میری قہر ڈھانے والی نسل میں کوئی رحم کے، محبت کے پھول اُگائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ مشروط گنہگار میرے دربار میں لے آؤ میں اس کو مسل دوں گا........'' اُس نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے اعلان کیا۔ کانٹوں میں چنگاریاں اُبھریں۔ سب درباری خوفزدہ ہو گئے اور تمام تر پیروکار مشروط کی کھوج میں چاروں طرف پھیل گئے۔ مشروط پیپل کے پیڑ کے نیچے آرام سے سو رہا تھا۔ افراط کے حواریوں نے اس کو ڈھونڈ نکالا اور اُسے طرح طرح کی اذیتیں پہنچانے لگے۔ مگر وہ برابر سویا رہا۔ اُنہوں نے تلواروں سے اس پر دھاوا بولنا چاہا مگر کوئی غیبی قوت تھی جس نے کسی بھی آفت کو

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اُس کے قریب بھی پھٹکنے نہ دیا۔ اُنہوں نے محسوس کیا گویا کوئی غیبی طاقت اُس کے اردگرد ہے۔ پیپل کے پتے متواتر گرتے جارہے تھے۔ وہ ہار تھک گئے۔ وہ واپس افراط کے پاس گئے............ تعجب و حیرانگی سے سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ افراط کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور کانوں میں جلن ہونے لگی۔ اُس کا دِل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اُس کے نتھنے پھولنے لگے اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔ سارا ماحول لاوے سا گرم ہونے لگا۔ صحرا کے کانٹے اور ریت کے ذرّے بھی تپ کر لال سُرخ ہو کر دھکنے لگے۔ آسماں بھی سرخ ہو گیا اور ظلم کے جنگلوں میں آگ پھیلنے لگی۔ سرخ سرخ آگ........ جیسے آگ کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔

''رحم........ ہمارے آقا........ رحم.......... رحم............'' ہر طرف سے صدائیں بُلند ہونے لگیں اور مشروط کی آنکھ کھل گئی۔ وہ دوڑ کر دیوتا کے قدموں سے لپٹ گیا۔ ''اے میرے رحیم آقا.......... رحم کر.......... کوئی تدبیر بتا..........''

''یہ تیرے اِمتحان کی گھڑی ہے اور یہ آگ تیرے دُشمن افراط کی لگائی ہوئی ہے......... جا اپنا قول پورا کر...... اپنے فرض کے تئیں قربان ہو جا............ آگ میں کود جا اور متاثر لوگوں کو میرے دربار میں بھر دے.......''

وہ آگ میں کودنے کے لئے چل پڑا مگر یہ کیا وہ جوں جوں آگ کے قریب بڑھتا جاتا آگ اپنے آپ بجھ جاتی اور زمین سرد ہوتی جاتی اور سرسبزہ پھیلتا جاتا۔ اِس طرح تمام جانیں بچ گئیں اور جہاں تک مشروط کی نظر گئی تپتی ہوا کے لورے نرم نرم ہوا کے جھونکوں میں تبدیل ہو گئے۔ سبھی جیو جنتو مشروط کے قریب آئے اور اسے دُعائیں دینے لگے۔ مشروط نے اُن سے بڑے ادب سے کہا۔ ''یہ میرا کرشمہ نہیں بلکہ رحیم

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

وکریم دیوتا کا فضل ہے......آؤ سب لوگ اس رحیم کریم دیوتا کے قدموں میں دوزانو بیٹھیں اور اپنا اصلی رُوپ دکھانے کی استدعا کریں۔" جب جیوجنتوؤں کا ہجوم وہاں پہنچا تو وہاں پھولوں کا ڈھیر تھا۔ دیوتا کی آواز آئی۔ "مشروط نے تم کو میرا تعارف کرایا اس لئے وہ عظیم ہے۔ میں اپنی تمام تر قوتیں اُس کو عطا کر رہا ہوں......مگر تاکید کرتا ہوں کہ ان قوتوں کو نیکی اور بھلائی کے لئے استعمال کرنا...........غلط کام کے لئے نہیں اور دھرتی پر دوبارہ اتالوف کی حکومت لانا۔ افراط کے حواری بھی نیکی و محبت کی راہ پر آسکتے ہیں۔ افراط کے نفرت بھرے دل میں بھی پیار محبت اور شفقت کے شگوفے پُھوٹ سکتے ہیں......"

"آمین".......

تبھی افراط کے حواری آئے اور مشروط کو زنجیروں سے جکڑ کر لے گئے۔ اور افراط کے رُوبرو پیش کیا۔

"تو تُو نے میرے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ تم نے گناہِ عظیم کیا ہے۔ کیوں تو نے ان نااہل نحیف بیکار بوڑھوں، منہ پھٹ عورتوں، کتے کے پلوں کو زندہ نکال لیا۔ یہ جنت کی آگ تھی۔ اس میں جل کر مرنے والے سیدھے جنت کو جاتے.....تُو نے ان کو جنت جانے سے روک کر گناہ کیا ہے۔ ایسا گناہ معاف نہیں کیا جا سکتا۔"

"جنت میں آگ نہیں گلزار ہوتے ہیں.....وہاں بھوک نہیں دُودھ کی ندیاں بہتی ہیں۔ وہاں آگ کی چنگاریاں نہیں بلکہ لال لال میٹھے پھل اُگتے ہیں......میں نے گناہِ عظیم نہیں بلکہ ثواب کا کام کیا ہے۔ کیوں کہ یہاں پر کمزور و ناتواں، بے بس، بیکس اور لاچاروں، بے زبانوں کی مدد کرنے سے ہی ثواب ملتا ہے کیونکہ گداگروں کی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ دُوسروں کو عذاب پہنچانے سے کبھی ثواب نہیں ملتا بلکہ عذاب کے عوض عذاب ہی ملتا ہے.........'' کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اُس نے کہا '' اگر تجھے اِتنا ہی غرور ہے کہ صحراؤں کی آگ اور تپتی ریت کے ذروں کو نرم روئی کے گالوں میں بدل سکتا ہے تو میرے دل کی نفرت کی آگ کو بھی گلزار بنا کے دِکھا.........''

''غرور نہیں بلکہ خدائی بخشش ہے۔ اگر تُو صدقِ دِل سے اس خلش سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو بس تُو میری نظروں سے نظریں ملا اور پھر دیکھ.........''

افراط نے مشروط کی نظروں سے نظریں ملائی ہی تھیں کہ اُس کی آنکھوں کی خونی شعائیں زائل ہوگئیں۔ اُس کے وہ نوکیلے کانٹے دھیرے دھیرے پیپل کے سر سبز پتوں میں تبدیل ہوتے گئے۔ وہ سر تا پا بدل گیا اور اتالوف کا نعرہ لگاتا ہوا اپنے محل کے اندر چلا گیا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جیتا ہوں میں

ٹوٹا طِلسم عہدِ محبت کچھ اِس طرح
پھر آرزو کی شمع فروزاں نہ کر سکے
مایوسیوں نے چھین لئے دِل کے ولولے
وہ بھی نشاطِ رُوح کا ساماں نہ کر سکے

زِندگی ایک تلخ حقیقت ہے جس کا راز بہت کم لوگوں نے سمجھا ہے۔ حالانکہ مختلف لوگوں نے زندگی کو مختلف نظریات سے پرکھا ہے، دیکھا ہے اور اِس کا اندازہ کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے زِندگی ایک حسین احساس ہے۔ کوئی کہتا ہے زِندگی پھولوں کی سیج ہے۔ کُچھ لوگ کہتے ہیں کہ زِندگی حادثات کا دُوسرا نام ہے۔ بس جس کے ساتھ زندگی جیسا سلوک روا رکھتی ہے ویسا ہی اُس کا تاثر سامنے آتا ہے۔ کوئی کہتا ہے زِندگی کا دارومدار مقدّر پر ہے۔ مقدّر ہی آدمی کو بناتا ہے۔ یہی زمین سے اُٹھا کر آسمان کی وُسعتوں میں پہنچاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے آدمی اپنا مقدر خود بناتا ہے۔ کسی شاعر نے تو یہ کہا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہے کہ۔

محنت سے بنے ہے نہ لیاقت سے بنے ہے
بننے والا تو اپنی قسمت سے بنے ہے

واقعی کبھی کبھی یہ حقیقت اِنسان پر عیاں ہو کر رہتی ہے۔ کون جانتا تھا کہ حویلیوں میں رہنے والا اور دُوسروں پر حکم چلانے والا ماجد ایک دِن دانے دانے کا محتاج ہو جائے گا۔

چند روپیوں کی خاطر وہ معمولی مدرّس کی ملازمت اِختیار کرے گا۔ حالانکہ چند روز پہلے اُس کے پاس سبھی کچھ تھا۔ عزت، دولت، ایک بڑی حویلی اور کئی نوکر چاکر۔ لیکن وقت کی آندھی کے ایک ہی جھونکے نے اُس کا سب کچھ چھین لیا..... برباد کر دیا۔ احساس تک نہ ہونے دیا۔ سبھی دوست اور رِشتہ دار اُس سے الگ ہو گئے۔ اس کی چوکھٹ پر پلنے والے کتے اس پر ہی بھونکنے لگے اور آج جب وہ اپنا سب کچھ لٹا پٹا کر نامراد، بے سہارا، بے بس ہے تو اُس نے تنہا ہی ایسے بے وفاؤں سے ناطہ توڑ کر زندگی گزارنے کی ٹھان لی۔ اُس نے جان بوجھ کر ایک دُور دراز علاقہ کے گاؤں میں ایک اسکول چلانے کی ٹھان لی..................اب وہ اُن سیدھے سادے باوفا لوگوں کے بیچ میں اُن جیسا بن کر ہی ناچتا گاتا رہتا۔ گاؤں کے بزرگوں میں بیٹھ کر اُن کی باتوں کو سُننا اور فیض اُٹھانا اُس نے اپنا معمول بنا لیا۔ اب وہ بزرگوں میں بزرگ اور بچوں میں بچہ تھا۔

خدا بھی کمال کرتا ہے.........جب انسان اپنے حالات سے سمجھوتا کرنے لگتا ہے اور خدا کی مرضی کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے تو خدا کوئی دُوسرا بکھیڑا کھڑا کر

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

دیتا ہے۔ جب کوئی انسان جلوت چاہتا ہے تو اس کو خلوت ملتی ہے اور جب کوئی آدمی خود کو خلوت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کو جلوت کی طرف مائل ہونے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اُداسی اور تنہائی کے حامی ماجد کی زندگی میں ایک روز وِجے لکشمی کہیں سے آگئی۔ وہ گاؤں کی واحد پڑھی لکھی عورت تھی لیکن اپنے خاوند سے بے زار تھی۔ کیونکہ وہ اس بلبل کے پر کاٹ کر پنجرے میں قید کرنا چاہتا تھا۔ ماجد اور وجے لکشمی، دونوں نے مل کر یومِ جمہوریہ کے سلسلے میں اسکول کی طرف سے اِسے منانے کی تیاری کی۔ وجے لکشمی نے بڑی محنت سے اسکول کی لڑکیوں کو تیار کیا۔ یہ اس گاؤں کے لئے نئی بات تھی۔ بچوں کو اِس رنگ میں لوگوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ سب کی زبان پر پروگرام کی تعریفیں تھیں۔ گاؤں خوش تھا مگر ......

.... ماجد کے اندر کا غم اس پر طاری ہو گیا۔ وہ دِن آج اس کی نگاہوں میں جیسے آنسو بھر رہا تھا۔ وہ اسکول جس کے چھوٹے سے صحن میں رنگ برنگے آنچل لہرائے تھے، جس صحن میں رونق ہوئی تھی، جس صحن میں کچھ دیر پہلے شوخی بکھری تھی۔ اب اسکول کا وہ صحن ایک بار پھر مایوسی اور ویرانی کا مسکن بن گیا تھا۔ اُس نے اُجڑے ہوئے صحن پر ایک نظر ڈالی۔ ایک آہ اُس کے منہ سے نکلی۔ تنہائی نے جیسے ایک دم اُسے اپنی باہوں میں سمیٹ لیا ہو۔ وہ دھم سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُس نے اپنی دونوں ٹانگیں ٹیبل پر پھیلا دیں۔ اپنا سر کرسی کی پشت سے لگالیا، آنکھیں موند لیں اور پھر گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔ اچانک اُس نے بڑبڑانا شروع کر دیا۔

''ہاں .... ثریا .... میں .... میں .... اپنا وعدہ نبھاتا رہوں گا۔ میں لب سی لوں گا ...... سارے غم سہہ لوں گا .... آہ نہ بھروں گا۔ آنکھ سے ایک بھی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

آنسو نہیں ٹپکاؤں گا........ میں زندہ رہوں گا........ مسکراتا رہوں گا تیری خاطر........
........تم نے دیکھا لوگ اِس پروگرام سے کتنے محظوظ ہو رہے تھے۔ کتنا دِل کش منظر تھا ان کے لئے........... معصوم چہروں پر معصوم ہنسی اور تالیاں....... کیسا رہا آج کا پروگرام ثریا........ بولو........ ثریا........... تمہیں اِس پروگرام کا الہام ضرور ہُوا ہوگا کیونکہ اِس سارے پروگرام کی تیاری سے لے کر اختتام پذیر ہونے تک وجے لکشمی کی صورت میں.............. تم میرے ساتھ تھی.........."

"..........ثریا میری اندھیری دُنیا میں تمہارے اُن الفاظ کی قندیل اب بھی جگمگا رہی ہے جو تم نے مجھ سے بچھڑنے سے پہلے کہے تھے.........."

"........... ہاں ثریا....... ہاں........ ثریا کبھی کبھی غم کے غبار سے اس قندیل کے اردگرد اندھیرا چھا جاتا ہے............ وہ اندھیرا جسے دیکھ کر تم گھبرا جاؤ گی۔ مگر مجھے تو سکون بخشتا ہے کیونکہ وہ تمہاری دین ہے........ اس لئے مصنوعی قہقہوں بناوٹی مسکان.......... سے ان اندھیروں میں بجلی کی سی چمک پیدا کرتا ہوں۔ مگر ہر ہنسی کے بعد جب زخموں سے چھلنی جگر خون اُگلنے لگتا ہے تو میں بے بس ہو جاتا ہوں میرے ذہن و قلب پر ایک انجان سے خوف طاری ہو جاتا ہے اور یہ خوف کیسا......؟ میں کچھ نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہے اور.......... اور کس نے کیا............ ہاں تُم نے ثریا........... تم نے۔ اگر میں تمہیں اپنی تباہی کا ذمہ دار نہ ٹھہراؤں تو اور کسے ٹھہراؤں۔ تم تو یہ بھی کہہ سکتی ہو کہ میں نے ایسا نہیں کیا.......... ہاں مجھے سب یاد ہے........ ایک ایک پل......... تمہیں یاد ہے؟ مسرّت آرا کی شادی کی وہ گہما گہمی میں، جب لڑکیوں کی جھنڈ میں تم کالا سلکی غرارہ اور کالا ہی سلکی تلے دار کرتا پہنے ہوئے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

آئیں تھی......کس قدر حسین لگ رہی تھیں تُم ......کالے دوپٹے کے گھیرے سے جھانکتا ہوا مکھڑا جیسے بادلوں سے چاند جھانک رہا ہو......میرے سامنے تم کھلکھلاتی، قہقہے لگاتی، گُونج کی طرح اِدھر اُدھر اُڑ رہی تھی........ بارات آنے والی تھی۔ باہر بینڈ کی دُھن گونج رہی تھی اور تم بارات دیکھنے بھاگتی ہوئی جا رہی تھی اور اچانک دروازے کے موڑ پر مجھ سے ٹکرا گئی تھیں ....''ہائے اللہ......'' تمہارے منہ سے نکل گیا تھا۔ تمہارے جسم نے میرے جسم میں بجلی کا کرنٹ بھر دیا۔ ہم دونوں کے پاؤں تھم گئے اور نظریں ایک دُوسرے پر جم گئیں۔ کچھ دیر خاموشی طاری رہی، پھر تمہاری کپکپاتی پھسپھساہٹ نے یہ طلسم توڑا''Sorry''۔ میری نظریں تمہارے جسم پر گڑھی ہوئی تھیں۔ البتہ میں کچھ نہ کہہ سکا اور پھر تم نظریں جھکائے میرے قریب سے گزر گئیں مگر میرے دل کی حرکت..........گویا تھم گئی۔ نظریں دُور تک تمہارا تعاقب کرتی رہیں مگر پھر نہ جانے تم کس موڑ پر اوجھل ہو گئی تھیں..........میں تب بھی شاید تمہارا اِنتظار کرتا رہتا مگر احمد نے مجھے چونکا دیا۔

''ارے ماجد بھائی!........آپ؟........آپ یہاں کھڑے کیا کر رہے ہیں..........؟''

''ک.......ک....... کچھ بھی نہیں ....بس یوں ہی.......باقی لوگ کہاں بیٹھے ہیں''۔ میں نے ہڑبڑا کر پوچھا۔

''آؤ.........آؤ..........میرے ساتھ.......آپ کوئی نئے ہو؟'' وہ مجھے برآمدے میں لے گیا تھا جہاں بیر، وہسکی اور کباب کا دور چل رہا تھا۔ احمد نے مجھے وہسکی اور کباب پیش کئے تھے۔ میں وہسکی کے گلاس میں تیرا تصوّر اُتار کر پی رہا تھا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

تبھی کمرے کے ایک کونے میں موسیقی کی دُھن اُبھرنے لگی۔ کسی منچلے نے میرا نام تجویز کردیا اور پھر سب کے اصرار کرنے پر میں نے گانا شروع کیا............

حُسن سے چاند بھی شرمایا ہے

تیری صورت نے غضب ڈھایا ہے

.........کیونکہ کھڑکی کے باہر تم کھڑی سب سُن رہی تھی۔ تم جان گئیں کہ یہ گانا میرے حسن کی ہی تعریف ہے۔ یہی وہ گانا تھا جس نے ہم دونوں میں بات چیت کرنے کا حوصلہ عطا کیا تھا.......... مجھے آج بھی یاد ہے کہ اِس کے بعد کھانے کے لئے ہمیں دُوسرے کمرے میں جانا تھا۔ احمد کسی کام کی وجہ سے مصروف تھا۔ میں کمرے سے باہر نکلا تو ایک شیریں آواز میرے کانوں میں پڑی۔

''ذرا سنئے تو.........!'' میں رُک گیا۔

''فرمایئے.........''

''آپ بہت اچھا گاتے ہیں۔''

''شکریہ....... حضور کا.........'' میں نے تُمہارے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

چاند اپنی منزلیں طے کرتا ہُوا سر پر آرہا تھا۔ میں بالکنی میں ٹہل رہا تھا۔ یوں ہی میری نظریں پارک کی طرف اُٹھیں اور تمہیں چاندنی میں سمٹ کر فوّارے پر بیٹھے دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا۔ میرے پاؤں خود بخود مجھے پارک کی جانب لئے جا رہے تھے۔ کوئی نامعلوم قوّت جیسے مجھے کھینچ رہی تھی۔ میں چلتے چلتے بالکل تمہارے قریب پہنچ چکا تھا۔ تم فوّارے کے پانی میں چاند کے عکس کا نظارہ کر رہی تھی۔ آہٹ پا کر تم

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

چونک پڑی تھیں۔

"آپ..........؟" تم جانے لگیں تھی لیکن میں نے راستہ روک لیا۔

"جانے دیجئے نا پلیز"

"کیسے جانے دیں...... بڑی مشکل سے آپ کو پایا ہے اور جی چاہتا ہے آپ کو دیکھتا ہی رہوں۔"

"اگر کسی نے دیکھ لیا تو ہم بدنام ہو جائیں گے۔"

"میں نہیں چاہتا کہ آپ بدنام ہوں...... مگر دِل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ بڑی مشکل سے آپ کو پایا ہے اب کھونا نہیں چاہتا۔"

"آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔"

"الزام مت لگائیے گا۔ ہم آئے نہیں...... آپ کے..... حسن کی کشش ہمیں یہاں کھینچ لائی ہے۔ آپ جب بولتی ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے پھولوں کو زباں مل گئی ہو............ جب آپ چلتی ہیں تو لگتا ہے پُروائی کو وجود مل گیا ہو۔ آپ جب ہنستی ہیں تو لگتا ہے جیسے گرجا گھر کی گھنٹیاں بج رہی ہوں۔ آپ کی آنکھیں کھلتی ہیں تو دِن ہوتا ہے...... بند ہوتی ہیں تو رات ہوتی ہے۔ چاند آپ کی زُلفوں سے کھیلنے کو بیتاب رہتا ہے.........."

"........باتیں بنانا تو کوئی آپ سے سیکھے۔"

"نہیں..... باتیں نہیں حقیقت بیان کر رہا ہوں حضور...... آپ تو جنت سے اُتری ہوئی حُور ہیں۔"

"شاید کوئی آ رہا ہے۔ کل گیارہ بجے لارنس کافی ہاؤس، شب بخیر۔" آ نے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

والا کوئی اور نہیں آپ کی سہیلی نجمہ تھی۔

''ملکہء حُسن تنہائی میں کیا چاند سے عشق فرما رہی ہیں.........؟''

''آؤ نجمہ.........نجمہ.........''

''ہاں۔''

''چاند کتنا خوبصورت ہے؟''

''مگر ہمارے دوست ثریا بی بی جیسا نہیں۔''

''ارے یار باتیں مت بناؤ۔''

''خدا قسم.........'' اُس نے تُمہارے چہرے کو ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا تھا.........''چاند میں داغ ہے مگر ہمارا یار بے داغ ہے۔''

''نجمہ.........! محبت کیسی ہوتی ہے.........؟ کیا جو محبت کرتے ہیں واقعی فرشتے ہوتے ہیں اور محبت خدا کی بخش ہوتی ہے.........''

''ارے ہم تو سیدھے سادھے بندے ہیں۔ عشق محبت کس بلا کا نام ہے، ہم نہیں جانتے۔ مگر آج آپ یہ سب کیوں پوچھ رہی ہیں.........؟''

''کیونکہ آج ایک فرشتے سے ہماری ملاقات ہوگئی.......... ہائے اللہ کیسے بیان کریں......دراز قد، کتابی چہرہ، لمبی پتلی ناک، گورا رنگ، جھیل سی گہری اور نیلی نیلی آنکھیں.........''

کہیں آپ راجہ مشتاق کے بیٹے ماجد کی بات تو نہیں کر رہیں.......؟''

کیا.......؟ وہی ہیں ماجد صاحب؟ گھر میں تو کئی بار اُن کا ذکر آتا ہے۔''

''جی.........! نہایت ہی شریف خاندان سے ہیں...... بے چارے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

بچپن ہی میں والدین کی شفیق سائے سے محروم ہو گئے تھے۔ مگر بہت ہی مہذب اور پُروقار لڑکا ہے۔ ایسا لڑکا ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا........اگر اُن سے آپ کا نکاح ہو تو آپ جیسا خوش نصیب کوئی نہ ہوگا........چلو اُٹھو........رات بہت زیادہ ہوگئی۔ خواب گاہ میں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔''

''..........میں سرو کے جھاڑ کے پیچھے بیٹھا چپکے چپکے سب کچھ سنتا رہا۔ اور جب تم دونوں چاندنی میں نہاتے پارک، فوّارے، گلاب کے پھولوں کو اور مجھے اُداس وویران چھوڑ کر.......کوٹھی کی جانب بڑھ گئیں تو میں بھی جھاڑ کی اوٹ سے باہر آ گیا۔ فٹ پاتھ پر چلتے ہُوئے نجمہ کے الفاظ میرے کانوں میں گونجنے لگے.....تمہارا تصوّر میرا تعاقب کرتا رہا...........اُسی رات جاوید نے میری بدلی ہُوئی حالت کو دیکھ کر شرارتاً میری کمر میں چٹکی کاٹتے ہوئے پوچھا تھا۔

''کیا بات ہے ماجد صاحب؟ اِتنے کھوئے کھوئے سے کیوں ہو؟ کہیں کسی حسینہ سے آنکھیں چار تو نہیں ہوگئیں؟''

''نہیں نہیں..........ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔'' میں نے سنجیدگی سے کہا۔

''لیکن مجھے تو کچھ گڑبڑ لگتی ہے۔''

''بس یوں ہی.....آج ایک حور سے مڈبھیڑ ہوگئی۔'' میرے منہ سے دل کی بات آخرکار نکل ہی گئی۔

''کیا..........؟ جہاں پناہ فرمائیں گے کہ وہ کون خوش نصیب ہے جس پر ہمارے عالم پناہ فدا ہو گئے ہیں؟'' جاوید جانے کیا کیا پوچھتا رہا۔ لیکن میں تو تمہارے ہی خیالوں میں کھویا رہا اور پھر جاوید نہ جانے کب ہمیں چھوڑ کر چلا گیا کچھ خبر نہیں۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

مُجھے رات بھر نیند نہیں آئی۔ بس خیالوں میں تو لارنس ہاؤس کا منظر رقص کرتا رہا۔ پھر صبح میں ہوٹل لارنس میں پہنچ گیا۔ تُم وہاں موجود تھیں۔ ہم نے دل کھول کر باتیں کیں۔ اب آئے دِن ہماری ملاقاتیں کبھی ہوٹل لارنس، گل موہر، نشاط ڈائنگ، کبھی کالج کی لائبریری اور کنٹین میں ہوتی رہتیں.......... ہمارے چرچے بزرگوں، رشتہ داروں اور یاروں کی بحث مباحثہ کا مرکز بن گئے۔ مگر اُن سب کی پروا کئے بغیر تم میرے ساتھ تھیں۔ تم یہ سب برداشت کرتی رہیں..... تم حسن کی دولت سے مالا مال تھیں اور میں دُنیاوی دولت سے...... ہاں ثریا تم اس وقت میرے ساتھ تھیں جب میرے چہرے سے نور ٹپکتا تھا، اُس وقت جب میری چال میں پختگی تھی اور ارادوں میں عزم تھا....... تب تم میرے ساتھ تھیں جب میری آواز میں کشش تھی۔ جب میں گاتا تھا تو فضا معطر ہو جاتی تھی۔ میرے ترنّم سے شگوفے کھل اُٹھتے تھے۔ تمہیں یاد ہے جب میرے قریب دوستوں اور حواریوں کا مجمع بنا رہتا تھا اور اُن کے قہقہوں میں تمہارے قہقہے بھی شامل تھے.... اور حویلی کی رونق کو دوبالا کرتے تھے۔ میری تباہی کے شروع شروع کے دِنوں میں تم میرے ساتھ تھیں۔ جب حویلی شرابیوں اور جواریوں کا اڈہ بن رہی تھی .... تب تم میرے ساتھ تھیں جب حویلی میں وقت میرے اِشاروں پر ناچتا تھا..... جب احمد جیسے گھمنڈی، کمینے، اوچھے اور سفلہ پن رکھنے والے لوگ میرے آگے پیچھے دُم دبا کر گھوما کرتے تھے۔ ہاں وہ دَور میری خوشحالی کا دَور تھا۔ میری خوشی میں سب خوش تھے۔ وہ دور میری خوشحالی کا دور تھا۔ اور اب یہ عالم ہے کہ جب میں کسی کو کسی سے محبت کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو آگ بگولا ہو جاتا ہوں۔ میرا دِل کانپ اٹھتا ہے۔ میرا ذہن ماؤف ہو جاتا ہے۔ میرے پاؤں لرزنے لگتے ہیں۔ میرا بدن پسینہ پسینہ ہو جاتا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہے............ ہاں ثریا تب مجھے گوشہ تنہائی کی تلاش ہوتی ہے۔ میں اُس جگہ کو نیست ونابود کردینا چاہتاہُوں جہاں کوئی محبوبہ آنسوؤں، آہوں اور ہچکیوں کے درمیان عمر بھر مُحبتّ نبھانے کے وعدے اور قول وقرار کرتی ہے.......میں سرتاپا تمہاری ہوں، میں تمہارے بغیر ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتی............ ہاں مجھے سب یاد ہے۔ اِک اِک پل........ اِک اِک لمحہ........تمہاری سسکیاں اب بھی میرے کانوں کا تعاقب کررہی ہیں۔ گرینڈ ہوٹل کے ایک کیبن میں تم نے دل سے محبت کا اعتراف کیا تھا، جب میرے ہونٹ تمہارے گلابی رُخساروں کو چھو رہے تھے۔ میں نے اپنے ریشمی رُومال سے تمہارے آنسو صاف کئے تھے............ ہاں ہاں تم ہی تھی وہ جس نے میرے کاندھوں پر سر رکھ کر کہا تھا میں تمہارے بغیر ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتی........ماجد.......میں دِن رات تمہارے ہی خیالوں میں کھوئی رہتی ہُوں....... تمہارے بغیر مجھے کچھ نہیں سوجھتا۔ میں جب تمہارے خیالوں میں ڈُوب جاتی ہوں مجھے کچھ ہوش نہیں رہتا۔ زمانہ چاہے کچھ بھی کہے..........مجھے زمانے کی کچھ پروا نہیں........لیکن کہیں تم ہی دامن نہیں چھڑالینا ماجد..............''

''.........کیسی باتیں کرتی ہو ثریا..............بھلا کوئی تن سے جان کو الگ کرسکتا ہے۔ پھول سے مہک کو الگ کرسکتا ہے۔ دِیا اپنی لَو کو......آفتاب روشنی کو...... ......چاند چاندنی کو الگ کرسکتے ہیں مگر میں نہیں...........مگر اِس دُنیا میں ہر ناممکن کام ممکن ہوجاتا ہے اور ہوگیا ثریا.......ہوگیا.........مگر مجھے تم سے کوئی ملال نہیں۔ جب اِنسان پر بُرے دِن آتے ہیں تو اُس کا اپنا سایہ بھی اُس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ تم عورت تھی ....بے وفا............بے مروّت.......باقی عام عورتوں کی طرح۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ثریا میری خوشی تیری خوشی تھی۔ تم خوشی خوشی جیسے تیسے میرے ساتھ جی رہی تھی۔ عورت کو کیا چاہیئے............؟ آرام، سکھ، عیاشی، دولت اور پُر وقار خوبصورت شوہر...... جہاں ملے گا چلی جائے گی............ جاؤ گی..........؟ کچھ سوچ کر تم نے، کہا تھا۔ ماجد ہماری قربت محض دو جسموں کی قربت نہیں ہے........ یہ سماجی شادی نکاح کا فریب بھی نہیں جو زبردستی سے باندھا گیا ہو، یہ دو رُوحوں کا میل ہے......دو دِلوں کی دھڑکنوں کا میل ہے.......... یہ چار آنکھوں کا میل ہے ماجد۔ ہماری قربت خطہء زمین پہ خدا کی بخشش ہے۔ یہ دو پاک رُوحوں کا اُستوار، مضبوط اور پائیدار رشتہ ہے۔ یہ اُٹوٹ ہے.........ہم تم کبھی جدا نہیں ہو سکتے............ ہاں زِندگی اگر ہم سے بے وفائی کر جائے تو تمہیں خوش رہنا ہوگا........ میرے لئے کبھی اُداس نہ ہونا۔ کیوں کہ اس سے میری رُوح کو اذیت پہنچے گی۔ میری روح کو سکون نہیں ملے گا......

.......تمہاری اِن باتوں میں کتنی صداقت تھی، کتنی حقیقت تھی........اور دُنیا.....دُنیا کتنی پُرفریب تھی۔ اِس میں کتنا دھوکا، کتنی بناوٹ تھی، اِس کا علم مجھے اپنا دیوالیہ نکلنے پر ہی ہوا۔ میری تمام جائیداد دوستوں کی شراب کی پارٹیوں کی نذر ہو چکی تھی۔ اُس رات نشے کے عالم میں مَیں نے اپنی تمام جائیداد تمہارے نام کر دی کیونکہ تم میری ہونے والی بیگم تھی۔ ہماری چوری چھپے کی ملاقاتیں اب نکاح کے بندھن میں بندھنے جا رہی تھیں

........یہ سب احمد نے مجھے بتایا تھا........جناب ماجد صاحب......ماجد دِی گریٹ ....ماجد حسین عظیم کے نام ایک جام۔ ارے یار آج میں بہت خوش ہوں کیونکہ کل میرا سب سے پیارا دوست اپنی محبوبہ ثریا خان کی گرہ میں بندھنے والا ہے.........دوستو........خوب جشن مناؤ۔ اپنی تعریف اور ثریا سے نکاح کی بات

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

سُن کر میں اِتنا خوش ہوا کہ دوستوں کی عیاری اور مکاری کے تمام قصے بھول گیا۔

آہ.........! کیسا بد نصیب لمحہ تھا.........جب احمد نے جوش دے کر عدالتی دستاویز پر مجھ سے دستخط کروا لئے تھے۔ میں نے شراب کے نشے میں اور ایک دوست کی مکاری میں ٹھگا گیا تھا۔ خود اپنے گھر کو آگ لگا دی تھی..........صدیوں سے چلی آ رہی اپنے بزرگوں کی بنائی ہوئی عزت و آبرو اور شان و شوکت ملیا میٹ کر دی تھی۔"

"آہ! وہ رات.........میری عیاشی کی آخری رات تھی۔ اس کے بعد کبھی صبح نصیب نہیں ہوئی۔ میری آنکھ کھلی تو میری حویلی اور تُم دونوں احمد کی ہو چکی تھی۔ جو اُس نے مجھ پر کروڑوں روپے قرض دِکھا کر بدلے میں ہتھیا لی تھی........اور میرے ہاتھوں میں وکیل کا دِیا ہوا نوٹس تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ یہ حویلی اب احمد دین قاضی ولد نصیر الدّین قاضی کی ہو چکی ہے۔ اِس لئے بذریعہ نوٹس اطلاع دی جاتی ہے کہ تیس دن کے اندر اندر خالی کر دی جائے۔ ورنہ عدالت تم سے قانونی طور پر خالی کروانے کی مجاز رکھتی ہے.........ہاں مجھے یاد ہے........گھر کے باغ میں تم احمد کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں۔ مجھے دیکھ کر احمد کے لبوں پر خفیف سی مصنوعی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ اُس نے تمہیں اپنی باہوں میں بھینچ لیا تھا۔ تمہاری بے وفائی پر میں تڑپ کر رہ گیا تھا.........پھر میں بالکنی سے اُتر کر باغیچے میں آیا مگر تُم احمد کی باہوں میں باہیں ڈال کر چلی جا رہی تھی.............ہاں مجھے سب یاد ہے.......اِک اِک پل، اِیک ایک لمحہ۔ احمد کی چال کامیاب ہوئی اور تم نے وفا کا عہد لے کر بے وفائی کی۔ ہم دونوں نے جو مل کر محبت کا تانا بانا بُنا تھا.........ہم دونوں نے مل کر محبت کی جس سیج کو سجایا تھا۔ تنکا تنکا جوڑ کر جو گھروندہ بنایا تھا.........تُم نے احمد کے ساتھ مل کر اُس میں آگ لگا دی تھی۔"

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''...... ہاں تم نے ہی میری محبت کا کفن سیا..........''

''...... ہاں تم نے ہی تابوت بنایا..........''

''......اور تم دونوں نے مل کر میری محبت کو دفنا دیا.......... ایک جگری دوست اور دُوسری محبوبہ..........واہ ثریا..........واہ..........''

''..........دُوسروں کے مزاروں پر شمیں روشن ہوتی ہیں۔ مگر میرے مزار پر کثیف اندھیرا ہے۔ اندھا...... بے وفا......اندھیرا۔ اب میں ایسی بے چینی اور اِضطراب میں جی رہا ہوں کہ اندھیرا ہو تو اندھیرے کے بچھو مجھے ڈنک مارتے ہیں اور اگر روشنی ہو تو روشنی کی کرنیں اژدھے بن کر میرے جسم کو کاٹنے کو دوڑتی ہیں۔ تنہائی کا احساس بھی میرے لئے عذاب ہے اور بھیڑ مجھے کاٹنے کو دوڑتی ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا کہ کیا کروں کیا نہ کروں۔ بس اِسی لئے گوشہ گیری اختیار کر لی ہے تا کہ تیرے دیئے ہوئے جدائی کے غم کے درمیان کوئی دُوسرا حائل نہ ہو.......... ہاں میں نے حالات سے سمجھوتا کرنا سیکھ لیا ہے۔ اور اس عالم نے مجھے بہت تسکین بخشی ہے اور اب میں بہت خوش ہوں..........اور تو کچھ ملا نہیں مجھ کو...... تیری محبت کا صلہ چند آنسوؤں کی صورت میں ضرور ملا۔ آنسو ہیں میری آنکھوں میں چھالوں کی طرح........''

ماجد صاحب قریب قریب پچاس کو پار کر چلے تھے۔

''آخر یادوں کے چراغ جلانے اور زخموں کو پالتے رہنے میں کوئی کب تک زِندگی بتائے........ یہ بات سچ ہے کچھ زخم بھی مرہم بن جاتے ہیں مگر ان زخموں کو پھر بے وفاؤں سے منسوب کرنا بھی نادانی ہے۔''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ثریا تو ایک بدمغز، بے وفا محبوبہ تھی جس نے میری دُنیا ہی برباد کر ڈالی، تباہ کر ڈالی۔ اب اُس کی بھولی بسری داستاں کو کوئی کب تک یاد رکھ سکتا ہے۔ تقریباً میری طبیعت معمول پر آ رہی تھی کہ ایک دِن میرے چچا زاد بھائی جاوید دوبئی سے واپس آ گئے جو اِس تمام داستان سے بخوبی آگاہی رکھتے تھے۔ وہ سب جان کر از حد رنجیدہ خاطر ہوئے۔ ''تم نے بہت غلط کیا میاں............'' جاوید نے پیگ تیار کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ جانتا تھا میں شراب پیتا ہوں............ گھٹیا نہیں۔

''کم از کم میرا اِنتظار کر لیا ہوتا۔ میں اُس حرامزادے احمد اور ثریا سے نپٹ لیتا۔ لیکن میں نے اُس کی بات پوری ہوتے ہی کہا ''نہیں جاوید...... تم شاید یقین نہیں کرو گے .... میں ثریا سے اب بھی اتنا ہی پیار کرتا ہوں جتنا تب کرتا تھا۔ ثریا کی خوشی کے لئے میں نے یہ سب کچھ کیا۔''

''لیکن یہ سب ہوا کیسے.....؟ یا تم نے جان بوجھ کر سب ہونے دیا.... یا پھر یہ چالبازی ہے..... سازش ہے....... کیا ہے یہ؟ جاوید نے تیکھی نظروں سے پوچھا۔

''ہاں جب میں ایک سال کے بعد دوبئی سے واپس آیا تو حقیقت سے رُوشناس ہوا۔ میں نے احمد اور ثریا سے بھی پوچھ تاچھ کی۔ احمد نے بتایا کہا دُکان تو وہ جوئے ہار چکا تھا.......... لیکن اس کے دوستوں نے بتایا کہ احمد نے جعل سازی کر کے آپ کا سب کچھ ہتھیا لیا ہے۔''

''اب میں پُر سکون ہوں.......... مجھے کسی سے کوئی ملال نہیں اور نہ جھنجھلاہٹ........'' میں دھیرے دھیرے شراب کی چسکیاں لیتا رہا۔ جاوید کو لگا جیسے مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ کیونکہ میرے پُر سکون چہرے کے آثار دکھائی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

دے رہے تھے جیسے کہ کبھی کچھ ہوا ہی نہیں۔ میں نے محسوس کیا جیسے اب جاوید مزید کچھ کہنے سے قاصر ہے۔ میں نے پہلو بدلتے ہوئے پوچھ لیا" ہاں رے جاوید تمہارے کاروبار کا کیا حال ہے آج کل؟" وہ دُوسرا پیگ تیار کر رہا تھا۔ جاوید نے دونوں گلاسوں میں پانی ڈال کر رکھا اور سگریٹ ہونٹوں سے لگایا۔ سگریٹ ہونٹوں سے نکال کر بولا۔

"ماجد صاحب دراصل میں آپ کے پاس اِس لئے آیا تھا کہ مجھے یہیں آپ کے علاقے میں گندہ بیروزے کا ٹھیکہ مل گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی میرے ساتھ چلیں تا کہ کچھ ہوا بدلنے کا موقع نصیب ہو اور پھر میں اکیلا جا رہا ہوں۔ خوب گزرے گی جب مل بیٹھیں گے دیوانے دو............"

"ارے چھوڑو جاوید کہاں مجھ منحوس کو لئے جاؤ گے...... منحوس......... منحوس ....منحوس ہوں میں......." میں نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسی باتیں کرتے ہیں ماجد صاحب؟ آپ اور منحوس.......؟"

".........ماجد صاحب آپ میرے لئے فرشتہ ہیں۔ میں آج جو کچھ بھی ہوں آپ ہی کی عنایت ہے.......آپ ہی کی بدولت ہوں.......میری سات پشتیں بھی آپ کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتیں.........ہاں آپ میرے دوست ہی نہیں بلکہ مقدر ہیں.........مقدر.........جیسے آپ ثریا کی بے وفائی اور احمد کی غداری نہیں بھلا سکتے ایسے ہی میں آپ کی نیکی نہیں بھلا سکتا۔ آج جو کچھ بھی میرے پاس ہے ....موٹر کار.......بنگلہ.......روپیہ پیسہ وہ سب آپ کا ہے۔ اگر آپ نے میری التجا ٹھکرا دی تو میں عمر بھر آپ سے بات نہیں کروں گا۔" میں نے انگڑائی لی اور آہستہ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

سے حامی بھرلی۔ دُوسرے دِن صبح جاوید نے موٹر کار میں سارا سامان رکھ دیا۔ صبح کا ناشتہ لے کر ہم چلے پڑے۔ وہاں ڈاک بنگلہ میں رہنے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ شام کی چائے وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم دونوں سائٹ پر چلے گئے۔ جاوید مختلف پیڑوں کی جانکاری دیتا رہا۔ اُس نے کچھ جنگلی جڑی بوٹیوں کے بارے میں بھی جانکاری دی جو ہمارے گاؤں کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔

رات گپ شپ چلتی رہی.........ہم دونوں دیر تک شراب پیتے رہے اور پھر کھانا کھا کر سو گئے۔ صبح کے ناشتے کے لئے ہم دونوں ڈاک بنگلہ کے برآمدے میں بیٹھے تھے کہ رمضان آ گیا۔ اُس نے اپنی ٹوپی اُتار کر جاوید کے قدموں میں رکھ دی۔

حضور.........حضور.........''

میں دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ ارے میاں یہ کیا.........کیا کر رہے ہو۔'' وہ رو رہا تھا۔ ''.........صاحب میری عزت مجھے لوٹا دو.........میں کہیں کا نہیں رہوں گا۔ جاوید نے قہر آلودہ نظروں سے رمضان کی طرف دیکھا۔ ''میں کیا کر سکتا ہوں؟

میرے بس میں ہے ہی کیا؟.......بھلا میں کیا.........'' اُس نے بات کاٹی۔

''.........حضور میری بچی کہیں کی نہیں رہے گی۔ اس کی زندگی تباہ ہونے سے بچا لو.........''

شاید جاوید مجھ سے پردہ رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ''ارے جاؤ......بچی کو ڈاکٹر کو دکھاؤ.......اس کے لئے جتنا خرچ ہو کر لینا.........ایک ہزار روپے کی کوری گڈی جاوید نے بڑی حقارت سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے اُچھال دی۔

''.........لو رکھ لو.........کام آئے گی۔''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''نہیں حضور مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔''

''چلو پھر اِدھر آؤ............'' وہ اُس کو دُوسری طرف لے گیا تا کہ مجھ سے پردہ رکھ سکے۔ مگر بوڑھا رمضان ضد پر تھا کہ جاوید اس کی لڑکی سے شادی کر لے۔ یہ سب اُس کی باتوں سے مجھ پر عیاں ہوا۔ جاوید کہہ رہا تھا ''یہ ناممکن ہے رمضان........ دُوسروں کی بلا میرے گلے مڑھ رہے ہو............''

''حضور............!'' رمضان دھاڑ کر بولا ''............ ہم غریب ضرور ہیں مگر تیری طرح کمینے نہیں۔''

''رمضان تم جاؤ پھر آنا۔ بات کریں گے............ فی الحال یہ رکھ لو۔''

''تھوکتا ہوں تیرے پیسوں پر............'' میں نے دیکھا جاوید واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ نڈھال .... کچھ شرمندہ بھی............ شاید رمضان اب کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں نے جاوید کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ جاوید بڑبڑا رہا تھا۔

''سالا کمینہ........ دو ٹکے کا حرامی مزدور............ بکتا ہے...... یار مجھے پھانسنا چاہتا ہے............ نہ جانے کس کی بلا میرے سر..........؟

''مسلمان ہو کر ایسی حرکت......؟ شرم آنی چاہئے تمہیں ایسی ذلیل حرکت کرتے ہوئے۔'' میں نے جاوید کو ڈانٹتے ہوئے کہا

''نہیں ماجد صاحب مجھے کچھ معلوم نہیں۔''

تُم جانتے ہو معصوموں کے ساتھ دغا کرنا قرآن شریف کے اُصولوں کے خلاف ہے؟'' میں نے اُسے سمجھاتے ہُوئے کہا

''ہاں.......''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''تو جاؤ اور رمضان کو یہاں میرے پاس بلا کر لاؤ۔ ہم انصاف کریں گے۔ اور مجھے یقین ہے تم میری بات کبھی نہیں موڑو گے۔ اگر تم مجھے اپنا دوست کہتے ہو تو یار ہم ریشماں کو اپنی بیٹی بنائیں گے اور اسے اپنے پیارے دوست کی آن بان پر مر مٹنے والے، دُوسرے کے غم کو برابر بانٹ لینے والے دوست جاوید کی دلہن بنائیں گے..... ہاں...... ہاں ہم اُسے اپنی بیٹی کی طرح رکھیں گے............ بولو! اب بھی تمہیں اعتراض ہے........ نہیں تو ہم ابھی اِسی وقت تمہاری دُنیا سے چلے جاتے ہیں......پھر اُس پرانی تنہا مایوس زندگی میں خودکشی کرتے ہیں.............. بولو جاوید بولو!''

''نہیں ...... نہیں ماجد صاحب ...... مجھے منظور ہے ...... مجھے منظور ہے۔ ...... چند لمحہ پہلے میں بہک گیا تھا..........''

پھر ہم دونوں کے چہروں پر ایک عجیب سی معصوم مسکراہٹ کا سورج اُگ آیا تھا اور ہم دونوں ایک دُوسرے کے ساتھ بغلگیر ہو گئے تھے۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

مقدّر

اس کے سبھی دوست شادی شدہ تھے۔ بس ایک وہی تھا جو زِندگی کے جھمیلوں سے ابھی تک بچا ہوا تھا۔ اس کا بس یہی معمول تھا کہ دُوسروں کے گھروں میں بیٹھا تاش کھیلتا رہتا تھا۔ زیادہ ہُوا تو سنیما دیکھنے چلا جاتا یا پھر کلبوں میں دِل کے بہلانے کی سبیل کرتا پھرتا۔ دوست اِسے نیا وائلن کہتے جس کا کبھی کوئی تار نہ چھیڑا گیا ہو۔ کئی اُسے بند کتاب کہتے جس کا ایک بھی ورق کسی نے نہ پڑھا ہو۔ کئی اُسے نیا ٹیلی فون کہتے جس پر کبھی کسی نے ڈائل نہ کیا ہو۔ وہ دوستوں کی ایسی چھیڑ چھاڑ سے کبھی عاجز نہیں ہوتا اور نہ ہی غصہ کرتا تھا بلکہ فراخدلی سے اکثر ان کے ایسے الفاظ پر قہقہے برساتا، ہنستا اور اسی طرح فراخدلی سے ساری محفل کو بھا دیتا اور ہنسی ہنسی میں ان کی کمزوری اور اپنی شان کی شیخی بگھارتا۔ اور کہتا..........

''شادی شدہ آدمی کی بھی کوئی زِندگی ہے.....؟ چنو، منو، ٹنکو، منکو..... کسی کی نکر پھٹی ہے تو کسی کی قمیض.......... کسی کی ٹوپی نہیں تو کسی کی دھوتی........ کوئی سر

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

پھڑوا کر آرہا ہے تو کوئی پھوڑ کر........... کسی کے لئے کپڑا لاؤ تو کسی کے لئے دوائیاں......... کسی کی فیس رہتی ہے تو کسی کا جرمانہ........ کبھی پیٹھ پر مُنا سوار ہے تو کبھی مُنے کی ماں....... اپنے تو ٹھاٹھ ہیں۔ نہ جورو ہے نہ جورو کا غلام۔ نا بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی۔ نہ چنو کی فکر نہ چنو کی ماں کی۔ اپنا پیٹ بھرا اور پڑے رہے.....''

وہ صوفے پر بیٹھے بیٹھے کروٹیں لیتا رہتا اور صوفے پر بیٹھے بیٹھے دل اُوب جاتا تو کرسی کی پشت سے پیٹھ لگا کر چھت پر لگے پنکھے کو گھورنے لگتا۔ گویا وہ اس کی زِندگی سے مشابہہ ہو........... تنہا گھومتا رہتا ہے۔ ایک دِن مذاق ہی مذاق میں سدھیر نے سُدھا سے کہا ''ارے کیوں نہ وکرم کی شادی کرادو؟''

''کرادوں............؟'' سُدھا نے حیرتاً سدھیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں......... اِس میں مذاق تھوڑی ہی ہے۔ آخر بے چارہ بوڑھا ہونے جارہا ہے...... اکیلے میں بھی زندگی کٹتی ہے بھلا۔''

''ہاں وکرم بھائی صاحب! یہ تو ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ ہر کوئی ایک سے دو ہونا چاہتا ہے۔ زِندگی میں کئی اُتار چڑھاؤ آتے ہیں اور پہاڑسی زندگی اکیلے نہیں کٹتی۔ کوئی نہ کوئی ہم سفر ہونا ہی چاہیئے اور یہ ضروری نہیں کہ شادی کر کے صرف بچے ہی پیدا کرنے ہیں....... آدمی کی کئی طرح کی ضروریات ہوتی ہے، پریشانیاں ہوتی ہیں......... کئی موڑوں پر ایسے سہاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔'' سرلا نے مشورہ دیا۔

''ٹھیک ہے بھائی......... '' وِکرم نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ ''لیکن کون ہوسکتا ہے جو میرے لئے قربانی دے۔''

''ہزاروں، یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے؟'' سرلا نے شیخی مارتے ہوئے کہا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''اپنے لئے ابھی ایسی کوئی قبر نہیں بنی جس میں ہم کو دفنایا جائے۔ دُوسری بات یہ ہے بھابی میں دُنیاوی مصروفیات سے الگ رہنا چاہتا ہوں.........شادی تو بس دُنیاوی قید ہے........فلکِ بریں پہ اُڑنے والے آزاد پرندے کو تنگ و تاریک پنجرے میں قید کر دیا جاتا ہے.......اُسی کی اپنی سوچ، اپنی انفرادیت، اپنی آزادی بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ آدمی بکھر جاتا ہے۔ بٹ جاتا ہے.......... بیوی، بچوں، ساس سسر اور دُوسرے رِشتہ داروں میں...........'' اُس نے فلسفیانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی اور تاش کے پتوں کو اُنگلیوں سے پھیلانے میں لگ گیا اور پھر تاش کی گٹھی میز پر رکھ کر نمی ناتھ' جو سدھیر کا پارٹنر تھا' اسے بانٹنے کو کہا۔

''غلط فہمی میں ہیں آپ' جناب وکرم صاحب! ہندوستانی عورتیں تو اپنے خاوند کی وفادار ہوتی ہیں۔''

''اور مرد بے وفا ہیں۔ انہیں دُنیا کی ہر چیز عزیز ہے سوائے اپنے وطن اور بیوی کے۔'' سدھا نے بات کاٹتے ہوئے طنزاً کہا۔

''ہاں اب حُب الوطنی کا نام ہی نہیں رہا....... جو آزادی سے پہلے تھا۔ بھارت ماتا پر جان نچھاور کرنے والا شہید ہو گئے اور قربانی کے جذبے کی جگہ خود غرضی کے جذبے نے لے لی.........ہم لوگ اپنے ہی ملک کے راز بدیسی طاقتوں کو بیچ رہے ہیں.........'' وکرم حُب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر کہہ رہا تھا۔

''غدار ہیں وہ لوگ........ایسے غداروں کو شارعِ عام پر پھانسی دے دینی چاہئے.........'' نمی ناتھ نے کرخت لہجے میں کہا۔ دراصل نمی ناتھ ایک دیہاتی لڑکا تھا۔ اس کے دادا اور والد نے آزادی کی جنگ میں اپنی جانیں قربان کی تھیں اور آج

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

بھی اُن کا نام بڑے فخر سے لیا جاتا ہے۔ دیش کے خلاف وہ ایک بھی لفظ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

سرلا نے وکرم کو تاش کا پتا پھینکنے کا اِشارہ کیا مگر اُسے اس سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ آج کوئی بھی تاش میں دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔ اُن کے سامنے دیش کا مسئلہ کھڑا ہو گیا تھا۔ روز بروز کے فسادات اور جھگڑوں سے سب کی جانیں خطرے میں پڑ گئیں تھیں۔ کسی کے بھی جان و مال کی کوئی گارنٹی نہ تھی۔

''اور تو اور مختلف دھرموں کے کچھ گمراہ نوجوان آج بدیشیوں کی شہہ پر الگ الگ ملک کی مانگ کرنے لگے ہیں........'' سدھیر نے' جواب تک خاموشی سے ساری گفتگو سن رہا تھا' سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

''اچھا میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ کیا زمین سے اُگنے والا پودا زمین سے الگ ہو سکتا ہے؟ کیا اُس کی جڑیں زمین کی اندر نہیں ہیں......؟ کیا اسے زمین سے خوراک حاصل نہیں ہو رہی ہے؟ وہ درخت کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں زمین سے الگ ہوں...........اور پھر سوال تو دیش کی ترقی و بہبودی کا ہے۔ ہم نے ہمیشہ سیکولرازم زندہ باد کا نعرہ دیا ہے۔ ہندو سکھ اور مسلم اتحاد کو اپنا منشاء مانا ہے اور ہم آج بھی اسی اصول کے پابند ہیں۔ مگر بدیشی اسے پسند نہیں کرتے۔ وہ ہمیں لڑتے جھگڑتے ہی دیکھنا چاہتے ہیں...........اور جب ہم اُن کی شہہ پر ایسا کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ دُشمن ہم سے زیادہ چالاک اور ہوشیار ہے اور ہم گنوار اور پھوہڑ ہیں............'' وہ سب ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ باہر سے کسی کے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی۔ سدھا دروازہ کھولنے چلی گئی۔ آنے والا اُن کا کلاس فیلو

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

گورچرن سنگھ تھا۔ سرلا چائے بنانے چلی گئی اور اس کی جگہ گورچرن سنگھ نے لے لی۔

''بھائی گورچرنیا'' نمی ناتھ نے کہا۔

''اوئے کی گل ہے......؟'' گورچرن سنگھ ہانپ رہا تھا۔ وہ صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

''بڑی سانس پھول رہی ہے......؟'' وکرم نے پوچھا۔

''ارے یار بڑی مشکل سے یہاں پہنچا ہوں.... سب گڑبڑ ہے...''

''اچھا چھوڑو اِس بات کو...... اے لو پانی پی لو.........''

تب تک سرلا چائے لے آئی تھی۔

''کون لوگ تھے......؟'' سدھیر نے ہمدردی جتاتے ہوئے پوچھا۔

'' تھے کوئی تخریب کاری...... جو صدیوں سے چلے آرہے سکھ ہندو اِتحاد کو نیست و نابود کرنے کی کوشش میں ہیں.......... یارو وکرم..... سدھیر بھائی اور تم.... نمی ناتھ.......... تُم سب یہ بتاؤ کہ ہماری اِس دوستی میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا نا؟''

گورچرن جذبات میں بول رہا تھا۔

''او گورچرنیا...... تُو ہم پر بھی شک کرنے لگا......؟ ارے یار ہماری دوستی کوئی بچوں کا کھیل ہے جو پل میں بنے گی اور پل میں ٹوٹ جائے گی.... یہ کوئی تنکوں کی دیوار نہیں جو معمولی سی ہوا سے بکھر جائے گی...... یار ریت کا گھروندا نہیں جو پانی کی ایک لہر سے ڈھ جائے گا۔ ہم چاروں کی دوستی تو ایک آہنی رِشتہ ہے جس کی مثال صدیوں تک رہے گی.......... چھوڑ اِس چنتا کو....... لے تاش کے پتے پھینک اور تلے ہوئے کاجو کے ساتھ چائے کی پیالی کو صاف کر..........'' نمی ناتھ نے اس کی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ سدھا جواب تک نمی ناتھ کی تقریر سن رہی تھی بولی۔

''بھائی صاحب! تُسی کیوں چنتا کرتے ہو.........؟ سدھیر اور سدھا کے گھر کے دروازے ہمیشہ دوستوں کے لئے کھلے ہیں.........آپ کی خوشی ہماری خوشی.....لو اب چائے پیو ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی..............''

''تہواڈے بغیر تو تاش کھیلنے کا مزہ ہی نہیں آرہا تھا۔ اب جلدی سے تاش کے پتے بانٹو تاکہ ایک ایک گیم ہو جائے کب سے یہ لوگ منہ بسورے بیٹھے ہیں۔'' سرلا نے بھی مُنھ کھولا۔

''ارے تاش پیسنا تو وکرم ہی کا کام ہے.........'' وکرم نے تاش کے پتے بانٹتے ہوئے کہا اور سب ہنس پڑے۔

''او گورچرن.......بھابی کو کیوں نہیں لائے.......؟'' سدھیر نے پوچھا۔

''وہ کیا ہے کہ آج بازار کے حالات خراب تھے.......'' پھر چاروں تاش کی بازی میں جٹ گئے۔ اِتنے میں سرلا بھنے ہوئے کاجو اور چائے لے آئی۔

''ارے وِکرم بھائی.........! ہم چاروں شانے چت گر کر عورت جیسی کمزور چیز کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں............اب تم کہو.........تمہارا کیا ارادہ ہے؟ زِندگی بھر لڑتے رہو گے یا پھر ہار بھی مانو گے...........'' ایک دن گورچرن نے شرارت بھرے لہجے میں وِکرم سے دریافت کیا۔ اب سب کی نظریں وِکرم پر ہی مرکوز ہو گئیں تھیں۔

''ہاں ہاں.........ہم سب بھی تو وِکرم بھائی کو اسی لئے گھیرے ہوئے ہیں۔'' سرلا نے گورچرن سنگھ کو بتلایا۔ وکرم دھیرے دھیرے گنگنا رہا تھا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''نین لڑ گئی رے جیارا میں کسک ہوئی بے کری''

پریم کی نگرم........'' جو شادی سے پہلے گورچرن سنگھ ہمیشہ گنگنایا کرتا تھا۔

''میں دراصل اپنا مقدر دیکھنا چاہتا ہوں......کون ملتا ہے.........؟ میرے مقدر میں کون ہے..........؟'' وکرم نے دِلی خواہش ظاہر کی اور پھر آہستہ آہستہ کاجو اور مونگ پھلی پر ہاتھ صاف کرنے لگا۔ ''بھیا ایسا تو نہیں چلے گا........جب تک تم کوشش نہیں کرو گے تمہارا مقدر کچھ نہیں کرے گا۔ اس کے لئے تمہیں ترکیب کرنی ہوگی............'' نمی ناتھ نے سگریٹ کا دُھواں اُگلتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس ہے ایک ترکیب.......'' سدھیر نے اُچھلتے ہوئے کہا۔ سدھیر کے پاس ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی ترکیب ضرور ہوتی تھی۔

''وہ کیا.......؟'' سب نے ایک ساتھ پوچھا۔

''وہ یہ کہ تم پانچوں اپنا اپنا لکی نمبر بتاؤ اور اپنا اپنا نمبر ڈائل کرو۔ اگر فون لڑکی نے اُٹھایا تو سمجھو یہی وکرم کا مقدر ہے اور اگر کسی مرد نے اُٹھایا تو سمجھو وکرم کے مقدر میں لڑکی ہے ہی نہیں...........چلو..........اس کی شروعات گورچرن سنگھ سے ہی کی جائے۔ چل بھائی ایسا کرتے ہیں سب اپنا اپنا نمبر اس کاغذ پر لکھیں گے جس سے جو نمبر بنے گا اسی پر ڈائل کریں گے..........''

گورچرن نے 9 کا ہندسہ لکھا۔ سدھیر اور سرلا نے 3,3 کا، نمی ناتھ نے 6 کا اور سدھا نے 0 کا۔ اس طرح نمبر 93360 تیار ہو گیا اور جونہی اُنہوں نے ٹیلی فون نمبر پر ڈائل گھمایا۔ فوراً ٹیلی فون ملنے پر دُوسری طرف سے ایک نسوانی آواز اُبھری۔ ''ہیلو......ہیلو.......ہیلو........!'' سدھا خوشی اُچھل پڑی۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''وِکرم بھائی صاحب کا مقدر جاگ پڑا.........''

خوشی سے وکرم کے جسم میں گُدگُدی ہونے لگی اور سدھا اور باقی ساتھیوں نے با آوازِ بلند اُسے مبارک باد دے دی۔ مگر وہ معمول کے خلاف خاموش کھڑا تھا۔ کچھ دیر بعد کوئی بارہ بجے کے قریب محفل برخاست ہوئی۔ سب اپنے اپنے گھروں کی طرف اپنی اپنی بیویوں کے پاس چل پڑے۔ مگر وکرم تنہا ہی راستہ ناپتا ہوا گھر کو چل پڑا۔ اُس کے گھر میں کل ہی دو ہی ممبر تھے ایک وہ اور ایک اُس کی ماں۔ باپ تو 1962ء میں دیش کے کام آچکا تھا۔ جس کی تصویر بڑے فریم میں مڑھی ہوئی ڈرائینگ روم میں لگی ہوئی تھی۔ ماں اور بیٹا دونوں اس تصویر کی پوجا کرتے تھے۔ ان کے خاندان کی یہ روایت تھی کہ اُن کے گھر کا ایک نہ ایک ممبر فوج میں ضرور بھرتی ہوتا۔ وکرم بھی فوج میں بھرتی ہونا چاہتا تھا مگر ماں نے اپنے بڑھاپے کا واسطہ دے کر اُسے روک لیا تھا۔ وہ .M.A کرنے کے بعد جگہ جگہ نوکری کے لئے جھک مار رہا تھا مگر رِشوت کے بغیر آج کل کوئی کام بھی نہیں بنتا۔ اِس لئے بے کار تھا۔

ایک دِن صبح جب وہ حسبِ معمول اخبار پڑھ رہا تھا تو اخبار میں ایک پرائیویٹ فرم میں منیجر کی آسامی کے لئے 'عرضیاں درکار ہیں' پڑھ کر خاصا محظوظ ہوا اور اُس نے اس پوسٹ کو حاصل کرنے کا من بنا لیا۔ جب وہ ناشتہ کر کے اس آفس میں پہنچا تو شاید ابھی تک وہاں کوئی نہیں پہنچا تھا۔ اُس نے دیکھا باہر پبلک بوتھ پر کچھ لوگ کالیں کر رہے تھے۔ اُس کا دِل بھی مچلا اور وہ اشتیاق سے بوتھ کے اندر داخل ہو گیا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

خوشبو کے جھونکے کی طرح، وائلن کی سُر کی طرح میٹھی اور سریلی آواز نے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اُس کے کانوں میں رس گھولا تو اس کے سارے جسم میں گدگدی سی ہونے لگی۔ گویا کوئی میٹھی شراب کانوں کے توسط سے اس کے بدن میں انڈیل رہا ہو۔ وہ نشے میں سرشار ہو اُٹھا اور پھر بڑی مشکل سے سنبھل پایا۔ اُس نے اپنا رومال نکال کر ریسور پر رکھ دیا تا کہ آواز نہ پہچانی جائے اور کوئی مصیبت نہ کھڑی ہو جائے۔ پھر اپنے پورے ہوش وحواس کو ضبط کر کے اُس نے ہیلو کا جواب ہیلو میں دیا۔ وہ خوف کے مارے کانپ رہا تھا۔ اُس کا سارا بدن پسینہ پسینہ ہو چکا تھا۔ اُس نے ٹائی کی گرہ کو ڈھیلا کیا۔ دُوسری طرف سے آواز آئی۔ ''آپ کون بول رہے ہیں اور کہاں سے بول رہے ہیں......؟''

وکرم ہڑ بڑا سا گیا۔ بڑی مشکل سے خود پر ضبط کر کے بولا۔ ''میں بول رہا ہوں۔ بہت قریب سے بول رہا ہوں میرے مقدر........''

''ہیلو........ کیا کہا؟'' دُوسری طرف سے آواز آئی۔

''ہاں ٹھیک ہی کہہ رہا ہوں۔''

''مگر آپ ہیں کون......؟ میں پوچھتی ہوں آپ کون ہیں......؟'' کانپتے ہونٹوں سے یہ الفاظ نکلے'' ....تم کوئی ڈاکو ہو یا غنڈے....میں ابھی پاپا کو بلاتی ہوں۔''

''نہیں نہیں پاپا کو مت بلوایئے حضور........ نہ تو میں کوئی ڈاکو ہوں اور نہ ہی غنڈہ ہوں.......... بس آپ کی مہک اور خوشبو کا دیوانہ ہوں اور آپ میرا مقدر ہیں۔ آپ کی آواز سے لگتا ہے جتنی آواز خوبصورت ہے آپ کا تن اور من بھی اُتنا ہی خوبصورت ہوں گے..........'' تعریف سن کر وہ پسیجی اور بناوٹی غصے سے بولی۔

''بکومت........ سچ سچ بتادو کہ تم کون ہو؟''

''میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ بالکل سچ ......آج ہی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

میرے دوستوں نے میرے مقدر کا فیصلہ کیا ہے اور.........وہ آپ ہیں جس کا فون نمبر لاٹری میں نکلا.......کل بھی ایک عورت نے آپ کو فون کیا تھا۔آپ نے فون اُٹھایا اور پھر رانگ نمبر کہہ کر رکھ دیا تھا........ یاد ہے آپ کو........" وہ چُپ ہوگئی۔اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"کتنی حیرت کی بات ہے کہ نہ آپ مجھے جانتی ہیں اور نہ ہی میں آپ کو جانتا ہوں۔ مگر ہم دونوں میں ایک غیبی رشتہ ہے اور وہ ہے محبت........ یہ ہمارے پچھلے جنموں کا ہے....... ہاں جنم جنمانتر کا.........." وکرم نے پھر کہنا شروع کیا۔

"اُف اوہ.........لگتا ہے فون کٹ گیا۔کل بھی اِسی وقت کٹ گیا تھا......"

محبوبہ کے ساتھ پچھلے جنم سے ناطہ جوڑنا بھی اُس کے دل کو موہ لیتا ہے۔سبھی عاشقوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا۔اُس کی آنکھوں اپنی محبوبہ کا تصوّر بار بار اُبھرتا۔اُس کے خیالوں ہی خیالوں میں سر سے لے کر پاؤں تک اس کی محبوبہ اپنے دل میں نقش کرگئی دیوی محسوس ہوتی تھی۔اُس کے کانوں میں اُس کی رسیلی آواز بار بار اُبھرتی اور ہر پل ہوا کی لہروں پر سوار اُس کے بدن میں خون کے ساتھ سرایت کر جاتی۔خلاؤں میں پھیل جاتی اور اُس کی آواز کا پیچھا کرتا ہوا وہ بھی خلا میں گم ہو جاتا۔ اُس کے دل میں طرح طرح کے خیال آرہے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ نہ جانے وہ کون ہے......کیسی ہے........کیا وہ میرا مقدر بن کر میرا جیون ساتھی بنے گی؟ کیا وہ مجھے مل سکے گی..........؟ اور پھر اُسے یاد آیا۔اُس نے تو مینیجر جاب کے لئے اِنٹرویو دینا ہے۔ وہ چلتا ہوا اُس آفس تک پہنچا اور لائن میں بیٹھ کر اپنی باری کا انتظار کرنے لگا۔ یہ انتظار کے پل بھی اس کے لئے بڑے بور ثابت ہو رہے تھے۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

پیٹ اور مقدر چمکانے کے لئے نوکری بھی ضروری ہے۔ لہذا پورا دِن اُس نے اِنٹرویو کے چکر میں غارت کیا۔ شام کو وہ گھر پہنچنے کے بجائے پھر اُس پبلک بوتھ تک پہنچ کر لکی نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ اُدھر سے سوال آیا۔

''کون ہے..........؟'' اُس نے بڑی عاجزی سے پوچھا۔

''میں وہی ہوں........فون والا۔'' بکرم نے رُک رُک کر کہا۔

''آپ پھر آ گئے..........؟ کہیں آپ میرے لئے مصیبت نہ بن جائیں.......؟ اگر کسی اور نے سن لیا نا تو ہم بے موت مارے جائیں گے۔''

''جی ہاں.......میرا بھی یہی خیال ہے۔ مگر میں کیا کروں؟ میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔''

''تم کوئی دیوانے لگتے ہو۔''

''جی ہاں پگلا بھی........آپ کے پیچھے..........آوارہ بھی۔ میں تو آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھئے کل اور آج صرف آپ کا ہر دم خیال رہا......میں تو دن کو بھی تارے دیکھنے لگا ہوں۔ بس ہر وقت آپ ہی کی تصویر نظروں میں گھومتی رہتی ہے..........جانتی ہیں آپ میں نے تو آپ کی آواز اور بولنے کے انداز سے ہی اندازہ لگا لیا آپ کتنی حسین ہیں اور آپ کی آواز کے مطابق ہی میرے ذہن میں آپ کے خدوخال اُبھر رہے ہیں۔ میرا تخیل محض تخیل نہیں ہے بلکہ سو فیصد حقیقت ہے۔''

''بس بس رہنے دیجئے........مجھے بناوٹی باتوں سے ڈر لگتا ہے اور میں ہوں بھی تو آپ کے تخیل کے برعکس۔ میں اتنی خوبصورت نہیں جتنا کہ آپ کا تخیل۔ آپ کے سوچنے کا انداز ماشاءاللہ........''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

وہ تذبذب میں پڑ گیا۔ ہوسکتا ہے وہ سچ بول رہی ہو۔ ویسے تعریف کرنے پر لوگ ایسا ہی کہتے ہیں۔

"آپ کو معلوم کہ میں نے آپ کی تصویر حسین بنائی ہے۔ ہوسکتا ہے میری تصویر میں کسی بدصورت لڑکی کا تصوّر ہو........" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ مجھے پتہ ہے آپ کے تخیل کی پرواز بالکل بلند اور حقیقت ہوسکتی ہے۔ وہ اُتنی ہی صحیح اور بلند ہے جتنی کہ یہ کائنات۔ آپ کی تخلیق تو ایک شاعر کی تخلیق ہے۔"

"آپ کے ریشمی بال شاید آپ کوئی شیمپو لگاتے ہیں۔"

"وہ تو میں نے مہندی لگائی ہے کیونکہ........ میرے بال سفید ہو چکے تھے۔"

اُس نے دل لگی کرتے ہوئے کہا اور وہ کہتا جا رہا تھا۔ "یہ میں نے اس لئے پوچھا کیونکہ ان کی خوشبو مجھ تک پہنچ رہی ہے۔ چاند سا گول گول چہرہ ہے کیونکہ میں اس کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔ اُوپر والے ہونٹ پر کالا تل ہے...... چاندی سا اُجلا اُجلا بدن ہے۔ گدرے گدرے بازو۔ بادامی آنکھیں اور آنکھوں پر دن رات کرتی پلکیں۔ اور پلکوں کے اُوپر اُبھرتی ہوئی بھویں...... نُچے ہوئے بال۔ کانوں میں چاند کی صورت کے بالے۔ گلاب جیسے تلملاتے سرخ گالوں کو چومتی سنہری زلفیں۔ آپ ہنستی ہیں تو کلیاں کھلتی ہیں۔ آپ کی آواز میں، اندازِ گفتگو میں عجیب سی مٹھاس اور کشش ہے۔ آپ چلتی ہیں تو کائنات چلتی ہے۔ آپ رُکتی ہیں تو کائنات رُک جاتی ہے۔ آپ ہنستی ہیں تو بجلی چمک جاتی ہے.........." وہ خاموشی سے سب کچھ سن رہی تھی۔ شاید اپنی تعریف سن کر بدحواس ہو کر ہنسنا بھی بھول گئی تھی۔ اور اب تو اس کی سسکیاں بھی سنائی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

دینے لگیں تھیں۔ جیسے بڑے ضبط کے بعد صبر کا کوئی باندھ ٹوٹ گیا ہو۔

''اے لڑکی......! فون والی لڑکی.........! کیا ہوا.....؟ آپ رو رہی ہیں؟ کیا میں نے کچھ غلط کہہ دیا........ پلیز معاف کر دو نا۔ سوری! دیکھو میں کان پکڑتا ہوں.....ہیلو......ہیلو.....ہیلو........''اُس نے شاید رسیور نیچے رکھ دیا تھا اور وہ ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔

''کمال ہیں یہ لڑکیاں.......... آنسو تو جیسے پلکوں پر دھرے ہوں.....ایسی جذباتی ہیں ظالم............''

اُدھر فون والی لڑکی کا یہ عالم تھا کہ اب وہ فون کریڈل پر رکھ کر روئے جا رہی تھی.......شاید اپنی جھوٹی قسمت پر......... کیونکہ وہ بے چاری اپنی مرضی سے سرک بھی نہیں سکتی تھی۔ وہ تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بستر پر لیٹی لیٹی زندگی گزار رہی تھی۔ اُس کا نام سُربھی تھا اور اُس کے پتا کافی امیر ہیں........ ماں کو اس نے نہیں دیکھا۔ وہ بہت دُور دُوسری دُنیا میں چلی گئی تھی۔ جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا.........نانی، نانا جی کے بے پایاں شفقت ہی اس کے لئے ابھیشاپ بن گئی تھی۔ وہ کافی دیر تک روتی رہی اور روتے روتے سو گئی تھی۔ یوں تو اکثر اُسے نیند نہ آتی۔ نیند کیلئے نیند کی گولی کھانی پڑتی۔ نوکروں کو والد کی طرف سے خاص ہدایت تھی کہ بے بی کو جس دن نیند نہ آئے صرف ایک گولی دینا۔ وہ نیند میں کچھ بڑبڑائی جسے سننے والا کوئی دوسرا نہیں تھا ۔دُوسرے دن بھی اس کا بوجھ ہلکا نہ ہوا۔ نوکروں کے مجبور کرنے پر اُس نے بسکٹ دُودھ کے ساتھ لیا۔ اُسے رہ رہ کر وکرم کی معصومیت پر ترس آ رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس ٹیلی فون والے لڑکے نے نہ جانے میرے بارے میں کیا کیا سوچا ہے اور

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

میں کیا ہوں۔ آج میں اُسے حقیقت سے آشنا کر دوں گی۔ سُر بھی نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا۔

اُدھر وکرم خوشی سے پھولا نہ سما رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا آج جب میں اس کی تعریف کر رہا تھا تو وہ خاموشی کے ساتھ سُنتی رہی۔ اس کا مطلب ہے اس کو میرے منہ سے تعریف سُننا اچھا لگا ہوگا۔ وہ جانے کیا سوچ رہی ہوگی میرے بارے میں۔ نہ جانے کل مجھ سے وہ کیا کیا کہے گی۔ اب قسموں اور وعدوں کا دور شروع ہونے والا ہے........ اُس نے ٹیکسی لی اور ڈائمنڈ ہوٹل کی طرف چل پڑا۔ ڈائمنٹ کلب میں آج بڑی چہل پہل تھی۔ کلب نئی نویلی دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ رنگ برنگے فانوس منور تھے۔ کلب روشنیوں کے سیلاب میں نہا رہا تھا جیسے کوئی جنت کے دروازے پر کھڑا ہو۔ آج فلمی رقاصہ شبنم کو رقص کیلئے مدعو کیا گیا تھا۔ ایک خالی سیٹ پر وہ بیٹھ گیا۔ اس کے سامنے کونوں میں کچھ لوگ شراب سے دل بہلا رہے تھے۔ اُس نے بھی بیرے کو ایک پیگ وہسکی لانے کو کہا۔ اور پھر اُس کے دیکھتے دیکھتے وہ بیرا پیگ کے ساتھ اُس کی مرضی کے کباب بھی لے آیا تھا۔ اس نے ابھی پیگ اُٹھایا ہی تھا کہ سدھیر کے ساتھ مسٹر اور مسز بھاٹیہ مسکراتے ہوئے اُس کے قریب صوفے پر آ کر بیٹھ گے تھے۔ اُس نے اُن کے لئے بھی جام منگوا لئے۔

''دوستو........! ایک ایک جام میری محبوبہ کے نام ہو جائے۔'' سب کے جام بلند ہو گئے۔

لیکن محبوبہ کہاں ہے؟ کسی نے شرارتاً کہا۔'' لوگ ہنس پڑے۔ قہقہوں اور تالیوں کے شور میں مائک پر آواز آ رہی تھی۔ '' ابھی ملکۂ رقص شبنم اسٹیج پر تشریف لا رہی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہیں.........شبنم.........ملکۂ رقص..........''

ہال تالیوں سے گونج اُٹھا۔ وہ نیم عریاں لباس میں ملبوس تھی۔ بینڈ پر مغربی دُھن پر وہ گا رہی تھی۔ تماشائیوں کے پاؤں اپنی اپنی جگہ تھرک رہے تھے۔ وکرم بھی شبنم کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے چہرے پر اپنا تصور کھوج رہا تھا۔ اُس کے چہرے میں وہ اُس ٹیلی فون والی لڑکی کو تلاش کر رہا تھا۔ شراب کے گلاس میں بھی اسے وہی چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔ جس کا ذکر وہ ٹیلی فون پر کر چکا تھا۔ سدھیر اور بھاٹیہ، شبنم کے رقص اور گانے میں گم ہو چکے تھے۔ لوگوں کی نظریں شبنم کے خدوخال کو ناپ رہی تھیں۔ بھاٹیہ بار بار اپنی آنکھوں کو زبردستی کھولتا اور پیگ حلق میں اُتارتا۔ اب سارا حال مسرور ہو چکا تھا۔ رقص اور گانا ختم ہو چکا تھا۔ پھر ملوقاش کا آغاز ہوا اور سبھی جوڑے ایک دُوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈال کر تھرکنے لگے۔ بھاٹیہ بہت ہی پی چکا تھا۔ اُسے اپنے آپ پر قابو نہ تھا۔ وہ لڑھک کر کرسی پر ڈھیر ہو گیا.........کیسے ہیں یہ لوگ جو اپنا کلچر بھولتے جا رہے ہیں۔ مغربی تہذیب کے لوگ اپنے کلچر سے اُکتا گئے ہیں۔ انسان ہر قدم پر تبدیلی چاہتا ہے۔ وہ ہمیشہ نئے راستے اور نئی عشرت کی کھوج میں رہتا ہے۔ مغربی لوگ ہندوستانی کلچر اپنا رہے ہیں مگر اس شدومد سے نہیں جتنے کہ بھارتی لوگ۔ وہ تو اُس کلچر میں ہی بس گئے جیسے وہ بھارت میں پیدا ہی نہ ہونا چاہتے تھے۔ بھاٹیہ شراب بہت پی چکا تھا۔ اُس میں چلنے کی سکت نہیں رہی تھی۔ اُسے سدھیر اور وکرم نے بڑی مشکل سے گھر پہنچایا.........دُوسرے دِن رات کو ڈِنر بھاٹیہ کے ہاں تھا۔ یہ لوگ تین بجے ہی بھاٹیہ کے گھر پہنچ گئے۔ ڈنر کے عاشقوں کا یہ گروہ چار خاوندوں اور چار بیویوں اور ایک کنوارے پر مشتمل تھا۔ بیویوں نے مسز بھاٹیہ کا ہاتھ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

بتانا شروع کیا۔

مسٹر بھاٹیہ نے اسکاچ وہسکی کی بوتل اور پانچ گلاس ڈائننگ ٹیبل پر رکھ کر گلاسوں میں پیگ ڈالنا شروع کئے۔ سدھیر نے سوڈا ملایا اور اپنا گلاس لے کر کہا ''ایک ایک جام یہاں سے غیر حاضر ساتھیوں کے نام.........'' گورچرن سنگھ نے اپنی بیوی کے ہونٹ کے ساتھ گلاس لگا کر زور سے بولا'' ایک ایک جام اپنی اپنی بیویوں کے نام......''

''بکواس بند......'' بھاٹیہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر وکرم پر جھک گیا۔

''بے چارہ وکرم؟ کس کے نام سے لے گا جام.....؟'' سب ہنس پڑے۔

''وکرم بھائی.........ٹیلی فون والی لڑکی کے نام سے.....'' قہقہے پھر گونجے اور وکرم سب کو حیرت سے دیکھتا رہا۔

''ارے وکرم تم کب ہم سب کو اپنے گھر بلا رہے ہو؟'' بھاٹیہ نے پوچھا۔

''جلدی ہی.........'' وکرم نے مختصر سا جواب دیا اور ڈنر کے ساتھ ہی وہ ضروری کام کا بہانہ بنا کر دوستوں سے رخصت ہو گیا۔

''اے لو.....ابھی آئے اور ابھی چل دئے.....ارے میاں ابھی تو شادی نہیں ہوئی.........'' گورچرن بول رہا تھا۔ سبھی ساتھی اُس کے متعلق باتیں کرنے لگے مگر وکرم نے ایک نہ سنی اور وہاں سے نکل آیا تھا۔ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ پبلک بوتھ پر کھڑا تھا۔

''ہیلو.....کیا کر رہی ہو ٹیلی فون والی لڑکی.......؟''

''کیا کر رہے ہو ٹیلی فون والے لڑکے.........؟''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''آپ خیریت سے تو ہیں..........؟''

''یہ آپ آپ کیا لگا رکھی ہے.......؟ آج سے تم مجھے تم کہہ کر بلاؤ گے۔ ویسے تو آپ مجھے سُر بھی کہہ کر پکار سکتے ہیں.......''

''پھر وہی..........''

''سوری.........تم کو بھی ایسا ہی کرنا ہوگا۔ تم سارا دن کیا کرتی رہتی ہو؟ بہت کچھ کام کرنا ہوتا ہے.... بچوں کو کھانا کھلانا، نہلانا، دُھلانا، اسکول بھیجنا، برتن صاف کرنا، کپڑے دھونا، پھر انہیں استری کرنا، اچھی خاصی گھر ہستی کی مالک ہوں، اور ٹیلی فون سے شغل کرنا..........''

''تم اِسے شغل سمجھتی ہو........؟ میری تو زِندگی ہے ٹیلی فون۔ میں بہت بدنصیب آدمی ہوں۔ آج تک میں نے کبھی کسی دروازے پر دستک نہیں دی۔ اگر دی بھی تو دستک سنتے ہی دروازہ بند ہوگیا۔ میں نے جس طرف بھی رُخ کیا ایک نامراد مایوسی نے ہی میرا سواگت کیا.........اب میں زندگی سے نراش اور مایوس ہو چکا ہوں۔ میرے تمام دوست شادی شدہ ہیں.........میں تنہائی کے اس تاریک جنگل میں مدتوں سے بھٹک رہا ہوں۔ ایک عرصہ سے پاک محبت کا خواہاں ہوں کہ اے خدا اگر تو کریم اور مہربان ہے تو مجھ پر محبت کی برکھا کر۔ مجھ کو ایک خوبصورت حسین دِلبر عطا کر جو میرے تمام زخموں کو شفا دے سکے۔ میرا گھر بھی ازدواجی خوشیوں سے بھر دے، میرے ہاں پھیلے ہوئے اندھیروں میں بھی ایک چراغ جلا دے.........''

''.........مجھے محبت سے مالا مال کر دے۔ میرا جام بھی محبت سے لبریز کر دے.........'' وہ کہتا گیا اور وہ سنتی رہی۔ اس کی باتوں میں کبھی وقفہ نہ ہوتا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''ارے صاحب آپ کی باتوں میں کہیں بھی وقفہ نہیں ہوتا.....آپ نے تو اپنا دل کھول کرر کھ دیا۔مگر اپنا نام.........''

''ٹیلی فون والی لڑکی جی۔اس خادم کو وکرم سنگھ کہتے ہیں۔گھر میں ماں ہے باپ نہیں ہے۔ پانچ فٹ دس انچ قد.....لوگ تو کہتے ہیں میرا رنگ گورا ہے مگر میں نہیں جانتا۔آپس میں ملنے کے بعد آپ خود ہی دیکھ لینا.........'' وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ ''میں نے یہ پہلے کہا کہ آپ کی باتوں میں وقفہ نہیں ہوتا۔سب کچھ اپنی ہی کہے جائیں گے یا کنیز کو بھی موقعہ دیں گے...........؟''

''وکرم جی.........میں بھی آپ سے اُتنی محبت کرتی ہوں۔صدیوں کے بعد اس ویرانے میں بہار آئی ہے۔مگر میں اِس بہار کے قابل نہیں ہوں کیونکہ جو مجھ کو آپ سمجھتے ہیں میں وہ نہیں.........میں آپ کو دھوکے میں رکھنا نہیں چاہتی..........''

''میں سمجھا نہیں.......''

''میرے گھر میں ماں نہیں.......سنجوگ دونوں کا ایک سا ہے۔''

میرے اندر بہت سی کمیاں ہیں۔میں بہت بدصورت ہوں..... چہرے پر چھالے ہیں.......زخموں کے نشان ہیں۔تُم جس چہرے کی مشابہت چاند سے کر رہے تھے وہ چولہے پر تپتی ہوئی ہانڈی کی طرح ہے.......جس بدن کو تم دودھیا کہہ رہے تھے وہ تیزاب کے چھینٹوں کا نشانہ بن چکا ہے۔جس چال کو تم ہرنی سے مشابہت دے رہے تھے وہ ٹانگیں دو سالوں سے میرا بوجھ نہیں اُٹھا سکتیں۔میں بستر سے لپٹی زِندگی کی سانسیں پوری کر رہی ہوں.......'' وہ سسکیوں میں سب کچھ کہہ رہی تھی۔

''نہیں نہیں.........نہیں.........یہ نہیں ہوسکتا۔آپ مجھ سے جھوٹ بول

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

رہی ہیں............کہونا یہ جھوٹ ہے.......سب جھوٹ ہے......''

''مشکل یہی ہے کہ میں سچ بول رہی ہوں۔ دو سالوں سے میں اور پاپا اس بوجھ کو دل پر لئے جی رہے ہیں..........نہ مجھے موت ہی آتی ہے نہ پاپا کے دل کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے............پاپا پورے دِن کے تھکے ماندے دفتر سے گھر آتے ہیں تو پوری رات میری تیمارداری میں گذار دیتے ہیں............''وہ روئے جارہی تھی۔

''ہیلو......ہیلو......ہیلو.......سُنو......ہیلو......سر بھی تم مجھے اپنا پتہ بتاؤ ....میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں............میں تمہارا درد بانٹنا چاہتا ہوں...... ہیلو......ہیلو........''ٹیلی فون کٹ چکا تھا۔ وکرم کے بار بار ڈائل کرنے پر بھی اُس نے رسیور نہیں اُٹھایا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اُف یہ سماج

وہ نہ تو کوئی بہت بڑا نیتا تھا اور نہ ہی امیر کبیر سیٹھ ساہوکار تھا۔ گویا دھن دولت سے تو اُس کا دُور کا بھی سروکار نہ تھا۔ اب دونوں میں کسی ایک سے نسبت نہ ہونے کے سبب سے سماج میں اُس کا خاص وقار بھی نہیں تھا۔ بس اوسط درجہ کے لوگوں کے زُمرے سے اُس کا تعلق واسطہ تھا۔ اگر اُس کو اوسط درجہ کا آدمی کہیں تو ٹھیک رہے گا۔ وہ لکھتا ضرور تھا۔ پتہ نہیں وہ ادیب تھا بھی کہ نہیں...... ہاں سماج نے کبھی اُس کی پروا نہیں کی اور نہ ہی کبھی اُس نے........ وہ سیاست کو ایک بھدا کھیل سمجھتا تھا۔ وہ بہت ہی کم لوگوں سے ملتا جلتا تھا یا بات کرتا تھا۔ البتہ یوں کہیئے کہ وہ بولتا کم اور سوچتا زیادہ تھا۔ لیکن سماج پر حاوی ہونے کیلئے بولنا زیادہ اور سوچنا کم کا فارمولہ موثر ہی سمجھا جاتا ہے۔ اُس کے ارادے نیک اور بلند تھے۔ ایسا سب ہونے کے باوجود بھی وہ سماج کی گندگی سے بچ نہیں پاتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ سماج کسی کو کچھ نہیں دیتا بلکہ وہ دُوسروں سے سب کچھ چھین لیتا ہے۔ جو اُس کا ہے وہ بھی اور جو نہیں ہے وہ بھی۔ طاقت کے بل

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

بوتے پر سیاست کے بل بوتے پر آخر یہ سماج کیا چیز ہے بھلا؟.....وہ اکثر سوچتا اور خود ہی اس کا جواب اس کے معقول ذہن میں تحریر کی شکل میں اُبھرتا۔ یا وہ سماج کے کھوکھلے رسم و رواج، سماج کے کردار، اُس کے قول و فعل میں اپنا جواب تلاش کرنے کی ناکام کوشش کرتا۔ وہ سوچتا سماج دو مُنھ والا ناگ ہے۔ وہ سوچتا سماج ایک دھوکا ہے........فریب ہے..........صحرا کے سراب کی طرح۔ جو دُور سے تو بہت سہاونا ہے مگر قریب سے دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ وہ سماج کے اندر بھی تھا باہر بھی باوجود اس کے وہ سماج کے ان تمام قاعدے قانون سے نفرت کرتا تھا۔ مگر مجبور تھا۔ بے بس تھا۔ یہ سماج اُس کیلئے بالکل اس ناگوار بدمزہ دوا کی طرح تھا جس کو پئے بھی نہیں بنتا اور چھوڑے بھی نہیں بنتا............وہ زندگی جو نصیب تو ہوتی ہے مگر ہر دلچسپی سے خالی خالی۔ ہر اِنسان پریشان......جس سے تنگ آکر کوئی خودکشی کرنا چاہتا ہو مگر دوسرے ہی لمحے میں پیار بھی کرتا ہو۔ سماج بالکل اس مکڑے کے جالے کی طرح ہے جسے انسان نے خود اپنے ہاتھوں سے بنا ہو اور خود ہی اس میں پھنس کر رہ جاتا ہو۔ یا پھر سماج ایک طرح کا دلدل تھا۔ جس سے وہ جتنا باہر نکلنے کے لئے چھٹپٹاتا ہے وہ اتنا ہی دھنستا جاتا ہے اور پھر بے ساختہ اس کے منہ سے نکل جاتا ہے اُف یہ سماج۔ اس کا یہ جان لیوا نظام شعبدۂ سماج نہ ہوتا کسی کا اپنا کچھ نہ ہوتا۔ مگر سب کچھ ہوتا۔ مثلاً ذات پات اور رنگ و نسل کے جھگڑا لو جزیرے نہ ہوتے.........انسانوں کا شیرازہ یوں بکھرا ہوا نہ ہوتا.........کسی کو برتری یا کمتری کا احساس نہ ہوتا اور یہ سماج بھی پرندوں کے سماج کی طرح ہوتا جن کا کام کھلے آکاش میں اُڑنا ہے مگر حدیں یا سرحدیں مقرر کرنا نہیں۔ جائیداد کے بٹوارے نہ ہوتے اور پھر انسان کے دل میں انسان کیلئے بے پناہ محبت

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہوتی ....انسان اگر کچھ بانٹتے تو صرف ایک دوسرے کا دکھ بانٹتے ..... پیار بانٹتے ....انسانیت کے رشتے میں بندھے ہوتے۔ ایک ایسا رشتہ جو لازوال اور حرص و ہوس اور حسد کی دُنیا سے بالاتر ہوتا۔ فرداً فرداً کنبہ بنتا ہے اور کنبوں سے مل کر سماج ....وہی سماج جو بوڑھے ماں باپ کو گھر سے نکال دیتا ہے۔ وہی سماج جو لڑکی والوں سے بطور جزیہ جہیز مانگتا ہے یا بہوؤں کو زندہ جلا دیتا ہے. بہو ساس کو طرح طرح کی اذیتیں دیتی ہے۔ یہاں طاقت والے کا بول بالا اور کمزور کا منہ کالا۔ جو ملکوں قوموں کی حدیں تو مقرر کرتا ہے مگر بے ایمانی خود غرضی کی اور جھوٹ کی نہیں۔ یہ وہ سماج ہے جو اپنے اندر جینے والوں کو زخم دیتا ہے۔ ڈھیٹھائی سے مرحم بھی دیتا ہے اور پھر کھلکھلا کر نمک پاشی بھی کرتا ہے۔ اس کے دل و دماغ میں سماج کی اس گھناؤنی صورت کے علاوہ ایک اور نئے سماج کا تصور تھا۔ جہاں نفرت کا نام و نشان نہ ہو۔ جہاں پریم گنگا ایک ترنم ایک لے میں بہتی ہو۔ جہاں پس پردہ چہروں پر خوشیوں سے لبریز گل کھلتے ہوں۔ جہاں کے انسانی قدروں کو اہمیت اور فضیلت خاص ہو۔ جہاں کسی کی مجبوریوں کا مذاق نہ اڑایا جاتا ہو۔ جہاں بتوں کی پرستش کے علاوہ انسانوں اور جانداروں کی پرستش ہو۔ جہاں گھڑیال گرجا گھروں، مندروں میں نہیں، بالکل سوئی ہوئی انسانیت کو جگانے کیلئے بجتے ہوں۔ جہاں اذاں مسجدوں کے علاوہ انسان کے دل کی گہرائیوں سے پھوٹتی ہو۔ سربلند ہوں...... جہاں بچوں کے نام ذات پات، دھرم و مذہب کے اور نسل کی بنا پر نہیں رکھے جائیں۔ وہ گم سم نہ جانے کیا کیا سوچ جارہا تھا کہ اُس کی بیوی سامنے کی تپائی پر چائے رکھ کر سامنے بیٹھ گئی اور دیر تک اُسے گھورتی رہی۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''کیا بات ہے.....؟''

''کچھ کہنا ہے کیا؟'' بیوی سے مخاطب ہو کر اُس نے پوچھا۔

''کہنا تو تھا مگر.....آپ کو اپنے خیالوں سے فرصت ہی کہاں ہے؟'' لکشمی نے شکایت کی۔

''فرصت ہی فرصت ہے....... ہاں ایک سوچنے کے سوائے ہم لوگ اور کر بھی کیا سکتے ہیں.........؟'' اُس نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''مجھے یہ بتانا تھا کہ.......ایک نیا مہمان آنے والا ہے.'' لکشمی نے شرماتے ہوئے کہا۔

''مہمان.......؟'' اُس نے چونک کر پوچھا۔ ''.........کیا تمہارے مائکے سے کوئی آنے والا ہے؟''

''اُوں ہوں۔'' اُس نے کنکھیوں سے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔

''ارے یہ کیوں نہیں کہتی کہ گھر کا مالک آنے والا ہے۔ مہمان تو ہم سب ہیں ....ارے واہ.........وا........'' وہ خوشی سے اُچھل پڑا۔ اُس نے لکشمی کو قریب کھینچ کر اپنی باہوں میں بھینچ لیا مگر دُوسرے ہی لمحہ اُس کی پکڑ ڈھیلی پڑ گئی اور پھر وہ ایک لمبی سانس چھوڑ کر خاموش ہو گیا.........

''کیا ہوا......؟ آپ پھر کسی سوچ میں ڈوب گئے۔'' لکشمی نے تجسس بھرے لہجے میں اُس کے چہرے کی بدلتی حالت دیکھ کر کہا۔

''لکشمی.......! میں سوچ رہا ہوں کہ اپنے بچے کو ایسا نام دُوں جو کسی بھی قوم یا مذہب سے واسطہ نہ رکھتا ہو۔ جو نہ ہندو ہو نہ مسلمان.......نہ سکھ نہ عیسائی......بس

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اِنسانیت کا علمبردار ہو...........نہ کوئی نام........نہ کوئی مذہب۔''

''کیا کہتے ہو.....؟ ایسا بھی کبھی ہوا ہے....؟ اگر ایسا ہو بھی جائے تو یہ سماج تمہیں اور تمہارے بچے کو قبول کرے گا.....؟ بے شک سماج کے اندر سو برائیاں ہیں مگر سماج سے الگ تھلگ رہ کر جیا بھی تو نہیں جا سکتا.....'' لکشمی نے دائیں ٹانگ بائیں ٹانگ پر چڑھا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''لکشمی! جی چاہتا ہے اس سماج سے بغاوت کرلوں.....گوشہ گیری اختیار کر لوں.........'' لکشمی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''گوشہ گیری.....؟ گوشہ گیری نہیں......فرار کہو۔ جو بزدلوں کا کام ہے اور بغاوت کرنے کی تم میں جرأت نہیں........مان لیا گوشہ گیری ہی سہی۔ مگر کہاں جاؤ گے...؟ دھرتی کے کسی بھی کونے میں چلے جاؤ۔ سائے کی مانند سماج تمہارا پیچھا کرے گا۔ جیتے جی ایسا نہیں ہو سکتا........'' پھر کچھ رُک کر وہ بولی۔ ''......مانا تمہارے تخیل کی پرواز بہت بلند ہے کیونکہ تم ایک مصنف ہو، فن کار ہو.....ادیب ہو۔''

''شکریہ لکشمی! کم از کم تم تو مجھے مصنف و ادیب سمجھتی ہو۔ مگر بیشتر لوگ جو بڑے بڑے ادیب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اتنے حاسدی ہیں کہ سوائے خود کے کسی دوسرے کو ادیب یا شاعر ماننے کو تیار ہی نہیں۔ مجھ جیسے لوگوں کو تو لوگ دھوبی کہتے ہیں جو دوسروں کے کپڑے صاف کرتے ہیں اور پہن لیتے ہیں۔''

''ہوں.......ارے یہی تو سماج کی تعریف ہے کہ دُوسرے کو ذبح کر کے خود کو برتر بنانا۔ ارے یہ جب تک دوسرے کو ٹھیس نہ پہنچائے تب تک ان کو سکون نہیں ملتا۔ اس کے بغیر تو سماج کا وجود ہی ختم ہو جائے گا.....'' تھوڑا رُک کر لکشمی پھر کہنے لگی۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

"......... ابھی پچھلے سال ہی کمو بیوہ کی دُوسری شادی پر آپ نے ہی کہہ دیا تھا بوڑھی گھوڑی لال لگام جبکہ اُس نے یہ شادی مجبوری میں کی تھی۔ اور مسز ماتھر کے میک اپ پر تم کتنا بڑبڑاتے ہو۔ صورت چڑیلوں کی دماغ پریوں کا....." لکشمی نے اُس کو چڑاتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"میں بھی اِسی سماج کا جز ہوں اور تم نہیں سمجھتی لکشمی.......! مسز ماتھر جیسے لوگ حقیقت سے منہ چھپا کر جیتے ہیں۔ دیا، بلب، موم بتیاں یا ہزار واٹ کا بلب یا چندھیا دینے والی چکا چوند پیدا کرنے والی روشنیوں کی بنا پر رات کے اندھیروں کو جھٹلایا تو نہیں جاسکتا۔ ہم ہمیشہ حقیقت سے گھبراتے ہیں........ جھوٹ اور فریب کے پردے میں جینے ہی میں لطف محسوس کرتے ہیں۔ اندھیرے حقیقت ہیں اس لئے مصنوعی روشنیوں سے اپنے دل کے خوف کو دُور کرتے ہیں اگر سورج کو ہٹا دیا جائے تو باقی کیا بچے گا........؟ اندھیرا.......... ہاں انو (لکشمی کا ہی لاڈلی نام) مجھے اسی لئے اندھیروں اور تنہائیوں سے دلچسپی ہے۔ جب تم گھر پر نہیں ہوتی تو میں بتیاں بند کر کے گھنٹوں تنہائی میں اندھیروں کا لطف لیتا ہوں........ اسی طرح بڑھاپا بھی ایک حقیقت ہے...... بالوں کو کالا کرنے یا سرخی پاؤڈر لگانے سے کچھ بدل نہیں جاتا...."

تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ پھر اُس نے کہنا شروع کیا۔ "....... عیب کس کے اندر نہیں........ کمزوری کس میں نہیں.......... میری کمزوری حسن و شباب ہے، قدرتی مناظر ہیں، میں تم سے بے حد پیار کرتا ہوں۔ مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم دونوں شارعِ عام پر اس کی نمائش کریں.......... دُشواریاں، کٹھنائیاں، مصیبتیں ہی سچے پیار کا امتحان ہوتی ہیں۔ اچھے وقت پر تو ہم سچے پیار و محبت کا ڈھنڈھورا پیٹتے رہیں

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اور مصیبت آئے تو ایک دُوسرے سے ایک دامن چھُڑا لیں۔ بے پناہ پیار کے عوض میں تم سے کوئی غلط چیز طلب کر بیٹھوں تو..........؟ جیسے خوشبوؤں سے پھول اور ترنم سے جل کی پہچان ہوتی ہے۔ ویسے ہی حسن و شباب اور قدرتی مناظر فن کار میں ایک نئی رُوح پھونکتے ہیں اور ان کے احساس کے بغیر ہر فن ادھورا ہے۔ پر یہ سماج خود تو وہ ہر کام کرتا جاتا ہے جس سے دُوسروں کو کرنے سے گھن آتی ہے......" اُس نے سگریٹ کا غُل ایش ٹرے میں جھاڑ کر چائے کا کپ اُٹھایا اور وہ دھیرے دھیرے چائے کی چسکیاں بھرنے لگا۔

"جناب مصنف صاحب.....سماج پردہ بھی ہے اور آئینہ بھی...... حقیقت بھی ہے اور فریب بھی......اس کی تابکاری تمہیں جگمگا بھی سکتی ہے اور اس کا قہر راکھ کا ڈھیر بھی کر سکتا ہے.........تم اس سے الگ رہ کر جیو اِس کی اجازت سماج تمہیں ہرگز ہرگز نہیں دیتا.......اگر ایسا کرو گے تو سماج سے کٹ کر رہ جاؤ گے......... لکشمی سمجھا رہی تھی۔ پھر لکشمی نے اُس کے کندھے پر اپنا سر رکھ کر کہا" ....مگر پھر اس کا نام کیا رکھیں گے..........؟"

"فی الحال کچھ نہیں......"

"یہ بھی کوئی نام ہوا..........؟" وہ مچل پڑی۔

"ارے سبھی نام تو حروف کا مجموعہ ہی تو ہیں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

دونوں میں ابھی بحث چل ہی رہی تھی کہ اس کے پادری میتھیو آ گئے اور پھر سارا ماجرہ اُنہوں نے اُن سے کہہ دیا۔ وہ دونوں سے ایک زبان ہو کر کہہ رہے تھے" .....یہ بعد میں دیکھیں گے.......چلو پہلے آنے والے مہمان کیلئے دُعا کریں۔" لیکن سُنہرے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

سپنے زیادہ دن تک سپنے نہیں رہتے ہیں۔ آخر وہ آہی گیا تھا۔ لکشمی نے ایک خوبصورت بچے کو جنم دیا۔

خوشیوں کا جیسے گھر میں سیلاب آگیا۔

پہلے سال بچے کا نام سلیم، دُوسرے سال یوسف، پھر گورنام سنگھ اور پھر شام سندر رکھا گیا۔ چوتھے سال نام کرن سنسکار کا کام اختتام پذیر ہونا تھا۔ ایک خاص جگہ مقرر کی گئی جہاں پادری، گرنتھی، مولوی اور پروہت بلائے گئے اور پنڈال کو سجایا گیا۔ اعلان کیا گیا کہ اِس بچے کا کوئی نام نہیں ہے۔ یہ بچہ جس بھی پجاری کے پاس جائیگا اس کا نام اسی مذہبی رسم کے مطابق رکھا جائے گا۔ بچہ بیچ پنڈال کھڑا تھا۔ سبھی اُسے پُچکار رہے تھے کہ ''.......بیٹا ادھر آؤ........ادھر آؤ..........'' مگر وہ حیران پریشان کھڑا تھا کہ کدھر جائے۔ اچانک بچے نے رونا شروع کردیا اور وہیں بیٹھ گیا جیسے تمام مذہبی راہ نماؤں سے خوف زدہ ہو۔ آخر وہ کس رہ نما کی طرف جائے۔ بچے کے اس روّیے سے خود تمام مذہبی رہنما حیران تھے۔ وہ اور اُس کی بیوی لکشمی، دونوں بھی پریشان تھے اور سوچ رہے تھے کہ کیا یہ بچہ بے نام ہی رہے گا..... گوتم بدھ.......... سنگھ..........رام...... یوسف.......... یا صرف اِنسان.........ط

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

میرے غم آواز دے کہاں ہے

جب میرا غم پیدا ہُوا تو میں نے اپنی اہم ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس کو بڑی محنت سے پالا اور اِس کی بڑی نگہداشت کی۔ میرا غم میری دُوسری مسرتوں، آرزوؤں اور تمناؤں کی طرح نشونما پا کر توانا اور خوبصورت، جوان اور بڑی بڑی عشرتوں سے معمور ہونے لگا۔ لوگ رشک کرنے لگے تھے۔ اب میں اور میرا غم ایک دُوسرے سے بے حد پیار کرتے تھے۔ میں اپنے اس لازوال پیار کی بدولت اپنے گرد و پیش سے بھی لگاؤ رکھتا تھا۔ کیونکہ میرا چہیتا غم بہت رحم دل تھا اور میرا دل بھی بہت نرم خو اور درد بھرا تھا اور جب میں اور میرا غم آپس میں باتیں کرتے تو ایسا لگتا تھا جیسے ہمارے دِن ہوا کے پروں پر اُڑتے جاتے ہوں اور ہماری راتیں خوابوں سے بھرپور ہوگئی ہوں۔ میرے غم کی زبان فصیح تھی اور میری زبان میرے غم کی ترجمانی کرتی تھی۔ جب میں اور میرا غم اِکٹھے مل کر گاتے تھے تو ہمارے پڑوسی اپنی کھڑکیوں میں آبیٹھتے اور پھر ہمیں حیران ہو کر سنتے کیونکہ ہمارے گیت کے بول سمندر کی طرح بیکراں اور آکاش کی مانند وسیع و بلند اور جھیل کے پانی کی طرح صاف وشفاف تھے۔ جب میں اور میرا غم اِکٹھے چلتے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

پھرتے تھے تو لوگ ہمیں عجیب سی لطف وکرم کی نظروں سے دیکھتے اور آہستہ آہستہ دبے ہونٹوں ہمارے متعلق میٹھی میٹھی باتیں کرتے۔ ہمیں نہارتے رہتے۔ ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر کبھی کبھی ہمارا خیر مقدم بھی کرتے۔ اس شاندار پرتپاک خیر مقدم سے ہم دونوں سرشار ہو اُٹھتے۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی تھے جو ہمارے اِس پاک و مقدس رشتے کو دیکھ کر حسد بھی کرتے تھے۔ لیکن انہیں کیا پتہ کہ غم ایک گراں قدر چیز ہے اور میں اس پر بجا طور پر فخر کرتا تھا۔ لیکن ایک دِن ایسا ہوا کہ میرا غم دُوسری خاکی چیزوں کی مانند مر گیا اور میں اُس کا ماتم منانے کیلئے تنہا رہ گیا۔ اب اُس کے بغیر تنہا تنہا میں جب بولتا ہوں تو میرے الفاظ میرے کانوں پر گراں گزرتے ہیں اور جب تنہائی میں گیت گاتا ہوں تو میرے گیتوں پر کوئی کان نہیں دھرتا۔ جب میں گلی کوچوں میں سرگرداں آوارہ سا پھرتا تو کوئی میری طرف دھیان نہیں دیتا۔ اب مجھے صرف خود فراموشی کے عالم میں یہ رحم بھری آوازیں سُنائی دیتی ہیں۔

"دیکھو یہ وہ تنہا شخص ہے جس کا غم اِس کا ساتھ چھوڑ چکا ہے۔ ایسے بھلا غم کی دولت سے بچھڑ کر بھی کوئی خوش رہ سکتا ہے۔" اب تو واقعی میں بھی ایک طرح کی بے ڈھب سی زِندگی جیتے جیتے اُوب چکا ہوں.......... تبھی تو آج سے میں نے اپنے غم کا مرن دن منانے کا ارادہ کیا ہے تا کہ اس کی یاد تازہ رہے..........اور میرا دِل غم کی دُنیا سے آباد رہے۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کھلا دریچہ

فلک بوس عمارتوں کے زیرِ سایہ شہر سناٹے کی گود میں جیسے سسکیاں لے رہا ہو۔ کیونکہ آئے دن اس شہر کی فضاؤں میں گولیوں کی دھن دناہٹ چاروں طرف ایک ہُو کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ فقط چیخیں اُبھرتیں اور ماتم چھا جاتا۔ لوگ ڈر اور خوف کے مارے اپنے اپنے گھروں میں قید ہو کر رہ جاتے۔ بس اِس شہر میں کھڑی ایک بلند عمارت جس کا مغل گیٹ بھاری لمبی زنجیروں سے جھنجھناتا ہوا روڈ کے فٹ پاتھ پر کھلتا ہے........ جس کی چہار دیواری کے اندر گیٹ کے ساتھ ہی ایک باغ ہے۔ خوبصورت پھولوں کی کیاریوں کے درمیان سنگِ مرمر کا پختہ راستہ جولابی کی سیڑھیوں پر آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ لابی میں ہی دائیں طرف سیڑھیاں ہیں جو دُوسری منزل تک لے جاتی ہیں۔ دُوسری منزل کا ایک کمرہ جس کی ایک کھلی کھڑکی سے سڑک پر ٹکٹکی باندھے ننھی ننھی بھولی بھالی معصوم آنکھیں، گول مٹول چہرہ، باریک ہونٹ، ستواں ناک، محوِ اِنتظار بیٹھی تھی اور اپنے پاپا کو تاک رہی ہے۔ "مکو بیٹے نیچے آؤ۔ دیکھو تو ذرا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کون آیا ہے..........؟''

''دارجی[1] آگئے کیا.........؟ اُس نے توتلی زبان میں اپنی دادی ماں سے دریافت کیا۔ آواز میں کسی کی آمد کا شور سن کر اب وہ دادی ماں کے قریب آچکی تھی۔ اُس نے اپنا سوال پھر دہرایا۔

''بلی اماں...... دارجی آگئے کیا.........؟'' بہن گوراں خاموش تھی۔ اُس کے پاس سوائے خاموشی کے اور کوئی جواب نہ تھا۔ اور بھلا خاموشی بھی کوئی جواب ہے۔ مکو نے ایک نظر دادی کو دیکھا' جو خاموشی کا سراپا بنی بیٹھی تھی۔ ادھر مکو کی نگاہوں میں بے شمار سوال تھے۔ جیسے وہ سماج اور دھرم کے ٹھیکیداروں کا گریباں پکڑ کو پوچھ رہی ہو۔

''بتاؤ کہاں ہیں میرے دارجی..... کیا جرم تھا اُن کا؟ اُن کے ہاتھوں میں تو بندوق تھی نہ برچھی تھی.....اور نہ تلوار.....اُن کے ہاتھوں میں تو ایک ڈونگا تھا اور پھر وہ کسی سے کہیں لڑنے بھی نہیں گئے تھے۔ ہاں میرے لئے لش گلے لینے گئے تھے۔

''میں نے بہن گوراں کے ہونٹوں کی پھڑ پھڑاہٹ اور آنکھوں کی پتلیوں کے پیچھے چھپے ہوئے آنسو دیکھ لئے تھے۔ پھر' مجھے ایسا لگا کہ جواب دینے کے بجائے دونوں رو پڑیں گی۔ میں نے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ ہاتھ کے اِشارے سے اُنہیں ضبط رکھنے کا مشورہ دیا۔ بہن گوراں آنسوؤں سے فرش کو دھو رہی تھی۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھی اور کسی دُوسرے کمرے میں چلی گئی۔ شاید دِل کا غبار نکالنے.......یعنی اب وہ کوٹھی کے کسی بند کمرے میں دروازہ بند کر کے خوب رو رہی ہوگی۔ میں نے مکّو کو پچکارا۔

---

[1] سردارجی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''مِکّو بیٹے اِدھر تو آؤ...........'' میرا خیال تھا کہ وہ حسبِ معمول میری گود میں چلی آئے گی اور داؤ جی داؤ جی کہتے میرے گلے سے چپک جائے گی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ میں اپنی جگہ سے اُٹھا اور اُسے اُٹھا کر گود میں بھر لیا۔ اُس نے ننھے ننھے ہاتھوں سے میری ٹھوڑی کو پکڑ کر پوچھا۔ ''داؤ جی میلے دار جی کو دیکھا آپ نے.......؟ وہ میلے لئے لش گلے لینے گئے تھے۔ مگر ابھی تک نہیں لوٹے ہیں.........کب آئیں گے وہ؟''

مِکّو کی توتلی زبان اور معصومیت کو دیکھ کر میرا دل بھی بھر آیا۔ مجھے خاموش دیکھ کر وہ مچل گئی'' ......بولتے کیوں نہیں۔ بلی اماں..... میلے بڑے بابو جی.....کوئی نہیں بولتا سب خاموش ہیں.......میلی بات کا جواب کوئی نہیں دیتا.......'''' تیری بات کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے۔ نہ میرے پاس نہ بڑی دادی اماں کے پاس نہ دیش کے حاکموں کے پاس نہ ہی اُن ظالموں کے پاس جنہوں نے ہم سب کو لاجواب بنا دیا....'' میں نے دِل ہی دِل میں کہا۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ......کان بہرے ہو گئے اور ہونٹ سِل گئے ......زبان خاموش.......ذہن مفلوج۔ میرے ہاتھوں کی پکڑ ڈھیلی ہو گئی۔ مجھے ایسا لگا جیسے ہندوستان کے لاکھوں یتیم بچے یہ سوال کر رہے ہوں کہ بتاؤ ہمارے دار جی کہاں ہیں؟ میرا گلا خشک ہو گیا اور ہچکی گلے میں آ کر اٹک گئی۔ میرے لئے بات کرنا محال ہو گیا تھا۔ مجھے لگا جیسے اِس کے دادی ہی نہیں، میں ہی نہیں، گھر کی دیواریں بھی آنسوؤں سے بھیگ گئی ہوں اور چھت سے آنسو ٹپک رہے ہوں اور باہر رینگتی ہوئی سڑک جس پر مِکّو کے دار جی رس گلے لینے گئے تھے، شرم سے گڑھی جا رہی تھی۔ کافی ضبط کے بعد میں نے کہا۔ ''مِکّو تم ہمارا ایک کام کرو گی.........؟''

''کیا داؤ جی؟'' وہ میرے ہاتھوں سے کھیل رہی تھی۔ ''.......ایک گلاس

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

پانی لادو........'' وہ پانی لے آئی اور پھر میری گود میں آ گئی۔ میں نے پانی پیا، گلا تر ہوا۔ وہ پھر میرے سوئے جذبات کو جگانے لگی تھی۔ ''داوٗ جی آپ نے میلی بات کا جواب کیوں نہیں دیا۔ سبھی یہی کہتے ہیں کہ آ جائیں گے۔ دادو بڑی اماں، بچّی چاچا، رکھو انکل بھی۔ مگر وہ نہیں آئے ہیں۔ جب دار جی گئے تھے۔ بھلا کب گئے تھے؟ کل، پرسوں نہیں نہیں انرسوں......نہیں شاید کل۔ میں اُوپر کی کھڑکی سے دیکھتی رہی۔ ان کے ہاتھوں میں تو رس گلوں کیلئے ڈونگا تھا۔ میں نے کھڑکی سے بائی بائی بھی کی اور انہوں نے بھی ایسے ایسے کیا (ہاتھ ہلا کر) آپ نے ہماری وہ کھڑکی دیکھی ہے۔ چلو چلو دِکھاؤں۔'' مجھے تقریباً کھینچتی ہوئی کھڑکی کے پاس لے گئی۔ سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں جا کر کھڑکی کے پاس کھڑی ہوگئی۔ ''دار جی کو یہاں سے ہی دیکھتی ہوں وہ مجھے یہیں سے بائی بائی کرتے ہیں۔ داوٗ جی دار جی کب آئیں گے۔ پربل اماں بولتی ہے۔ جب داد جی آئیں گے تو خوب ڈانٹوں گی....دار جی کو آپ بھی ڈانٹیں گے نا؟''

''ہاں ہاں کیوں نہیں........؟'' تب تک بہن گوراں بھی اُوپر پہنچ چکی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی ''بس اِسی کھڑکی کے پاس بیٹھی رہتی ہے ضد کر کے.......روٹی بھی یہیں کھاتی ہے۔ اور پھر یہیں سو جاتی ہے۔ سوتے سوتے بھی بولتی رہتی ہے۔ دار جی آئے؟ دار جی آپ کب آؤ گے؟ رش گلے نہیں ملتے تو رہنے دو۔ مگر آپ جلدی آ جاؤ۔'' کھڑکی سے جھانکتے شہر کا منظر کتنا سہانا مگر کتنا دِل شکن، کتنا خوفناک تھا.....میں سوچ رہا تھا۔

''داوٗ جی رش گلے کلو حلوائی بناتا ہے۔ اس لئے دیر ہوگئی۔'' بہن گوراں مکّو کو دھوکا دے رہی تھی۔ اُس کو سمجھا رہی تھی مگر اپنے دل پر قابو نہ رکھ پا رہی تھی۔ ایک بار دل کا بھانبڑ بھڑک اُٹھا۔ میں مکّو کو لے کے نیچے آ گیا۔ میں نے اُس کو بہلانے کی کوشش

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کی۔ "ہرچندن سنگھ سے کٹی کرلیں گے۔ آپ بھی کرلو اور ہم بھی۔ یعنی آپ کے داوٗ جی آپ کو ٹھنڈے ٹھنڈے رس گلے کھلائیں گے۔"

"اگر دار جی بھی لے آئے تو......؟ اُس نے معصومیت سے کہا۔ وہ ہم فرج (ریفری جیریٹر) میں رکھ دیں گے...... پھر کھالیں گے۔ تمہاری باتیں بھی تو رس گلوں کی طرح میٹھی ہیں۔ ساتھ میں دار جی کو ڈھونڈھ لیں گے۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔ چلو...... ہاں داوٗ جی اگر دار جی راستے میں ملے تو میں وہیں اُن کے کان کھینچ لوں گی۔ نہیں داوٗ جی وہ پھل لُوٹھ گئے تو ہم کیا کلیں گے؟" ہم باتیں کرتے کرتے باہر آ گئے۔ چوراہا پار کر کے دُوسری جانب جانے والی سڑک پر آ گئے۔ کوئی فرلانگ کی دُوری پر کچھ دُکانیں چھوڑ کر حلوائی کی ایک دُوکان تھی۔ "چلو ہم وہاں سے لیتے ہیں رس گلے۔"

"کیوں بھائی......رس گلے نہیں بناتے ہو کیا آج کل؟"

"نہیں بابو جی۔ رس گلے کہاں اب تو صرف دودھ ہی بیچتے ہیں۔ رس گلے یا میٹھائیاں بنانے کا موقع ہی کہاں ملتا ہے۔ سارا بیوپار ٹھپ پڑا ہے۔ روز کروڑوں ریپوؤں کا نقصان ہو رہا ہے۔ پنجاب کے حُسن کو برباد کر ڈالا بے ایمانوں نے۔ واہے گورو انہاں نو بدّھی دیوے۔ او پگلیو دُشمن دے اشارے پر گھر کا دوالہ نکالنے پر کیوں تلے ہو۔ بابو جی عام آدمی تو بہت پریشان ہے نہ جانے کب ختم ہو گی یہ دہشت گردی۔ لو وہ آ گئے شرارتی سر پھرے....." اُس کے اتنا کتنے ہی گولیاں چلنے کی آواز آنے لگی۔

"چھپ جاوٗ بابو جی...... مجھے لگتا ہے مگر نتھی بھائی دی شامت آ گئی۔ چند روز پہلے ہی دھمکی بھرا خط آیا تھا کہ ساڈھے خلاف پراپیگنڈا بند کرو۔ نہیں تو ہم تمہاری

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

زبان بند کر دیں گے۔'' اور جلدی سے شٹر گرا کر دُکان کے اندر چھپ گیا اور ہم بھی بھاگ کر جھاڑیوں کی اوٹ ہو گئے۔ وہ بے تحاشہ گولیاں برساتے ہوئے گنّے کے کھیتوں میں گھس گئے۔ اور بہن گوراں فکر مند ہو رہی ہوگی۔ وہ شرارتی لوگ جس راستے سے گئے وہ راستہ ہم نے بدل لیا کہ کہیں وہ پھر نہ آ جائیں۔ اس لئے دُوسرے راستے سے ہو لئے جو لمبا ضرور تھا مگر محفوظ تھا۔ میں جانتا تھا کہ مکّو بھانپ گئی ہے کہ میں بہت ڈر گیا ہوں۔ ''داوَ جی یہ لاستہ تو لمبا پلے گا۔''

''لمبا تو ضرور ہے مگر محفوظ تو ہے نا۔'' مکّو چپ ہو گئی۔ گویا اُس کو میری بات پر یقین نہ آیا ہو۔ مکّو کا اندازہ صحیح نکلا۔ ہم کوئی ابھی سو گز ہی چلے ہوں گے کہ موٹر سائیکلوں کی آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی دو موٹر سائیکل بھی دکھائی دیئے۔ اب موت ہمارے سامنے آ رہی تھی۔ سڑک کے دونوں طرف کھیت تھے۔ ایک طرف اونچے اور دوسرے طرف ڈھلان دار۔ آگے ایک نالا تھا۔ نالے کے اُوپر پلیا تھی۔ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ میں مکّو کو لے کر نالے میں کود گیا۔ پھر ہم دونوں تقریباً لڑھکتے چلے گئے۔ مکّو میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور کہیں دُور جا پڑی تھی۔ وہ دائیں بائیں گولیاں برساتے گزر گئے۔ میں رینگتا ہوا مکّو کے پاس پہنچا۔ اُسے سر پر چوٹ آنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی۔ مگر یہ کیا میری چیخ نکل گئی'' چن.........دن.........چن.......دن.............''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

میری مسرّت کا جنم ہُوا

جب میری مسرّت پیدا ہوئی تو میں نے لپک کر اُسے اپنی گود میں اُٹھا لیا تھا۔ اپنی مسرّت کے کانپتے ہونٹوں کو چوم لیا۔ اور پھر سرشار سا چھت پر کھڑے ہو کر پکارنے لگا تھا۔ ''آؤ میرے محلے والو......آؤ دیکھو.....آج میرے گھر مسرت پیدا ہوئی ہے۔ آؤ اِس مسرّت انگیز چیز کو دیکھو۔ مشرق سے اُگتے سورج کی پہلی کرن کی طرح ہے۔ اُجلی.....نئی نویلی اور پُرنور ہے.........جس کی مسکراہٹ بہار کی پہلی کلی کی طرح ہے.......'' لیکن جب میرا کوئی بھی پڑوسی میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے میری مسرّت کو دیکھنے نہیں آیا تو مجھے بے حد حیرت ہوئی۔ میرا دِل بجھ سا گیا۔ آخر یہ بے اعتنائی کیسی..........میں حیران پشیمان..........پھر کہیں سے کسی دِن کوئی آس

.......اُمید کی کرن پھوٹے۔

کسی روز میری مسرّت کو کوئی دیکھنے کو آئے گا۔ کئی دن تک میں اپنی مسرّت کو لئے حیرت وحسرت کے ساتھ چھت پر کھڑے ہو کر چیختا رہا۔ لیکن کسی نے میری

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

آواز نہ سنی۔ اور اِس طرح میں اور مسرّت اکیلے رہ گئے۔ نہ کسی نے اُس کی تلاش کی اور نہ دِل جوئی اور کوئی دیکھنے ہی آیا۔ اِس وجہ سے میری مسرّت پژمردہ، مغموم اور نڈھال رہنے لگی۔ کیونکہ میرے سوا نہ کسی اور محبت بھرے دل نے اُس کی دلجوئی کی اور نہ کسی دُوسرے کے ہونٹوں نے اُس کے ہونٹوں کو چوما۔ آخر کار میری مسرّت بٹنے لگی اور بٹتی رہی۔ میرے پڑوسیوں نے دھیرے دھیرے بانٹنا شروع کیا اور پھر میرے رشتہ داروں۔ رقیب و رفقا نے مسرّت کو چرا لیا۔ میری مسرّت گلاب کی اُس کلی کی مانند تھی جو صحرا میں کھلی اور کھلتے ہی مرجھا گئی۔

پھر جب میں نے اُن میں مسرّت کو بٹتے دیکھا تو بہت مسرّت ہوئی کہ میرے سبب کسی کے گھر میں اُجالا ہے۔ مگر جب میں اپنے ماضی کو یاد کرتا ہوں اور مسرّت کا کھلا ہوا چہرہ نظر کے سامنے رقص کرنے لگتا ہے تو میں اپنے محبوب غم کو پکارتا ہوں اور وہ مجھے اپنی آغوش میں لے کر میرا ماتھا چومتا ہے اور مجھے اِس حالت میں دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ اب میں نے مسرّت کو بھلانا شروع کر دیا۔ کیونکہ غم ہی میرا ہم راز، میرا دل نواز ہے.......... میرا غم زندہ باد ہے۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ایک مکمل اِنسان

میں نے بڑی عاجزی سے اُس سے کہا کہ تُو نے اِتنے آدمی بنائے ہے مگر کسی ایک کو اِنسان بھی بنایا ہوتا۔ آخر یہ تیرا یہ بنایا ہوا اِنسان کیسا ہے جس نے میری یہ حالت بنادی۔

اِس پر تم نے ستم یہ کیا کہ

میری دائیں آنکھ پھوڑ دی.......

میرا دائیں ہاتھ کاٹ ڈالا...............

میری بائیں ٹانگ توڑ دی..................

میں نے رُوہانسا ہو کر اُس سے التجا کی کہ ''اے ظالم تو نے یہ کیا کر دیا؟'' تو اِس پر اُس نے جواب دیا۔ ''میں نے تجھے ایک مکمل انسان بنایا ہے۔'' میں نے گھگیا کر کہا ''یہ تُو نے مجھے کس قسم کا انسان بنایا ہے۔ جس پر لوگ طرح طرح کے ظلم ڈھاتے ہیں.......آوازیں کستے ہیں....... بات بات پر ہنستے ہیں۔ میرا تو گلیوں

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

سے گزرنا دشوار ہوگیا ہے۔ چونکہ تیرے جہاں کے آدمی مجھ پر پتھر برساتے ہیں اور میں تلملا کر رہ جاتا ہوں..... میں بے چارہ بے حس، بے کس، بے بس کچھ نہیں کرسکتا ہوں۔" اُس نے میری بے چارگی اور کم ہمتی اور میری اِلتجا بھری باتوں پر افسوس ظاہر کیا اور بولا "میں نے تجھے ایک مکمل انسان بنایا تھا کہ تو آدمیوں میں جانوروں میں سب سے افضل ہوگا۔ اُن کی صحیح پرکھ کرے گا اور اُن کا مضحکہ اُڑائے اور قہقہہ زن ہو اور مجھ سے شکایت نہ کرے گا........ بلکہ وہ تمہاری شکایت مجھ سے کریں کہ تو اس حال میں بھی خوش ہے اور ہر ایک طرح اُن پر حاوی ہے۔" ایک باوقار تمکنت بھری اور مہذب آواز میرے کانوں میں رس گھولنے لگی اور وہ کہہ رہا تھا۔

"ہاں میں نے تجھے ایک مکمل انسان بنایا..... میں نے تیری ایک آنکھ پھوڑ دِی اس لئے کہ تو دُنیا کے گونا گوں نظاروں سے لُطف اندوز ہوسکے مگر کوئی دُوسرا تجھ سے لُطف اندوز نہ ہو تو سب کو دیکھے مگر کوئی۔ تجھے نہ دیکھے........."

"میں نے تمہارا دایاں بازو کاٹ ڈالا تاکہ بے رحم لوگ تجھ پر پتھر برسائیں مگر تو اُن کا جواب نہ دے سکے......... کیونکہ تو بھی اگر ایسا کرے گا تو تُو بھی آدمیوں کی صف میں آجائے گا۔ اور آخر وہ آدمی نظر میں آجائیں جو کہ لوگوں کی نظر میں بہتر اور خوددار ہیں۔

".....میں نے تجھے اچھے اور بُرے کی تمیز کرنے کے لئے بھیجا تھا........."

"میں نے تیری بائیں ٹانگ اِس لئے توڑ ڈالی کیونکہ تیری داہنی ٹانگ مضبوط اور قوی ہو اور اس اکلوتی ٹانگ کے سہارے تُو گھوم تو سکے مگر بھاگ نہ سکے۔ کیونکہ بھاگنے والا بزدل اور کائر تصور کیا جاتا ہے۔ اگر میں تیری دونوں ٹانگیں صحیح

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

سلامت رکھتا تا کہ ان کے سراپا ہجوں کا مذاق کرنے کے بدلے شرم سے جھک جاتا۔ اگر کوئی تجھے گالی دے اور تو اُس کو گالی نہ دے اُس کی حالت وہی ہوگی جو تجھے ہنسی کی بات سنائیں اور تو اُس کی بات پر کان نہ دھرے.........."

"........مگر اے ناشکرے اِنسان.......احسان فراموش.........تو اُن آدمیوں سے بھی بدتر نکلا جنہیں تُو نامکمل سمجھتا ہے.....تجھے ایسے نہیں کرنا تھا کیونکہ میری نظر میں تم ہی ایک مکمل انسان ہو۔"

میں نے زوردار قہقہہ لگایا اور اپنے اعضاء پر خود ہنستے ہوئے کہا "تو بھی کیسا آقا ہے......؟ جس کی ایک آنکھ نہیں اُس کو مکمل انسان کہتے ہو۔ جس کا ایک بازو ہی نہیں اُس کو مکمل انسان کہتے ہو۔ جس کی ایک ٹانگ نہیں اُس کو مکمل انسان کہتے ہو۔ یہ تو پاگلوں کی سی باتیں ہیں............"

"........یہ بھی کیسی حکمت عملی ہے میرے آقا؟ جو مکمل دیکھ نہیں سکتا یا مکمل سوچ نہیں سکتا.......جو چل نہیں سکتا۔ کسی کو چھو نہیں سکتا اُسے تم مکمل انسان کہتے ہو۔"

میں نے اُسے حقارت سے دیکھا اور اپنی اکلوتی ٹانگ گھما کر اُس کی طرف سے مڑ گیا۔ میری اِکلوتی آنکھ شیطان کے چراغ کی طرح چمکتی رہی۔ اُس نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور بلند آواز میں حکماً کہا۔

"جا اور میرے حکم کے مطابق چل...میں بہشت میں تیرا انتظار کروں گا۔"

میں اُس کا مدعا جان گیا اور اپنی اکلوتی ٹانگ اُچکاتے، اکلوتی آنکھ مٹکاتے اور اکیلا بازو گھماتے واپس جہنم میں آ گیا۔ آج تک میں نے کبھی اس سے شکایت نہیں کی کہ میں بے بس اور لاچار ہوں۔ نہ ہی کبھی یہ کہا کہ کیوں بنا دیا مُجھے ایسا۔ نہ اُس سے یہ گلہ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

شکوہ ہی کیا کہ تو نے میرے تمام اعضاء ناکارا اور بے کار بنائے ہیں۔ میری اکلوتی آنکھ آدمیوں کو کھٹکتی ہے کیونکہ یہ ان کی نقل وحرکت کی جانچ کرتی رہتی ہے۔ کمزوروں اور مجبوروں پر ہوئے ظلم سے واقف ہے۔ تم نے مجھے بہرا کیوں نہ بنا دیا کیونکہ میرے کان درد سے کراہتے ہوئے تڑپتے ہوئے انسانوں کی چیخ وپکار سنتے ہیں۔ تو نے میری ناک نلیوں کو بند کیوں نہیں کر دیا کیونکہ ہر طرف سے گندی اور سڑی ہوئی لاشوں کی بدبو آتی ہے......؟'' اُس نے کہا ''کیا تو نہیں جانتا......؟ اچھا سُن ..... میری باتوں پر ذرا کان دھر........ میری ٹانگیں نہیں ہیں پھر بھی ہر جگہ موجود ہوں۔ میرے کان نہیں ہیں پھر بھی سب کچھ سنتا ہوں.......... میری آنکھیں نہیں ہیں سب کچھ دیکھتا ہوں.......... میرے ہاتھ نہیں ہیں اور میں ساری کائنات کو چلاتا ہوں۔ اِس لئے اے انسانِ کامل تُو بھی، جو ہے اُس پر اِکتفا کر، جو نہیں ہے اُسے بھول جا.........''

''........آمین............!

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

وہ ابھی زِندہ ہے

وہ تھکا ہارا شہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اگلے زمانے کی مانند گھڑی اُس کے کاندھے پر رکھی چھڑی سے لٹک رہی تھی۔ اُس کی داڑھی سفید لمبی اور گھنی تھی۔ اُس کے چہرے پر سے پیری اور پختہ شعور کا نور ٹپک رہا تھا۔ وہ محترم و مہذب اور دانا لگتا تھا۔ کافی لمبا سفر طے کرنے کے بعد وہ ایک نئے دور کے شہر میں داخل ہو رہا تھا۔ بڑی بے اعتنا بھیڑ سے گزر رہا تھا۔ اُس نے اِتنی بھیڑ اور اِتنی ریل پیل کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اُسے یاد آرہا تھا کہ برسوں پہلے بھی اُس نے شہر کو دیکھا ہے۔ مگر اب وہ پہلے جیسا تو کچھ بھی نہیں تھا۔ یہاں سب کچھ نیا نیا، عجیب و غریب ماحول تھا۔ اِنسان نالی کے کیڑوں کی طرح رینگ رہے تھے مگر سب کے چہرے تکبر اور غرور سے بھرے ہوئے تھے۔ کیونکہ کسی نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ کسی نے اُس کی نظروں ہی نظروں میں آؤ بھگت نہیں کی۔ نہ کسی نے اُس کا تعارف ہی حاصل کیا۔ نہ حال احوال ہی پوچھا نہ آنے کا سبب۔ اس نے سوچا شاید وہ ان لوگوں کیلئے اجنبی ہے یہاں۔ مگر یہ کیا یہاں

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

سب ہی ایک دُوسرے کیلئے اجنبی ہیں۔ کوئی بھی کسی سے کوئی بات نہیں کر رہا۔ سب ایک دوسرے کی مخالف سمت کو ہی دیکھ رہے ہیں۔ سب کی گردنیں اکڑی ہوئی ہیں۔ آنکھیں نفرت انگیز ہیں اور چہرے غصے سے تلملا رہے ہیں۔ اس کے دل میں اب طرح طرح کے سوال ابھر رہے تھے۔ وسوسے پیدا ہو رہے تھے۔ یہ سب اجنبی ہیں یا سب ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں نفاق کی بساط کے مہرے یا اس محاورے کی تصدیق کر رہے ہیں کہ ''آدمی آدمی کا دُشمن''۔ یہ جاننے کیلئے اس نے بڑھ کر ایک نوجوان کو پکارا ''ارے بیٹا سنو تو..!'' نوجوان نے تیکھی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ کندھے اُچکا اور گردن کو جھٹکا دے کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ جس طرف سے انگریزی لباس میں ملبوس ایک لڑکی آ رہی تھی۔ اِس طرح بیگانہ اور متوجہ خیال بوڑھا پھر اپنی راہ چل پڑا۔ اس نے سوچا شاید یہاں کسی کے سوال کا جواب دینے کا یہی طریقہ رہا ہوگا یا اس کے دل میں بھی سینکڑوں سوال اُبھر رہے ہوں گے۔ یا پھر ہوسکتا ہے یہاں کے لوگ بہرے ہوں اور گنگ بھی... جو جواب دینے سے قاصر ہیں۔ وہ چلتے چلتے رُک گیا کیونکہ قریب ہی کہیں گڑھے میں سے کسی کے کراہنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ گڑھے پر جھک گیا۔ اپنی بوڑھی آنکھوں سے کراہنے والے کو ٹٹولنے لگا۔ گڑھے میں پڑا شخص شدتِ درد سے کراہ رہا تھا مگر کوئی اُس کی آہ و بکا کو سننے والا نہ تھا۔ سب گڑھے کو درگزر کر کے اس ذی روح سے بچ کر گزر جاتے۔ لوگوں کی بھیڑ کو اس طرح گزرتے دیکھ کر اس کا دل تڑپ اُٹھا اور رحم کے جذبے سے سرشار ہو اُٹھا۔ ''ارے بھائی کون ہو تم؟'' ''ارے مجھے باہر نکالو میں مر رہا ہوں۔'' گڑھے سے آواز آئی۔ اُس نے پھر ایک نوجوان کو پکارا۔ ''سنو بیٹا........ آؤ مل کر اس کو باہر نکالیں۔''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''بابا کسی اور سے کہو۔ میرے پاس فرصت نہیں ہے۔'' پھر اس نے دیکھا ایک کھدر پوش پان چباتا ہوا اِسی طرف آ رہا ہے۔ اس کو کچھ ہمت بندھی۔ شاید یہ کوئی ہماری مدد کرے گا۔ ''ارے بھائی سنو۔ یہ بیچارہ کوئی کھڈے میں گر گیا ہے۔ آؤ اس کو باہر نکالیں۔'' کھدر پوش نے حقارت سے دیکھا ''چل ہٹ...... اِس خبیث کو ہم باہر نکالیں گے جس کو ہم نے اپنے انہی ہاتھوں سے مار کر پھینکا ہے اس کھڈے میں؟''

''مگر کیوں......؟'' بوڑھے نے سوال کیا۔

''ارے بابا مفت میں ہمارا بھیجا مت چاٹو...... گڑھے میں کود جاؤ اور اسی سے جا کر پوچھ لو۔'' کھدر پوش نے حقارت بھری نظر اس پر ڈالی اور چلا گیا۔ بوڑھے نے گڑھے پر جھک کر دوبارہ اس سے پوچھا۔ ''کیوں بھئی۔ تم ابھی زندہ ہو؟''

''ہاں ہاں میں زِندہ ہوں مگر اس شہر کے لوگ مجھے زندہ دیکھنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ یہ لوگ تیرگی کے شیدائی تھے اور میں انہیں روشنی مہیا کرنا چاہتا تھا اور روشنی سے انہیں سخت نفرت ہے۔ کیونکہ تیرگی میں سب کچھ، جو بھی کرو، جائز ہے۔ مگر اجالے میں انسان کو غلط اور صحیح کی تمیز حاصل ہوتی ہے۔ انہیں اپنے اعمال نظر آتے ہیں.... بس تم مجھے باہر نکال دو۔'' گڑھے سے نسوانی و مردانہ دوہری آواز آ رہی تھی۔ بوڑھے نے پھر گڑھے میں جھانکا۔ اپنی بوسیدہ سی پگڑی نیچے کی طرف لٹکا دی جس کی مدد سے وہ اُوپر آ گیا۔ جب وہ آیا تو بوڑھے نے دیکھا اس کا آدھا چہرہ مرد کا اور آدھا عورت کا ہے۔ باہر آتے ہی اُس نے بھاگنا شروع کر دیا۔ ''ارے رُکو تو...... بات تو سنو......'' بوڑھے نے ہانک لگائی۔ وہ رُک گیا اور ہانپتے ہانپتے بولا۔ ''کیا ہے......؟''

''ارے بھائی پورا ماجرا تو بیان کرو۔ اس کی سرگزشت کیا ہے؟ تم اس کے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اندر کیسے گرے اور کب گرے؟ تم کون ہو..........؟ کہاں سے آئے ہو؟ کچھ تو اپنا تعارف بتا کر جاؤ۔ آخر تمہاری اِس ناگفت بدحالی کا اصل ذمہ دار کون ہے بھائی؟"

بوڑھے نے سوالوں کی بوچھاڑ کردی۔

"کیا بتاؤں بابا! میں امن کا بیٹا ہوں اور میں نصیحت کی بیٹی۔ اور صدیوں سے اِسی شہر میں رہتے آرہے تھے۔ یہاں کے انسانوں کے دل میں ہمارے لئے اتنا احترام تھا کہ ہم یہ جگہ یعنی دُنیا چھوڑ کر کبھی نہیں گئے۔ مگر اب یہ انسان ہمیں برداشت ہی نہیں کر رہے تھے اِسی لئے اُنہوں نے ہم کو اس گڑھے میں دھکیل دیا۔ اُن کا کہنا ہے کہ ہم دونوں ان کے کام میں خلل ڈالتے ہیں۔ انہیں غلط راستے پر چلنے سے روکتے ہیں اور انہیں نیک راہوں پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں۔ بس اتنی سی بات پر ہمارے ہاتھ باندھ کر اس گڑھے میں ڈال دیا......" اُس نے بوڑھے سے احتراماً پوچھا۔ "اے مخلص بزرگ تُو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ کہاں جارہے ہو؟ چونکہ میں نے تو ابھی تک کا قصہ کہہ سنایا اور اب تجسس پیدا ہوا کہ معتبر شخص کون ہے؟ جس کی گفتگو میں اتنی شیرینی ہے اور اس دور میں بھی ہمدردانہ سلوک اور رواداری رکھتا ہے۔"

"میرے بارے میں پوچھ کر کیا کرو گے؟ میں بھی تیری طرح ہوں۔ جس کی انسانی سماج کو ضرورت ہے مگر اِنسان مجھ سے بھی چڑ کھاتا ہے۔ اور مجھ سے دامن بچا بچا کر چلتا ہے۔ مجھے زمانے میں اخلاق کہا جاتا ہے کامل اخلاق۔"

"کامل اخلاق......؟"

"ہاں ہاں کامل اخلاق......."

"چلو پھر بھاگ لو۔"

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''کیوں.......؟''

''کیونکہ نئی تہذیب ہم تینوں میں سے کسی ایک کو بھی اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتی۔ اس تہذیب کا ہر بشر ہم سے دامن چھڑانا چاہتا ہے۔ یہ ہمیں اپنے قریب پسند نہیں کرتا بلکہ دوسروں کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔ نئی تہذیب کے لوگوں نے امن کو' نصیحت کو' مار ڈالا ہے۔ ایمان کی دولت کے لئے بیچ دیا اور اخلاق کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ کیونکہ اب ان کو ہم تینوں کی ضرورت نہیں۔ ان کیلئے دیوانے مت بنو۔ وہ ہم تینوں میں سے کسی کو بھی برداشت نہیں کرتے کیونکہ ہم تینوں زمانۂ قدیم سے انسان کے ساتھ چلتے آرہے ہیں اور نئی تہذیب ہمیں بابا آدم کا فلسفہ مانتے ہیں۔ جس سے اب وہ لوگ اوب چکے ہیں۔ بابا آدم کے اُصولوں کو نہیں مانتے۔ انہوں نے جھوٹ، بے ایمانی، بداخلاقی کو اپنا شیوہ بنایا ہے۔ سچائی کو دفنا دیا ہے......''

''..........اب ان کی زندگی خود غرضی کے اصولوں پر ہی مبنی ہے۔ اب تو دین دھرم ایمان اور اخلاق سب کچھ پیسہ ہی پیسہ ہے۔ زندگی کو کیسے عیش کے سانچے میں ڈھالا جائے، کیسے رنگین بنایا جائے، پیسہ کسی بھی ڈھنگ سے آنا چاہئے۔ اس لئے وہ ہم تینوں کو قتل کر دیں گے۔ اب ان کے دلوں میں ہمارے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ان کے دلوں میں اب ہماری جگہ نفرت بھر گئی ہے۔ غرور اور تکبر بھر گیا ہے۔ دیکھتے نہیں ان سب کی گردنیں اکڑی ہوئی ہیں اور سب ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ یہ ہم دونوں کو مار کر پھر اس گڑھے میں دھکیل دیں گے۔ ان کی نفرت کی پیاس بس اس طرح ہی بجھتی ہے...........'' اب اُس کی سانسیں تیز تیز چل رہی تھیں۔ پھر اُس نے کہا۔ ''.........اب بھاگ بھی چلو۔ دیکھو وہ لوگ اِسی سمت آرہے ہیں۔''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اُس نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو ہم انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔" بوڑھے نے کہا۔

"بے کار ہے...... میں سب حیلے کر کے دیکھ چکا ہوں" اِتنا کہہ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اِتنی دیر میں اُس نے دیکھا کہ وہ لوگ غصے کے شعلے اُگلتے اُن کے قریب آ گئے تھے۔ اُس نے اشارے سے رُکنے کو کہا۔ کچھ دیر کے لئے سب رک گئے۔ اس نے کہنا شروع کیا۔ "تم نئی تہذیب کی نمائندہ نسل ہو۔ سب پڑھے لکھے اور مہذب ہو اور انسانیت کی مثال ہو۔ کیا تمہارا یہ علم تمہیں امن، ایمان اور اخلاق سے زندگی بسر کرنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ تم کیوں کر بھول گئے ہو کہ تمہارے آباؤ اجداد نے کیا کیا۔ اُنھوں نے انسانی قدروں کو بلند رکھا تھا۔ مگر آج خود غرضی کے جالوں نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ تم پرانی انسانی اور اخلاقی قدروں کو بھول چکے ہو۔ میں کہتا ہوں لوٹ آؤ اپنے ماضی کی طرف ورنہ تم اپنے بزرگوں اور آنے والی نسلوں کو کیا جواب دو گے....؟" جب بوڑھا خاموش ہُوا تو ایک شُہدے نوجوان نے آگے بڑھ کر کہا۔ "اے بوڑھے تم دقیانوسی خیالات ہم پر تھوپ رہے ہو۔ ہمیں پرانی گھسی پٹی قدروں سے روشناس کرانے آئے ہو۔ تم ہمیں جاہل، بیوقوف اور نادان سمجھتے ہو...... ساتھیو......! یہ ہمیں سمجھا نہیں رہا بلکہ گالیاں بک رہا ہے.......... ہمیں نیچا دکھانے کی کوشش کر رہا ہے۔" ایک شخص بولا۔

"یہ ضعیف اور صدیوں سے گھسا پٹا آدمی؛ جس کا ایک پاؤں قبر میں لٹکا ہے اِس عمر میں ہمیں اخلاق سکھا رہا ہے۔ مارو اس کو......" سب کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھے اور اخلاق غش کھا کر گر گیا۔ ایک نے کہا "ابھی تو وہ زندہ ہے۔" دُوسرے نے کہا "مر

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جائیگا......اور اگر زندہ بھی ہے تو ہمارے درمیان آنے کی دوبارہ جرأت نہیں کرے گا۔'' اور جب وہ سب اس کو گھائل کر کے چلتے بنے تو تھوڑا وقت ہی گذرا ہوگا کہ دونو جوان آپس میں لڑتے جھگڑتے اُس کے قریب آ گئے۔ دونوں ایک دُوسرے کو عذاب اور اذیت پہنچانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں پستول تھے اور ایک دُوسرے کی طرف تانے ہوئے تھے۔ دونوں نے ایک ساتھ ٹریگر دبا دیا اور اُسی دم اخلاق اُن دونوں کے درمیان آ گیا۔ وہ دونوں کے درمیان رحم کے جذبے سے حائل ہو گیا تھا۔ وہ دونوں بڑبڑائے۔'' ارے دیکھو یہ جو بُری طرح گھائل ہو گیا تھا کم بخت بیچ میں آ گیا ورنہ........... ہاں ہاں.......دونوں میں سے ایک ضرور ڈھیر ہو چکا ہوتا.........اسے ہم مار دیتے ہیں.......'' یک بیک دونوں کے منہ سے ایک ہی کلمہ نکلا'' ....دیکھو دیکھو ساکت ہو گیا ایک ہی وار سے......اب تو مر گیا ہوگا..........''

''نہیں میرے بچو میں رہتی دنیا تک زِندہ رہوں گا۔ تم امن، ایمان، نصیحت، اخلاق اور سچائی کو ہرگز ہرگز ختم نہیں کر سکتے.....'' پھر ہواؤں نے اُس کو اپنے دوش پر بٹھا کر اِس اندھی بہری اور گونگی بستی سے باہر پہنچا دیا۔

اِس یقین کے ساتھ کہ آخر ایک دِن وہ اپنی منزل ضرور پائے گا۔ دوبارہ محوِ سفر ہو گیا تھا کیونکہ...........وہ ابھی زندہ ہے۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

بدلے کی آگ

کیشو چھریاں، کانٹے، چمٹے اور کسانوں کی ضروریات کے چھوٹے بڑے اوزار درانتیاں، ہل کے پھالے اور پھاوڑے وغیرہ بناتا تھا۔ دیکھنے میں وہ آج بھی چالیس کے پیٹے میں لگتا تھا کیونکہ اس کے اندر آج بھی جوانی کا جوش موجود تھا۔ حالانکہ وہ آج ساٹھ کے پیٹے میں تھا۔ لیکن کہتے ہیں نا، دِن پھرتے دیر نہیں لگتی.........وہ بکری کی کھال سے بنی دھونکنی سے خود بھٹی پھونکتا تھا اور اس طرح اچانک اُس کی زندگی میں ایک موڑ آ گیا اور اس بے سہارا کیشو کو کلّو کا سہارا مل گیا۔ ویسے تو اب ایسا نہیں لگتا کہ یہ دونوں اب میاں بیوی نہیں ہیں۔ مگر جب کیشو کلّو کو لایا تھا تو ہر کوئی اس کو کوستا تھا کہ بوڑھا کھوسٹ اپنی عمر سے کتنی چھوٹی عمر کی لڑکی کو لے آیا ہے۔ دونوں کی عمر کا کم سے کم بیس برس کا فرق تو ہو گا ہی۔ مگر کلّو کو اس بات کا ذرا بھی ملال نہیں تھا کیونکہ اُس بدکردار بانکے سے تو اچھا تھا جس سے وہ بیاہی گئی تھی۔ کم از کم یہ اس کی عزت نیلام کرنے کی تو نہیں سوچتا تھا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

بس وہ اُس بدمعاش کو لات مار کر بھاگ کر آئی تھی۔ کیشو جو شکل وصورت سے کوئی دیہاتی لگتا تھا، اتفاق سے اُسی ڈبے میں سفر کر رہا تھا جس میں کلّو بیٹھی تھی۔ زِندگی سے کہیں دُور بھاگ رہی تھی۔ اپنے ہی خیالوں میں گُم کلّو نہ جانے کیا سوچ رہی تھی۔ اُس کے ماں باپ ریل حادثہ میں مارے گئے تھے۔ ایک دُور دراز کے چاچا تھا جس نے پالا مگر اپنے لئے........ اُس کے لئے نہیں اور اسی چاچا نے چند سکّوں کے عوض آوارہ اور بدمعاش بانکے کے ساتھ اُس کی شادی کرادی تھی...... اُس کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے...... ہونٹ تھرتھراتے رہے...... اور وہ سوچتی رہی۔ اُس نے اپنے رُخساروں سے آنسو اُنگلی سے صاف کرتے ہوئے دیکھا کہ کیشو اُس کی جانب متوجہ ہے اِس لئے وہ اپنی آپ بیتی اُسے سُناتی چلی گئی۔

''.......اور وہ شوہر جس پر عورت اپنا سب کچھ نچھاور کر دیتی ہے، جو اس کی لاج کا، عزت کا پہرے دار ہوتا ہے۔ اپنی بیوی کی عزت شارعِ عام پر نیلام کرنے لگ جائے تو عورت کہاں جائے۔ بدچلن بانکا مجھ پر خرچ کی رقم میرے جسم سے وصول کرنا چاہتا تھا۔ جب میں نہ مانی تو مجھے لاتوں گھونسوں سے مارتا۔''

''حرامزادی...... مرد گائے، بھینس، بکری، گھوڑا، گدھا کس لئے خریدتے ہیں؟ بس میری نظروں میں تمہاری حیثیت اِن جانوروں سے زیادہ کچھ نہیں۔ میں نے تمہارے حرامزادے کاکا کو بیس ہزار دیئے ہیں.........'' وہ روتے روتے اپنی ساری کہانی سناتی رہی اور وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ پھر اچانک نہ جانے اُس کے دل میں کون سا جذبہ انگڑائی لے کر جاگ اُٹھا۔ ''کیا تم میرے ساتھ چلو گی.....؟'' اُس نے مختصر الفاظ میں پوچھا۔ کلّو نے کوئی جواب نہ دیا۔ صرف گردن جھکائے آنسو بہاتی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

رہی۔ سکتے کا عالم شاید پھر کلّو نے ہی توڑا تھا۔ ''.........کیا میری اصلیت جان لینے کے باوجود بھی..........؟''

''ہاں.........اِس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ تم تو ظلم کی شکار ہوئی ہے۔ کلو......تم پوتر ہو آج بھی۔ یہ سماج ہی ایسا ہے۔ اپنے غلط ہاتھوں سے گنگا کو گندا کرتا ہے اور پھر اسی گنگا جل سے خود کو صاف کرتا ہے۔ کلّو میں غریب ضرور ہوں مگر بُرا نہیں........'' باتوں ہی باتوں میں اسٹیشن آ گیا تھا۔ گاڑی رُکی تو کیشو نے ایک نظر کلّو پر ڈالی اور گاڑی سے اُتر گیا۔ اسکے خیالوں کا سلسلہ چنگاریوں کے اُس کے بدن پر پڑنے سے ٹوٹ گیا۔ اُس نے دیکھا کہ کلّو دھونکنی چلا رہی تھی اور........اُس کی اپنی سانسوں کی دھونکنی بھی تیز تیز ہوئی جاتی تھی۔ وہ کوئلے بھٹی میں ڈالتی تو اس کی نفرت کی آگ بھی بھڑکتی جاتی۔ اُس کا جی کرتا کہ کوئلوں کی جگہ کاش وہ لالچی چاچا اور بدمعاش عصمت فروش بدکردار بانکے کو بھٹی میں ڈال کر اُن کی راکھ ہوا میں اُڑا سکے۔

''کلّو........''

''ہوں........''

''کیا سوچ رہی ہو..........؟''

''کچھ نہیں..........فقط ماضی کی لکیروں کو پیٹ رہی ہوں۔''

''کیا تم میرے ساتھ خوش نہیں ہو........؟''

''کیشو میری طرف سے تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوتی....؟'' جواب دینے کے بجائے کیشو قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور لوہا کوٹنے میں مصروف ہو گیا۔ کلّو کو لگا کہ اُس کے ہتھوڑے کے نیچے بانکے کا سر ہو۔ ''ایک بات کہوں؟'' کلّو نے کیشو کو کہا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''ہاں ہاں........کہو۔''

''میں بانکے سے بدلہ لینا چاہتی ہوں........''

''بدلے کی بھاؤنا دِل میں رکھنا بری بات ہے۔ بھگوان اُس کو اُس کے کئے کی سزا ضرور دے گا کلّو........... ہاں میں ایک بات سوچ رہا ہوں......''

''وہ کیا........؟''

''بہت لوہا کوٹا، بہت دھونکنی پھونکی......کیوں نہ ہم تیرتھ یاترا کو چلیں۔''

''تیرتھ یاترا؟ ہم سے کون سے پاپ ہوئے ہیں جن کی تلافی کرنی ہے۔'' پاپی اور گنہگار ہی تیرتھ یاترا نہیں جاتے۔ میرا دیوی دیوتاؤں سے ایک سوال بھی ہے..........''

''وہ کیا........؟''

''یہی کہ جنم جنم تک ہم دونوں میاں بیوی بنے رہیں۔'' اُس نے کچھ نہیں کہا صرف مسکرادی۔

پھر دونوں تیرتھ یاترا کے لئے نکل پڑے۔ واپسی پر جب وہ ہری دوار میں اشنان کر کے لوٹ رہے تھے تو کلّو نے محسوس کیا کہ کوئی لنگڑا اُس کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی کیشو کے قریب پہنچ گئی۔ ''کیشو کیشو جلدی سے نکل چلو یہاں سے.....'' اُس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

''مگر کیوں......؟'' کیشو نے پُوچھا۔ ''یہ بعد میں بتاؤں گی۔''

وہ دونوں جا ہی رہے تھے کہ بھکاری نے آواز لگائی۔ ''کلّو........بھاگ کر کہاں جائے گی۔ میں جہنم تک تیرا پیچھا کروں گا............'' وہ لپک کر کیشو کے قریب پہنچ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

گیا۔ ''.......اِس بدمعاش کو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا.......'' اِس کے ساتھ ہی اس نے ایک گھونسا کیشو کی کنپٹی پر جڑ دیا۔ کیشو اِس کے لئے تیار نہ تھا اور لڑکھڑاتا ہوا گر گیا۔ کلّو بجلی کی طرح کود کر اُس پر پل پڑی۔ اُسی کی بیساکھی چھین کر اُس کی پٹائی شروع کر دی۔ وہ زخمی ہو کر نیچے گر گیا۔ کیشو نے بڑی مشکل سے اُس کو قابو میں کیا۔ ''پاگل ہو گئی ہو؟ ہم یہاں تیرتھ یاترا کرنے آئے ہیں نہ کہ مار پٹائی۔''

''نہیں کیشو......تم نہیں جانتے یہ وہی ہے وہی......کیشو......یہی ہے وہ بانکا..........جس نے میری زندگی برباد کر دی تھی..........'' کلّو جذباتی ہو گئی تھی۔ ''.........میں اپنے بارے میں سب کچھ سن سکتی ہوں مگر تیرے بارے میں کچھ نہیں سن سکتی۔ یہ تجھے بدمعاش کہے، اس کی یہ مجال...........؟''

''نہیں کلّو......اِس کے کہنے سے میں بدمعاش نہیں ہو جاؤں گا۔ تم نے اس کو مار کر اچھا نہیں کیا۔ دیکھو تو بیساکھی کی چوٹوں سے اِس کے ماتھے سے کتنا خون بہہ رہا ہے۔ آؤ اس کو قریبی دواخانے میں لے چلیں۔ اِنسانیت کا یہی تقاضہ ہے۔ اس کی مکروہ صورت اور یہ ٹوٹی ٹانگ اس بات کی گواہ ہے کہ قدرت نے اس کو اس کے کئے کی سزا دے دی ہے..... برائی کو معاف کر دینے سے ہی اچھائی کا جنم ہوتا ہے۔ ہم کو بالمیک رِشی کی بانی سے یہی سبق ملتا ہے.........'' پھر کلّو اور کیشو نے سہارا دے کر بانکے کو اُٹھایا اور ہسپتال کی تلاش میں نکل پڑے۔ وہاں کھڑے ایک پنڈت نے کہا۔ ''شترو کو شما کر دینا ہی سب سے بڑا تیرتھ ہے۔'' بانکے کی آنکھوں میں پشچاتاپ کے آنسو تھے جو کسی نے نہیں دیکھے۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

بھگوان کی امانت

مُجھے جب کوئی نئی کہانی لکھنے کو مدعو کیا گیا تو میں تذبذب میں تھا کہ کیا لکھوں۔ کوئی موضوع مجھے سوجھ نہیں رہا تھا۔

آخر ترغیب پاؤں تو کہاں سے۔ ساری ترکیبیں، شعور کے سارے کمال زائل ہو رہے تھے۔ آخر کہاں سے اِبتدا کروں؟ کوئی نغمہ محبت کا لکھوں یا فرقت یا غم کی سوگوار کہانی۔ میں اِسی طرح محوِ خیال چلا جا رہا تھا کہ گلی کے موڑ پر مڑتے ہی ایک نوجوان لڑکا مجھ سے ٹکرا گیا۔ اُس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے اور ماتھے کی بائیں طرف سے خون بہہ رہا تھا۔ گھاؤ شاید بہت گہرا تھا۔ اُس کے کپڑے خون سے لت پت تھے۔ میں نے اُسے پکڑ لیا اور وہ مجھ سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔

''رُکو...... بھاگے کیوں جا رہے ہو؟'' میں نے کہا

''......اُدھر چھوڑیئے.... مجھے جانے دیجئے..... پلیز....'' اُس نے اِلتجا کی۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

پولیس اور کئی لوگ میرا پیچھا کر رہے ہیں..........''

''مگر تمہارے ماتھے سے تو خون بہہ رہا ہے۔'' میں نے رُومال سے اس کا خون صاف کرتے ہوئے کہا۔ اُس کا کھویا ہوا اعتماد بحال ہوا تو وہ بولا۔ ''مجھے بچا لیجئے......وہ لوگ مجھے مار دیں گے۔'' میں اُس کے عاجزی بھرے چہرے پر خوف کے آثار دیکھنے لگا۔ جب تک وہ لوگ ہمارے قریب پہنچتے میں نے ساتھ والے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جوں ہی دروازہ کھلا تو ہم ایک سرعت میں اندر داخل ہو گئے۔ ہمارا خیر مقدم ایک نوجوان لڑکی نے کیا جس کا رنگ سانولا تھا مگر چہرے پر مہر و وفا کا خدائی نور ٹپک رہا تھا۔ اُس فرشتہ خصلت لڑکی نے ہمیں اپنے ڈرائینگ رُوم میں آنے کی دعوت دی۔ لڑکے کے ماتھے سے بہتے خون کو دیکھ کر فوراً اندر کی جانب یہ کہتے ہوئے لپکی تھی۔ ''انکل! آپ بیٹھک میں تشریف رکھیں۔ میں گھر میں دیکھتی ہوں ضرور کہیں پٹی ہوگی۔'' اُس نے رحم بھری نگاہوں سے لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فسٹ ایڈ کا سامان لے کر ہمارے پاس لوٹ آئی۔ ''......لیجئے مرہم بھی ہے......''

''مگر اِس کو یہ چوٹ آئی کیسے؟'' اُس نے سامان دیتے ہوئے پوچھا۔

''یُوں ہی کچھ لڑکوں سے ہاتھا پائی ہوگئی۔'' میں نے اُس کے زخم کو صاف کرتے ہوئے مختصر سا جواب دیا اور پٹی کر لینے کے بعد ہم لوگ اطمینان سے بیٹھ گئے۔ پھر نہ جانے کب وہ لڑکی چائے بنا کر لے آئی تھی۔

''او......ہو......اِس کی کیا ضرورت تھی؟'' میں نے کہا۔

''او......تمہارا نام کیا ہے؟'' میں نے لڑکی کو مخاطب کر کے پوچھا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''جیوتی۔''

''نام تو اچھا ہے..... کس جماعت میں پڑھتی ہو.....؟''

''میں نے میٹرک کا اِمتحان دیا ہے۔''

''ممی پاپا کہاں ہیں.........؟''

''یہاں سے تھوڑی دُور گاؤں میں ہمارے چچا رہتے ہیں......وہ انہیں ملنے گئے ہیں۔''

''کب تک لوٹیں گے.....؟''

''پتہ نہیں شاید شام تک آجائیں گے۔''

''ان کو چوٹ کیسے آئی.....؟'' اُس نے تجسُس کا اِظہار کرتے ہوئے کہا۔

''دراصل مجھے بھی معلوم نہیں۔ ان سے ہی دریافت کریں گے کہ کیا ہوا؟''

نوجوان لڑکا ہم دونوں کی گفت وشنید خاموشی سے سن رہا تھا۔ چوٹ کے سبب اُس کے سر میں درد ہو رہا تھا۔ میں نے نوجوان لڑکے کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ نوجوان کی نظریں جھک گئیں اور آنکھیں آنسوؤں سے نم ہوگئیں۔ اُس نے داستان بڑے اِطمینان سے سنائی مگر اُس کی دُکھ بھری کہانی سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے........ پوری داستان سن لینے کے بعد میں نے کہا......

''جوگندر تو مر......تم ایک شریف اور دیش بھگت خاندان سے تعلق رکھتے ہو۔ اِس لئے میری تم سے یہی صلاح نہیں بلکہ ہدایت ہے کہ تم فوراً اپنے آپ کو قانون کے حوالے کردو۔ میری ضلع حکام سے اچھی طرح جان پہچان ہے۔ عدالت میں ایک اہم قابل وکیل کی مدد سے تمہیں بے گناہ ثابت کر کے تمہیں رہائی کی نعمت سے ہم کنار

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کرنے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔ یہ میرا تم سے وعدہ رہا۔ اور تمہارا حق تمہیں دلوا کر تم سے جو حق تلفی ہُوئی ہے اُس کا ازالہ کروں گا۔'' میں نے اُس کے چہرے پر اِطمینان کی لہر دوڑتے ہوئی دیکھی۔ ذرا باہر آ کر اِرد گرد کا جائزہ لیا اور پھر ہم پولیس اسٹیشن پہنچے۔ انچارج تھانہ باہر کرسی پر بیٹھا شاید کسی دوسرے کیس کو نپٹا رہا تھا۔ میں نے یوں ہی اُس کے سامنے لڑکے کو لا کھڑا کیا تو وہ چونک کر بولا۔

''ماسٹر جی آپ.......اور یہ..........؟''

''جی ہاں میں..........میں اس لڑکے کو اپنی ذمہ داری پر آپ کے پاس لایا ہوں اور اس پر جو الزام لوگ لگا رہے ہیں کہ اس نے مندروں سے پیسے چرائے ہیں اور یہ کئی دُوسری چوریوں کا ذمہ دار ہے تو میں اِسے غلط اور اس کے خلاف سازش مانتا ہوں۔ اور اس کو آپ کے حوالے کرتا ہوں اور عدالت سے انصاف کا طالب ہونے کیلئے کسی اچھے سے وکیل سے پہلے اس کی ضمانت کے انتظام کرتا ہوں پھر قانونی چارہ جوئی کروں گا۔ تب تک آپ اِسے کوئی اذیت نہ دیں...... یہ میری آپ سے درخواست ہے۔ فی الحال میری ضمانت پر اس سے اچھا برتاؤ کیجئے گا.....''

ماسٹر جی! یہی وہ لڑکا ہے جو مندروں سے پیسے اور دیگر چیزیں چرانے کا ذمہ دار ہے۔'' اُنسپکٹر نے لڑکے پر اِلزام لگایا۔

''تم اِس کے بارے میں صفائی پیش کرنا چاہتے ہو؟ کیونکہ سب گواہ اس کے خلاف ہیں۔ عدالت میں موجود ایک بھی آدمی ایسا نہیں جو اس کے حق میں کچھ کہہ سکے..........مندروں، مسجدوں، گوردواروں میں چوری کرنا پاپ ہے، کیونکہ اس سے مذہبی عقیدے کو چوٹ پہنچتی ہے..........چڑھایا گیا پرساد خدا کی، بھگوان کی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

امانت ہے، اس لئے مذہبی عقیدے کے مطابق اِس سے بڑھ کر گناہ اور پاپ کچھ بھی نہیں...........اور قانون کی نگاہ میں ایک سنگین جرم........'' یہ سب مذہبی پروہتوں کے بیانات تھے۔

اُنہوں نے کہا کہ ''عبادت گاہوں میں جو اس قسم کی حرکت کرتے ہیں اُن کو کڑی سے کڑی سزا دینی چاہیئے۔'' مخالف وکیل نے کڑک کر پوچھا۔ ''کیا تمہارے پاس اِن سوالوں کا کوئی جواب ہے........؟''

''ہاں جج صاحب...... ہاں..........میرے پاس سوال بھی ہیں اور جواب بھی.........'' لڑکے نے اعتماد سے کہا۔ ''............میں پوچھتا ہوں مذہب کے ان ٹھیکداروں سے.........یہ مندر یا مسجد یا گوردوارے کس لئے بنائے گئے کہ ان میں عبادت کی جا سکے۔ انسان برے کاموں کو نہ کرے اور نیک راہ، نیک اعمال اور نیک افعال اختیار کرے.......نہ کہ ان عبادت گاہوں میں غلط کام ہوں۔ ان عبادت گاہوں میں جا کر انسان اپنی اصلی منزل سے بھٹک جائے۔ میں نہیں مانتا ان عبادت گاہوں کو جو مذہب انسان کو انسان سے الگ کر دیتے ہیں۔ انسان اور انسان کے درمیان نفرت کے بیج بوتے ہیں۔ میں نہیں مانتا ہوں ایسی عبادت گاہوں کو جہاں انسان ہی انسان کو قتل کرنے کے منصوبے بناتا رہتا ہے۔ میں نہیں مانتا ان عبادت گاہوں کو جہاں بیٹھ کر میرے دیش کے بٹوارے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ میں نہیں مانتا اب عبادت گاہوں کو..........''

''آرڈر......آرڈر......آرڈر......ایک معمولی چور اِتنا بڑا فلسفہ کیسے جھاڑ سکتا ہے۔ ایک چور حب الوطنی کا راگ الاپے.....یہ کیسے ہو سکتا ہے۔'' بے ساختہ جج

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

صاحب کے منہ سے کلمات نکل گئے۔ ''ہوسکتا ہے جج صاحب......''میں اس کی بات کو واضح کرنے کھڑا ہو گیا۔ ''کاش آپ اس نوجوان کو جانتے..........جج صاحب آپ نے ہرنام سنگھ تومر کا نام سنا ہے......؟''

''ہاں ہاں.........سُنا ہے......کیوں نہیں۔ کتابوں میں بھی پڑھا ہے۔''

جج صاحب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وثوق سے کہا۔''.........تو یہ نوجوان اُنہیں کے خاندان کا چشم چراغ ہے جس خاندان کو ہر دور کی حکومت نے کچلا ہے۔ یہ نوجوان ہرنام سنگھ تومر کا پوتا ہے جس کے نام سے انگریز تھر تھر کانپتے تھے۔ یہ نوجوان امر سنگھ تومر کا بیٹا ہے جو ۱۹۷۱ء کی جنگ میں دیش کے کام آچکا ہے۔ جس کو کسی اعزاز سے نوازنا چاہئے تھا.........وہ معمولی چوری کے الزام میں عدالت کے کٹھرے میں کھڑا عدالت سے انصاف کی بھیک مانگ رہا ہے..........''

''..........جج صاحب اگر آج وہ زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ اُن کی اولاد کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے........جنہوں نے اپنے خاندان دیش کی آبرو کی خاطر بلی چڑھا دیے.......جن مہان ہستیوں نے دیش کے چپہ چپہ کیلئے جانیں قربان کر دیں.......دیکھ لو............ہرنام سنگھ تومر یہی صلہ ملا ہے تم کو تمہاری قربانی کا.........جج صاحب میں ان سماج کے ٹھیکیداروں سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہئے ایک پجاری میں.........؟''

''بھگوان کی پوجا کرنے والے انسان نیک ہونے چاہئیں.....''

جیوری میں بیٹھے ایک نوجوان نے بھی جذبات میں آکر کہا۔ ''تو کیا یہ اپنی مذہبی کتاب پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ اُنھوں نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا؟ کبھی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جھوٹ نہیں بولا؟ قطعی نہیں ہرگز نہیں۔" دُوسرا نوجوان بولا۔ "جج صاحب اِس نوجوان نے اپنی بیمار ماں کی دوائی کیلئے، جب کہیں سے کچھ مدد نہ ملی اور نہ ہی مزدوری تو مجبوراً بھگوان کے چرنوں سے یہ کہہ کر صرف "پہلی بار یہ پیسے اُٹھا رہا ہوں۔ اپنی ماں کی دوا کیلئے ضروری ہے۔ جوں ہی مجھے کہیں کام ملے گا میں یہ امانت لوٹا دوں گا یہ میرا وعدہ ہے۔" تیسرے نوجوان نے کہا۔ "اس نے دس روپے کا نوٹ ہی اُٹھایا تو یہ چور ہو گیا۔ مگر وہ لوگ جو عبادت گاہوں کو ہڑپ کر گئے..... جنہوں نے دیش کو لوٹ کر کھایا ہے...... وہ سادھو ہو گئے...... وہ مہان نیتا ہو گئے...... اُن کے گلے میں پھولوں کے ہار ہیں اور اس حب الوطن کیلئے یہ کٹہرا........." عدالت میں جیوری سے آوازیں بلند ہوئیں۔

"اِنصاف.......... اِنصاف.......... اِنصاف.........."

"آرڈر.......... آرڈر.........." جج صاحب نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ "عدالت جیوری کے فیصلے کا احترام کرتی ہے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ جوگندر سنگھ تومر نے مندر سے دس روپے کا نوٹ چرایا ہے۔ یہ چوری چونکہ نیتاً نہیں مجبوری کی وجہ سے کی گئی ہے اور اپنی ماں کی دوا کیلئے کی گئی۔ اور بھگوان کے سامنے کیا وعدہ یاد دلاتا ہے کہ یوں ہی اِسے کہیں کام دھندہ مل جائے گا تو فوراً ہی نوٹ واپس بھگوان کے چرنوں میں رکھ دے گا مگر جرم چھوٹا ہو یا بڑا جرم آخر جرم ہے۔ پھر بھی نوجوان کی ایمانداری اور مستقبل کو دھیان میں رکھتے ہوئے اور جیوری کی سفارشات کی بناء پر جوگندر سنگھ تومر ولد امر سنگھ تومر کو عدالت باعزت بری کرتی ہے۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کرفیو

’’آج کل تو سب کے وارے نیارے ہیں۔‘‘ پیارے لال نے سگریٹ کا دُھواں اُگلتے ہوئے کہا۔

’’سب کے وارے نیارے.......‘‘

’’ہاں....؟‘‘ کشور نے چائے کے کپ سے چسکی لینے کے بعد کہا۔

’’ارے بھائی اِس دور میں تو بس دھنوان بلوان ہو رہے ہیں یا پھر سیاست دان ہی آج کل فیضیاب ہو رہے ہیں۔‘‘ اتنا کہنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا اور دیوار پر ٹنگی ہوئی عورت کی نیم عریاں تصویر دیکھنے لگا۔

’’کچھ بھی تو نہیں بدلا۔ کچھ بھی تو کہیں سدھار نہیں ہوا ہے۔ بلکہ سماج کی خامیوں میں دن بدن اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ دیکھ لو سماج میں عورت کی کیا حالت ہے آج بھی ہلاکو اور چنگیز خاں کے دور میں رہ رہی ہے۔ میں تو کہتا ہوں اس سے بھی بدتر۔ اور ایک بات اور ہے‘‘ پیارے لعل صوفے کی بیک سے الگ ہوتے ہوئے بولا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''عورت خود ہی اِس کی ذمہ دار ہے۔اب وہ پر میراؤں کو لانگ چکی ہے اور پیسے کی دوڑ جیتنے کیلئے بازار میں ننگی آ گئی ہے۔ فلموں میں دیکھو اب کیا ہو رہا ہے۔اب والدین فیملی میں بیٹھ کر فلم نہیں دیکھ سکتے۔''

''کل پناں بوائی کی آنکھ میں کرکٹ کی بال لگنے سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔'' بینا نے چائے کی پیالیاں میز پر دھرتے ہوئے کہا۔اس کی چیخ وپکار نے کسی پر کوئی اثر نہیں کیا بلکہ گلی میں کرکٹ کھیلنے والوں نے سیٹیاں بجانا شروع کر دیں۔

''کیسا زمانہ آ گیا ہے........ کسی کو کسی کی تکلیف کی پروا نہیں۔'' بینا بھی زمانے کو کوس رہی تھی۔

''اب ہم آزاد ہیں...... بولیئے جناب......'' کمل کشور نے طنز لگائی۔

''آزادی؟ یہ کیسی آزادی ہے؟ کیا گلی کوچوں میں کرکٹ کھیلنا آزادی ہے؟'' وہ پھر کسی سوچ میں پڑ گئی اور ساڑھی کے پلو کو اُنگلیوں پر لپیٹنے ادھیڑنے لگی اور جذبات میں آ کر بولی۔''آزادی کا مطلب تو ہے کہ ہم اپنے دیش کو اپنی مرضی سے ترقی کی راہ پر چلائیں۔کوئی کسی پر تشدد نہ کرے۔دیش کی ترقی میں سب کا یکساں رول ہو۔'' اتنا کہہ کر بینا خاموش ہوگئی۔

''......اور یہاں ہمارے دیش میں آزادی کے معنی ہیں، تخریب کاری رشوت خوری، غنڈہ گردی.....'' کمل کشور نے گہری سانس چھوڑتے ہوئے کہا اور بات کو جاری رکھنے کی غرض سے پھر بولا۔''دیش کے تئیں اپنے فرض کو بھول کر ہر بُرا آدمی نیتا بن گیا اور بُرا نیتا وزیر اعظم بننا چاہتا ہے.........''

''......بازاروں کی حالت دیکھو، فٹ پاتھ پیدل چلنے والو کیلئے بنے ہیں

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

لیکن دکانداروں کی وراثت بن گئے ہیں اور مویشی سڑکوں پر ایسے پھیلے ہوئے ہیں جیسے جنگل کی کوئی چراگاہیں ہوں۔ جنگل راج ہے بالکل جنگل راج... میں تو اس سسٹم سے تنگ آچکا ہوں۔" پیارے لال نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"لوگ اپنے حق حقوق سے تو بھلی بھانتی واقف ہیں مگر فرض کے باب کو نہیں پڑھتے۔ دُوسرے کو خاطر میں کون لاتا ہے۔ آج کل سب کو اپنی اپنی پڑی ہے۔"

"لاٹھی اور تلوار کا دبدبہ آج بھی ہے۔ بزرگوں سے سنا ہے چور اور بدمعاش کسی کسی علاقے میں ہوتے تھے۔ لوگ ان سے نفرت کرتے تھے۔ مگر آج تو گھر گھر میں چور اور بدمعاش دندناتے پھرتے ہیں۔ بدمعاشی تو جیسے کوئی ڈگری ہو کہ سگا نے اِتنے قتل کیئے، اِتنی دُکانیں لوٹیں اور اِتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کی۔ آجکل تو اس کے انڈر بیسوں لڑکے کام کرتے ہیں۔ کسی کی کیا مجال ہے جو محلے میں باہر سے آکر یہاں بدمعاشی کر جائے۔ وہ کسی کو زندہ نہیں جانے دیتا۔ کہتے ہیں کل دھنی رام ہنس ہنس کر فخر سے سگا کی ان ڈگریوں کا بیان کر رہا تھا کہ وہ ہر دوکاندار سے پچاس روپے پھیروتی مانگتا ہے۔ جگا سنگھ کو ایم ایل اے کی پشت پناہی حاصل ہے۔ وہ اس کو کبھی جیل نہیں جانے دیتا......"

تینوں زمانے کے آزاروں سے پریشان محوِ گفتگو تھے۔ باہر شاید پولیس جیپ اسپیکر کے ذریعے اناؤنس کر رہی تھی۔ تینوں کان لگا کر سن رہے تھے۔ "کرفیو میں تین گھنٹوں کی ڈھیل دی جا رہی ہے۔ اپنی ضروریات کی چیزیں خرید لیں......"

"تین گھنٹے میں بھی بھلا کچھ خریدا جا سکتا ہے؟" پانچ دِن کے بعد کرفیو میں ڈھیل ملی تھی۔ تینوں باتوں کا سلسلہ اُدھورا چھوڑ کر بازار جانے کا پروگرام بنانے لگے۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کشور کو بینا نے ضروریات کی چیزوں کی لمبی چوڑی فہرست تھما دی اور یہی حالت پیارے لعل کی بھی تھی۔ منگو کریانے کی دکان دیکھتے ہی دیکھتے بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔ لوگ بھاگ رہے تھے۔ ہر کسی کو جلدی تھی۔

اِتنے میں پولیس کے دو سپاہی وہاں پہنچ گئے۔ ''قطار بناؤ..... چلو قطار بناؤ.. باری باری سامان خریدو۔'' دکان گلی کے ایک سرے پر تھی لیکن قطار شیطان کی آنت کی طرح لمبی ہوتی جا رہی تھی اور کشور کے دروازے تک پہنچ گئی تھی۔ دھیرے دھیرے لوگ آگے سرک رہے تھے۔ کچھ لوگ پولیس کے ڈر سے قطار میں کھڑے تھے مگر چالاک اور آنکھ دکھانے والے طاقت ور یا پھر منگو کی جان پہچان کے لوگ اپنا سامان لے کے جا رہے تھے۔ کشور کمار ابھی اپنی جگہ سے دس قدم ہی بڑھا ہوگا کہ پیارے لعل اپنا سامان لے کر جا بھی چکا تھا۔ اُس نے محسوس کیا وہ اس سے نظر ملائے بغیر ہی نکل گیا تھا۔ کشور ایک معمولی مدرّس تھا اور پیارے لعل ریونیو میں معمولی کلرک، جس کے ساتھ منگو کو ہمیشہ کوئی نہ کوئی کام پڑا ہی رہتا۔ بڑی مشکل سے کشور کمار دکان کے قریب پہنچا ہی تھا کہ جیپ کا سائرن سنائی دیا۔ تب منگو نے شٹر گرا دیا۔ ''جاؤ بھئی اپنے اپنے گھروں کو، کرفیو پھر نافذ ہو گیا ہے۔'' کمل کشور منہ لٹکائے گھر آ گیا اور اب وہ پیارے لال کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک آواز نے اسے جھنجھوڑا۔

''آپ زندگی میں کچھ نہیں کر پائیں گے۔''

''میں کچھ نہیں کر پاؤں گا۔ تم سچ کہتی ہو بینا میں کچھ بھی نہیں کر پاؤں گا۔ کیونکہ میں ایک ایسے ڈیپارٹمنٹ میں ہوں جو کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے۔ تبھی تو بھائی بہن دوست اور دُوسرے رشتہ داروں میں میری اہمیت نہ کے برابر ہے اور میرے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ساتھ سادہ سادہ اثر رسوخ رکھتے اور چھوڑ چکے ہیں مگر دُوسرے لوگ زمانہ سازی کی بدولت زمانے کے ساتھ ساتھ بھاگ رہے ہیں۔''

''آپ بھی دوڑیئے زمانے کے ساتھ ساتھ......آپ کیوں پیچھے ہیں۔ ایشور نے سب کچھ ہی دیا ہوا ہے۔'' بینا نے طنزاً کہا۔

''اُوں ہوں.........بینا زمانے کی اِس تیز رفتار کے ساتھ دوڑنے کیلئے پاؤں میں چاندی کے جوتے چاہئیں۔ وہ ہمارے پاس ہیں نہیں۔ زمانہ دو ہی آدمیوں کا ساتھ دیتا ہے۔ ایک اُس کا جو کسی کا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ دُوسرا جو کسی کا کچھ سنوار سکتا ہے اور میں دونوں میں سے ایک بھی نہیں کر سکتا۔'' دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سن کر دونوں آہٹ سننے لگے۔ آواز تیزی کے ساتھ آنے لگی۔ کوئی ساتھی پکار رہا تھا۔

''کشور جی دروازہ کھولو........دروازہ کھولو.........'' کشور دروازے کی طرف لپکا۔

''کون.........؟'' کشور نے دریافت کیا۔

''میں ہوں ہنس راج۔'' باہر سے آواز آئی۔ دروازہ کھلنے پر ہنس راج خالی ٹوکری لئے اندر گھسا اور سانکل چڑھا دی۔ وہ بہت گھبرایا ہوا تھا۔

''کیا بات ہے؟ اِتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو.......؟'' کشور نے دریافت کیا۔

''کیسا زمانہ آگیا ہے؟ گلی کے لڑکوں نے میری سبزی بھی لوٹ لی۔''

''کون لوگ تھے وہ۔'' بینا نے تشویش کا اِظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

''وہی محلے کے مشٹنڈے اور کون۔ تو پولیس کو شکایت کی ہوتی۔'' بینا نے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

مشورہ دیا۔

''پولیس کے رُوبروہی تو سب کچھ ہوا ہے اور پولیس والے تو اُلٹا مجھ پر ہی برس پڑے۔ اِدھر کرفیو ہے اور تم سبزی بیچ کر قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہو۔ بھاگ یہاں سے نہیں تو حوالات میں بند کردیں گے۔ تم نہیں جانتے کرفیو کی خلاف ورزی کرنے والے کو سیدھا گولی مارنے کا حکم ہے۔ چل دفع ہو جا........ میرے ساتھ یہ حرکت کرنے کے بعد وہ لڑکے قہقہے لگاتے ہوئے پولیس والوں کے ساتھ کمپنی باغ کی طرف چلے گئے تھے............''

''تو کیا کرفیو میں اُن لوگوں کو گھومنے کی چھوٹ ہوتی ہے؟'' بینا نے معصومیت سے پوچھا۔

''کیسی بھولی باتیں کرتی ہو۔ کرفیو تو عام جنتا اور شریف لوگوں کیلیئے ہے۔ ہمارے دیش میں ہر قانون عام اور شریف آدمی کیلیئے ہے جو لوگ قانون کا احترام کرتے ہیں...... جو انہیں توڑتا ہے بھارتیہ قانون اس کی عزت کرتا ہے۔ یہ غنڈہ گردی، چوری اور سینہ زوری غلط نظام کی پیداوار ہیں کیونکہ قانون داں بھی تو ایسے ہی زُمرے سے آئے ہوتے ہیں۔ اور وہ وہی قانون بنائیں گے جو اُن کی سیاست کے حق میں ہو۔'' کشور نظام کی بدحالی پر آنسو بہا رہا تھا۔ ''ہاں کشور جی اب تو حکومت برائے نام ہے۔ کوئی قانون یا ضابطہ نہیں ہے...... اندھر نگری چوپٹ راجا......''

ہنس راج نے کشور کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ''عام آدمی کی حالت تو ویسی کی ویسی ہے۔ اس کیلیئے گورے گئے اور کالے آ گئے........ لیکن گوروں کے زمانے میں اتنی اندھیر گردی نہ تھی۔ یہ حالات سدھرنے والے نہیں ہیں........

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کبھی کبھی تو آدمی سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آخر اس دیش کا ہو گا کیا........"

"اگر یہی حالت رہی تو وہ دِن دُور نہیں جب ہم پھر غلام ہو جائیں گے اور پھر کبھی آزاد نہیں ہو پائیں گے۔ ریولیوشن قربانی مانگتا ہے مگر قربانی دینے کا جذبہ جن لوگوں میں تھا وہ لوگ اب پیدا نہیں ہونگے۔ کیونکہ انگریزوں سے چھٹکارہ پانے کے بعد خود غرضی کی سیاست ہم پر غالب ہو چکی ہے۔ سیاست اب بیوپار بن گئی۔ سیاست دان دھن دولت، شراب، ریگنگ، بوتھ کیپچر نگ، گولی بندوق کی نوک پر ووٹ اینٹھ لیتے ہیں۔ مذہبی رنگ کی بنیاد پر لاکھوں لگاتے ہیں اور کروڑوں کماتے ہیں۔ جب دیش پر بگڑے ہوئے لوگوں کا قبضہ ہے تو دیش کیسے سدھرے گا۔ ہم اپنی قدروں کو بھول چکے ہیں........" بینا یہ کہہ کر رسوئی کو جانے لگی۔ یہاں بجلی کے ہیڈ پر پریشر کوکر سیٹیوں پر سیٹیاں بجا رہا تھا۔

"۴۷ کا زمانہ مجھے یاد ہے کشور! جلوس نکلتے تھے۔ لوگ نعرے لگاتے ہوئے گلیوں کوچوں سے گزرتے تھے۔ پولیس گلیوں میں آتی تو عورتیں چھت سے اُبلتا ہوا پانی پھینک دیتیں۔ ایک بار کالج کی دو مسلم لڑکیاں کرفیو میں پھنس گئیں۔ پولیس اُن کا تعاقب کر رہی تھی۔ بات ہی بات میں سینکڑوں لوگ اکٹھے ہو گئے اور پولیس پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ پولیس نے فائرنگ بھی شروع کی مگر لڑکیوں کو تین دن اپنے گھر میں رکھا اور اُن کے گھر اطلاع بھی کر دی کہ فکر نہ کریں۔" ہنس راج نے چائے پینے کے دوران کہا۔

"..........اُن دِنوں ہندو مسلمان یا سکھ کا سوال نہ تھا۔ بس آزادی تھی......اور مکمل آزادی کی بھاری قیمت چکانی پڑی۔ حکومت نے ملک بھر سے جب

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

دو دن کے بعد کرفیو مکمل طور سے ہٹا لیا اور زِندگی معمول پر آنے لگی تو شہر کی سڑکوں پر دھیرے دھیرے زِندگی پنپنے لگی تھی اور کئی دِنوں سے چھپے ہوئے سیکولرازم کے کبوتروں نے غٹرگوں بولنا شروع کر دیا..........''

.........وہ علاقے جہاں کوئی واردات نہ ہوئی تھی وہاں Peace March نکالے گئے۔ ایک فرقے کے لوگوں نے قومی یک جہتی کے نعرے لگائے اور امن بحالی پر بھاشن دیئے۔ سیکولر اِزم کی بحالی اور برقراری پر زور دیا۔ سڑک پر کوئی کہہ رہا تھا.......مختیار حسین نے دین دیال کی کریانے کی دُکان لوٹ لی ہے اور اس لوٹ میں سب اکثریتی فرقہ کے لوگ شامل ہیں......ایسا پروپگنڈا ہو رہا تھا مگر اس لوٹ میں اقلیتی فرقہ کے افراد پیش پیش تھے۔ جس کا زندہ ثبوت ملاحظ فرمائیں........ڈالڈہ گھی کے پانچ پانچ کلو کے دوڈبے کمل کشور بھی اُٹھا لایا تھا اور پیارے لال ایک توڑا کھانڈ اور پانچ پانچ کلو ڈالڈہ کے دوڈبے.......

''کیا سرکار مفت میں بانٹ رہی ہے؟'' بینا نے تعجب سے پوچھا۔

''سرکار نہیں بانٹ رہی بلکہ دین دیال کی دکان لٹ رہی ہے۔'' کمل کشور نے سرگوشیانہ جواب دیا۔ بینا نے ڈبے اُٹھا کر فوراً سٹور میں رکھ دیئے۔

''کیا پولیس نہیں تھی وہاں؟'' بینا نے سٹور کو تالا لگاتے ہوئے پوچھا۔

''تھی....مگر پولیس نے کچھ نہیں کیا کیونکہ سب ہی کچھ نہ کچھ اُٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ پولیس والے بھی۔''

''ہائے رام ایسا انرتھ.......باڑھ ہی کھیت کو کھا رہی ہے۔''

یہ بات ٹھنڈی پڑ گئی۔ ہفتے کے بعد پولیس نے چھاپے مارے۔ سب کے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

گھروں سے لوٹ مار کا سامان برآمد ہوا۔ کمل کشور اور پیارے لال بھی معافیِ عام میں چھوٹ کر گھر آئے ہیں۔ پولیس کے وارے نیارے ہوئے۔ بدلے میں ہندوؤں نے سلطان کا شراب خانہ جلا دیا جس میں ہزاروں کا گڑ، برتن اور استعمال کی چیزیں جل گئیں۔ پوچھ تاچھ کے دوران کچھ لڑکوں کو حراست میں لیا گیا جس میں چندو جھیر اور اس کا بیٹا گیتا رام، گنگو نائی، پیسی، طوطو اور بلو وغیرہ تھے۔ یہ سماج میں پچھڑے طبقے سے تعلق رکھتے تھے اور جو شہر کے معزز اور نامی آدمیوں کے پاس بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔ ہارے ہوئے ممبر اسمبلی دُرگا داس، جنہیں ایک شریف آدمی ہونے کی وجہ سے ووٹ نہ دے کر ہرا دیا گیا تھا، پھر بھی لوگوں کی مدد کیلئے تھانے چلے گئے اور معافیِ عام کے لئے 500 روپے فی فرد کے حساب سے سودا پکا ہو گیا۔

دُوسرے دِن سلطان کے آدمی ایک ہندو لڑکی کو اُٹھا کر گھر لے گئے۔ دُوسرے دِن اس کی لاش نالے کے پانی میں ملی۔ پولیس نے غنڈوں کا پیچھا کیا مگر بھاگ گئے.........لوگ کہتے ہیں بھگا دیئے گئے۔

اصل بات کا تو کسی کو بھی علم نہیں تھا کہ یہ دونوں وارداتیں کرفیو کے خاتمہ کے بعد جان بوجھ کر اعلیٰ حکام کے ایما پر کروائی گئیں تھیں تا کہ حالات مزید خراب ہوں، فسادات وغیرہ ہوں اور یہاں دوبارہ کرفیو نافذ کرنے کی نوبت آجائے۔ اور پھر جس طرح سے شریف لوگوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔

ہنس راج کسی کی غزل کے چند اشعار گنگنا رہا تھا.........

یہ چمن سب کا چمن ہے یہ وطن ہم سب کا ہے
یہ ہے تو خوشحال ہم سب یہ چمن ہم سب کا ہے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

یہ ہمالہ کھیت کھلیان اور دریا برف کے
یہ نظارہ تا اُفق گنگ و جمن ہم سب کا ہے

شُور ویرو اُٹھ پڑو ترنگا آسماں پہ دو اُچھال
ساتھ شاکر کے شہیدوں پہ نمن ہم سب کا ہے

یہ حسین گلشن ہمارا ہم سے اسی کی رونقیں
آؤ مل کر سب کریں سجدہ وطن ہم سب کا ہے

کیوں جلائیں نفرتوں کی اندھیریوں کے ہم چراغ
امن کے ہم ہیں پجاری یہ وطن ہم سب کا ہے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

تِنکوں کا محل

کڑاکے کی سردی پڑ رہی تھی۔ تین دِن سے لگاتار موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اور بہت سے لوگ مزدوری کرنے بھی نہ جا سکے تھے۔ گھروں میں اِناج کا ایک دانہ بھی نہ تھا۔ جلانے کیلئے لکڑی اور پشوؤں کی گھاس تک سے لوگ محروم ہو گئے تھے۔ بساکھی نے ٹاٹ کا بورا جو اکثر بارش میں برساتی کا کام دیتا تھا' جھاڑ کر جھونپڑے کے کھونٹے کے ساتھ لٹکا دیا اور ہاتھوں کو گرم کرنے کیلئے آپس میں رگڑتا ہوا بولا۔

''اُف کیا سردی پڑ رہی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو دُنیا میں غریبوں کا کیا ہوگا؟'' وہ کھڑے کھڑے ہی انگیٹھی میں جلتی ہوئی آگ سے اپنے ہاتھ پاؤں سینکنے لگا۔ اس کی بیوی چولہے پر روٹیاں سینکتی ہوئی بولی۔ ''نہ جانے کیا ہونے والا ہے۔ گھروں کی چھتیں ٹپکنے لگی ہیں۔ کھانا پکانے کی جگہ تک نہیں۔ بہت بری حالت ہے۔'' بساکھی نے اپنے گھاس پھوس کے جھونپڑے کی چھت کی طرف دیکھا اور بولا۔ ''تم تو کہتی ہو یہ جھونپڑا ہٹا کر نیا مکان بنالو۔ جیسے باقی لوگوں کے مکان ہیں۔ دیکھ لو ہمارا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

شیش محل کبھی نہیں ٹپکتا۔ بڑی بڑی حویلیوں کو مات کرتا ہے۔'' اُس نے ہوا میں ہاتھ میں ہاتھ لہرایا۔ ''بس آ گئے نا اُسی بات پر...... پھر جھگڑا شروع ہو جائیگا۔ کیا دُوسروں کے شاندار مکان دیکھ کر تمہیں کبھی خیال نہیں آتا کہ ہم اس یگ میں بھی گھاس پھوس کی جھونپڑی میں رہ رہے ہیں...... جب کوئی میرے گھر آتا ہے تو مجھے کتنی شرم آتی ہے کہ ہمارے گھر دیکھ کر کیا سوچے گا۔ جانتے ہو کنتی بوا کیا کہہ رہی تھی......؟''

''کیا کہہ رہی تھی......؟''

''تمہارا نام لے کر کہہ رہی تھی کہ فلانا اتنا کام کرتا ہے تو کیا وہ اچھا سا مکان نہیں بنا سکتا۔''

''ہاں بنوا تو سکتا ہوں......'' وہ چپ ہو گیا۔

اُس کے دِل پر درد کا غبار سا چھا گیا۔ وہ جھونپڑے کی چھت کی طرف دیکھنے لگا۔ بیوی اُس کے دُکھ کو بہتر سمجھتی تھی۔ اُس کی نظریں بساکھی کی جھریوں سے بھرے چہرے پر رُک گئیں۔ جس پر درد و غم کے آثار صاف طور پر نمایاں تھے۔ اُس نے باتوں کا رُخ بدلتے ہوئے کہا۔ ''روٹی تیار ہے...... لے آؤں؟''

''ہاں لے آؤ......'' بساکھی نے ڈوبی ہوئی آواز میں مختصراً کہا۔ بیوی نے ہاتھ دھونے کیلئے لوٹے میں پانی دیا۔ کٹورے میں چھاچھ، آچار، مرچ نمک کی چٹنی اور مکی کی روٹی پر مکھن کا پیڑا رکھ دیا۔ دُوسرے جھونپڑے میں بندھی ہوئی بکریاں منمنا رہی تھیں۔

''کیا اُنہیں گھاس نہیں ڈالی......؟'' بساکھی نے لقمہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔ ''ڈالتی کہاں سے......؟ گھاس تو ہے ہی نہیں...... بارش میں گھاس کاٹی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

نہیں جاتی......'' بیوی نے مجبوری ظاہر کی۔ ''.........بیل اور گائیں بھی بھوکی ہیں اُنہیں بھی کھانے کو کچھ نہیں ملا۔ غضب کا مینہ ہے رُکنے کا نام ہی نہیں لیتا۔'' بساکھی کی بیوی فکر مند ہوگئی۔ کھانے سے فارغ ہو کر اُس نے ٹاٹ سے بنایا ہُوا اپنا برساتی کوٹ سر پر رکھا اور درانتی لے کر کھیت سے ہری ہری مکی کاٹ لایا جسے بھوکوں مویشیوں نے آدھے گھنٹے میں چٹ کر دیا۔ اور اطمینان سے جگالی کرنے میں مصروف ہو گئے۔ رات ہو چکی تھی۔ بیوی نے حسبِ معمول بستر لگائے۔ بساکھی اپنا حقہ گڑگڑاتا ہوا بستر پر لیٹ گیا۔ کچھ دیر کے بعد بیوی کو نیند آگئی اور بساکھی کروٹیں بدلتا رہا۔ نہ جانے اُسے نیند کیوں نہیں آرہی تھی۔ اسے طرح طرح کے خیال آرہے تھے۔ وہ کبھی پڑوسیوں کے بارے میں سوچتا۔ کبھی بارش، کبھی بیوی کے بارے میں۔ تبھی دل کے کسی گوشہ سے گم گشتہ زمانے کی یادوں نے سر اُبھارنا شروع کیا۔ وہ ماضی کی بھول بھلیوں میں کھو گیا تھا.........ماں باپ، دونوں بھائی اور ایک بہنوئی تو گوروں کے کام آچکے تھے اور بہن ابھی زندہ تھی اور وہ بھی کوسوں دور سسرال میں رہتی ہے۔ ماں کی نصیحتیں، باپ کی ڈپٹ، اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑکپن کی شرارتیں، خربوزے چُرانا اور باپ کی پٹائی۔ پاس کے گاؤں میں ایک پاگل سے چھیڑ خانی، سنتو کے ساتھ پیار کی پینگیں بڑھانا، سنتو کی ماں کی گالیاں، سنتو کے بھائیوں کا لاٹھی لے کر مارنے آنا، پھر پروہت کا سگائی پکی کرنا، دنگے فسادوں کے ڈر سے باپ کا گاؤں سے شہر پھوپھی کے گھر بھگا دینا، یہ ساری باتیں اُسے یاد آرہی تھیں۔ شہر جا کر اس نے کسی سیٹھ کے ہاں نوکری کرلی تھی۔ پھر وہ باپ کو شہر سے اچھی خاصی رقم بھیجنے لگا۔ ماں بھائیوں اور بہن کیلئے کپڑے جوتے اور کھانے کی چیزیں بھیجنے لگا۔ جو گاؤں میں نہیں ملتی تھیں۔ انہیں دنوں

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

دکان پر آنے والے ایک انگریز سے جان پہچان ہوگئی۔ جو انگریزی فوج کا اعلیٰ افسر تھا۔ اُسی کی سفارش سے اس نے اپنے دونوں بھائیوں کو فوج میں بھرتی کروا دیا۔ گھر کی آمدنی میں اب کافی اضافہ ہوگیا۔ باپ نے نئے مکان کی تعمیر کیلئے پیسے اکٹھے کر لئے تھے۔ بہار کا موسم آنے والا تھا۔ باپ نے بساکھی اور دوسرے دونوں بیٹوں کو گھر آنے کے لئے لکھ بھیجا تھا۔ تینوں بھائیوں اور باپ نے مل کر گاؤں والوں کی مدد سے ایک خوبصورت مکان تعمیر کروایا۔ اُن دنوں دوسری جنگِ عظیم جاری تھی۔ ایک دن گھر میں کہرام سا مچ گیا۔ فوج سے دونوں بھائیوں کے بستر آگئے۔ گھوڑوں پر سوار انگریز افسروں کے ساتھ دیسی سپاہی بھی تھے۔ باپو اور ماں کو محلے کے لوگ دلاسے کے سوا اور کیا دے سکتے تھے۔ انگریزی افسروں نے باپو کو کچھ رقم دی اور صبر کرنے کو کہا۔ ماں اور باپو دونوں بیٹوں کی موت کا صدمہ برداشت نہ کر سکے۔ اُنہوں نے رو رو کر آنکھیں کھو دیں اور باپو چند دنوں کے بعد ہی گزر گئے........بہن کی شادی ہو چکی تھی۔ گھر سنتو اور بساکھی کو کھانے کو دوڑتا تھا۔ ہر طرف سناٹا چھایا رہتا۔ نیند گویا کئی سالوں سے رُوٹھ گئی ہو...........

"تم ابھی تک سوئے نہیں.........؟" سنتو نیند میں بڑبڑا رہی تھی۔

"آج نیند نہیں آرہی۔ نہ جانے کیا بات ہے۔" اُس نے فکرمندانہ انداز میں کہا تو بیوی بھی جاگ گئی اور اس کی فکر میں شامل ہوگئی۔ "ایک بات کہوں؟"

"کیا......؟"

"کیوں نہ ہم بوا کے لڑکے کو گود لے لیں، بڑھاپے کیلئے سہارا تو چاہئے۔"

"نہیں سنتو نہیں..... ہم بہت بدنصیب ہیں۔ اگر ہماری قسمت میں لڑکا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہوتا تو ہمارا رتی رام ہی کیوں مرتا۔ اور جانتی ہو جو بات ہمارے رتی رام میں تھی نا وہ کسی میں نہیں ہو سکتی۔ رتی رام کا بدل کوئی نہیں ہو سکتا۔'' اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اُس نے کروٹ بدل لی۔ پھر بادل گرجے اور بجلی کڑکنے کی آواز کے ساتھ تیز چمک دکھائی دی اور پانی پھر زوروں سے برسنے لگا۔ ''بھگوان نہ جانے کیا پرلیہ ہونے والی ہے........'' بیوی نے کہا۔ ''........ایسا انرتھ تو کبھی نہیں ہوا ہے کہ اِتنا برسے کہ آسمان ٹوٹ پڑے........''

''نہیں میں نے اپنی زِندگی میں نہ ایسا دیکھا نہ سنا......'' بساکھی نے بتایا۔

''جانتے ہو پنڈت کیا کہہ رہا تھا......؟''

''کیا کہہ رہا تھا......؟''

''..........یہی کہ بارش پانچ دن اور رہے گی.........کہہ رہا تھا کہ گرہوں کے یوگ ہی ایسے ہیں۔''

''پگلا ہے جھوٹا کہیں کا......ہوں......چور بھی.......یاد ہے تمہیں اُس نے رتی رام کے بارے میں کیا کہا تھا.......کہتا تھا بہت بڑا آدمی بنے گا۔ لمبی عمر ہو گی۔ تابع دار ہو گا.........فرمانبردار ہو گا........خبیث کہیں کا........'' رتی رام کا ذِکر آتے ہی وہ پھر خاموش ہو گیا۔ وہ سوچنے لگا اگر رتی رام زندہ ہوتو یہ گھر کیا ہوتا۔ رتی رام کی زِندگی کی ساری تصویریں اُس کی نگاہوں کے سامنے تھیں..........اگر وہ زندہ ہوتا تو آج ہم دادی دادا ہوتے۔ ہمارا گھر بھی سونہ گ ہوتا......بچوں کی کلکاریوں سے گھر میں رونق ہوتی......یہ گھر ایسا سنسان نہ ہوتا.........

''تمہیں پتہ ہے؟ آج کل دھنیا اور کرمو میں بہت ٹھن رہی ہے۔'' سنتو نے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جمائی لیتے ہوئے کہا۔ بساکھی کے خیالوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ ''وہی کنتا روالی بات نا؟'' بساکھی نے سوال کیا۔ ''ہاں کرمُو کالڑکا موا پچھلے ویروار کی رات کو دھنیا کے پچھواڑے کھڑا تھا۔ اُس کے پیروں کی آہٹ سن کر دھنیا کے دونوں بیٹے لاٹھیاں لے کر اس کے پیچھے لپکے مگر وہ اندھیرے میں ایسا غائب ہوا کہ وہ ڈھونڈتے رہ گئے۔''

اسی اثناء میں بساکھی کو نیند آنے لگی اور وہ خراٹے بھرنے لگا۔ پھر سنتو کو بھی نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ پھر زوروں کی بارش ہونے لگی۔ اولے پڑنے لگے۔ پھر سرد ہواؤں نے اپنا آنچل پھیلائے۔ ہواؤں کی جگہ آندھیوں نے لے لی اور بادل اپنا تسلط کھونے لگے............ اِندر دیوتا نے پون دیو سے ہار مانی اور رتھ کو اندرلوک کی طرف موڑ دیا۔ سہمے سہمے سے بادلوں کے ٹکڑے پہاڑوں کی گود میں سمٹنے لگے۔ سورج نے سر اُبھارنا شروع کیا........ کرنوں کے تیر آسمان کی وسعتوں میں پھیلنے لگے۔ بوڑھے بساکھی نے پھٹے پرانے چیتھڑوں سے منہ نکالا۔ ایک نظر موسم کا جائزہ لیا۔ جُھریوں سے بھری باہوں کو انگڑائی کے لئے پھیلایا۔ بوڑھی ہڈیاں چرمرائیں اور وہ گدڑی سے باہر نکلا۔

بکری رات بھر ممیا ممیا کر خاموش ہوگئی تھی۔ اُس نے دوسرے جھونپڑے میں بندھے مویشیوں کا معائنہ کیا۔ بیل اور گائیں سردی سے ٹھٹھر رہی تھیں۔ بساکھی کو دیکھ کر بکری ایک بار پھر ممیائی۔ جیسے رات بھر بھوکے رہنے کی شکایت کر رہی ہو۔ گائے نے اس کو گھورا اور پھر لمبی سانس چھوڑ دی۔ جیسے انسان کی فطرت پر افسوس ظاہر کر رہی ہو۔ بیلوں کی جوڑی نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ جیسے جانتے ہوں کہ انسان کی فطرت ہے کام نکالو اور چلتے بنو۔ ایک بیل اپنی تھوتھنی دُوسرے بیل کے قریب لے گیا۔ گویا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

سرگوشی میں کچھ کہہ رہا ہو۔ اِتنا کچھ ہم اس احسان فراموش کیلئے کر رہے ہیں مگر یہ تو ہماری خبر تک نہیں لیتا.........اور ابھی ہانکنا شروع کر دے گا چل بیرو چل کالے۔ بساکھی نے اندر رکھی گھاس اُن کے آگے ڈال دی۔ بیرو نے غنیمت جان کر سینگوں پر قبول کی تھی۔ جیسے نہایت ہی شکر گزار ہو اور بیٹھے بیٹھے ہی گھاس پر منہ مارنے لگا۔ اس نے اُٹھنے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔ سورج نکل آیا تھا۔ گنجان درختوں اور جھاڑیوں کے جھنڈ سے جھانکتی ہوئی صاف و شفاف دھوپ بھلی لگ رہی تھی۔ گوالے پشوؤں کو ہانک رہے تھے۔ شوروغل مچ گیا۔ ہر طرف سے گائیں اور بچھڑوں کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ جن کے ساتھ بھیڑ بکریوں کا غول بھی ان میں شامل تھا۔ جیسے سبھی اپنے اپنے ساتھیوں کو پکار رہے ہوں۔ بیرو اور کالا کو بھی کھول دیا گیا۔ دونوں نے دھوپ میں چمڑی کی جُھریوں کو کھولا۔ ایک دوسرے کے جسم کو اپنی کھردری زبانوں سے کنگھی کی۔ ایک دوسرے کو سینگوں کی ٹوہ کراتے ریوڑ میں شامل ہو گئے۔ بساکھی نے بیوی سے کہا "آج موسم بہت اچھا ہے میں جنگل سے کچھ گھاس اور جلانے کیلئے لکڑی بھی لے آؤں گا۔ تم میرے لئے روٹیاں سینک دو۔" اُس نے پوٹلی میں روٹیاں باندھ لی۔ ایک ہلکی سی کھدر کی چادر اوڑھ درانتی ہاتھ میں لے کر جنگل کو روانہ ہوا۔ وہ ہمیشہ اکیلا ہی جایا کرتا تھا۔ ایک دو موڑ مڑنے کے بعد گاؤں اُس کی نظر سے اوجھل ہو گیا۔ تنہا ہونے کی وجہ سے وہ پھر سوچ کے گہرے سمندر میں غوطے کھانے لگا۔ رات بھر اُسے رتی رام کا خیال ستاتا رہا اور اب وہ پھر رتی رام کے خیال میں ڈوبا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اُس کے سامنے رتی رام کی وہ تصویریں ناچنے لگیں جب وہ فوجی وردی پہنے گھر سے الوداع ہونے کیلئے اُس سے اجازت مانگ رہا تھا۔ کبڈی کھیلنے والے گاؤں کے لڑکوں

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

میں رتی رام بجلی کی طرح کوندتا ہوا' اچھلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ گاؤں کے باقی لڑکے اس سے کترا کر دُور بھاگتے تھے۔ بہار کا موسم تھا۔ مقامی کُشتیوں کے مقابلے تھے۔ دُور پہاڑیوں پر روز ڈھول بجتا تھا۔ کُشتیوں کا شوق رکھنے والے چھیلے گبرو جوں مقابلہ جیتنے کیلئے دن بھر مشق میں لگے رہتے۔ ندی کے کنارے جگہ جگہ اکھاڑے بنے ہوئے تھے۔ پہلوانوں اور اکھاڑوں کا چرچا عام تھا۔ باہر سے آنے والے پہلوانوں کی فہرست بنائی جارہی تھی۔ ان کو انعامات کے طور پر دی جانے والی رقم چندہ کے طور پر اکٹھی کی جارہی تھی۔ رتی رام نے سب سے زیادہ چندہ دیا تھا۔ مقامی پہلوانوں میں اُس کا نام سرفہرست تھا۔ طے شدہ دن آ گیا۔ ڈھولوں کی آواز کانوں کے پردے پھاڑے دے رہی تھی۔ تالاب کے پاس والے کھیت کی صفائی کی جارہی تھی۔ وہیں اکھاڑے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ باہر سے آنے والے بہت سے پہلوان رتی رام کے جانے پہچانے تھے۔ اُن میں سے کئی ایک کے ساتھ تو رتی رام نے زور آزمائی بھی کی تھی۔ دو تین پہلوان اُس کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ شاہی کھانا تیار ہوا۔ مہمانوں کو کھلایا گیا۔ دُوسرے روز کُشتیاں ہوئیں۔ رتی رام نے تیسرے نمبر کی کُشتی میں حصہ لیا اور ایک گوجر پہلوان کو لتاڑ دیا۔ گوجر پہلوان اِسے اپنی توہین سمجھ کر غصے سے بھر اُٹھا۔ اُس نے دِل میں بدلہ لینے کی ٹھان لی۔ رتی رام کچھ دنوں کے بعد اپنی نوکری پر حاضر ہوا۔

شاید تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ پھر دیکھتے دیکھتے ہندو مسلم فساد شروع ہوئے۔ ہندو فسادی جتھے مسلمانوں کی جانیں اور جائیداد تباہ کر رہے تھے۔ اور مسلمان فسادی جتھے ہندوؤں کا نام ونشان مٹانے پر تل گئے تھے۔ لوٹ کھسوٹ اور آتش زنی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کی وارداتیں بے تحاشہ ہو رہی تھیں۔ اِنسانیت تو گویا پر لگا کر اُڑ گئی تھی۔ شریف اور غیور ہندو مسلمانوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے اور مسلمان بھی اپنے ہمسایہ ہندوؤں کو دہشت گردوں سے بچانے کی کوشش کرتے۔ اتفاق اور نفاق کا ایک عجیب سا سنگم تھا۔ دونوں قوموں کو ایک جگہ سے دُوسری جگہ ہجرت کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ لوگ گلے ملتے بھی اور ڈرتے بھی کہیں......؟ بساکھی اور سنتو نے اپنی آنکھوں سے اپنے گھر کو آگ کی لپٹوں میں دیکھا۔ گائے بیلوں کی لاشوں کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ کس کو فرصت تھی کہ وہ گائے بیل، جنہوں نے دل و جان سے خدمت کی تھی، اُنہیں بچایا جائے۔ دونوں گلے لپٹ کر روئے۔ سنتو بار بار اپنے جلتے ہوئے گھر کو دیکھتی، کڑھتی، روتی اور خاموش ہو جاتی۔ مگر بساکھی نے ضبط کر لیا اور پھر مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ وہ بڑی مشکل سے ہندو علاقے میں آ گئے۔ یہاں شرناتھیوں کے لئے کیمپ لگائے گئے تھے اور کھانے پینے کا بندوبست بھی تھا۔ بساکھی اور سنتو کو رتی رام کی فکر لگ گئی۔ بساکھی نے یونٹ میں لکھا مگر وہاں سے اُس کی لاپتہ ہونے کی خبر ملی۔ دونوں رونے پیٹنے لگے۔ بساکھی کے دل پر داغ سا لگ گیا۔ اُس نے اپنی زندگی میں سوائے غم کے اور دیکھا بھی کیا تھا۔ تب سے وہ کچھ گم سُم سا رہنے لگا۔ کسی کام میں اُس کا جی نہیں لگتا تھا۔ اسے کچھ زمین الاٹ کروادی گئی جس پر کھیتی کر کے وہ اپنا اور اپنی بیوی کا پیٹ پالتا............

وہ ماضی کے رتھ پر سوار نہ جانے کب گھاس اور لکڑی کاٹنے کے ٹھکانے پر پہنچ گیا۔ ہری اور نرم گھاس کی مہک چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ دُور کہیں پہاڑی سے لوک گیت کا اُنچا سُر اُبھر رہا تھا۔ اُسے بھی اپنی جوانی کے دن یاد آنے لگے۔ جب وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑی گیت گایا کرتا تھا۔ لیکن لگاتار رُونما ہونے والے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

حادثات نے اُس کے دل کی تمام خوشیاں چھین لیں۔ اُس کے لبوں کی مسکراہٹ پر فسادات اور رتی رام کی گُمشدگی نے ایک غضبناک غم کی مہر ثبت کردی تھی۔ اب وہ نہ مسکراتا تھا نہ گاتا تھا۔ سنتو پر نہ خفا ہوتا نہ خوش ہوتا......... گھاس کاٹتے کاٹتے دوپہر ہوگئی۔ اُس نے گھاس کے ڈھیر پر اُچٹتی نظر ڈالی۔ گھاس کافی ہوچکی تھی۔ اب بھوک بھی ستانے لگی تھی۔ اُس نے درانتی کو گھاس کے ڈھیر پر پھینک دیا اور روٹی کی پوٹلی اُٹھا کر ٹھنڈے پانی کے چشمے پر پہنچ گیا۔ اُس نے پانی سے اپنا گلا تر کیا اور پوٹلی کھول مکھن لگی روٹی پیاز اور آچار کے ساتھ کھانے لگا۔ کھانا کھا کر پانی پی کر دھوپ سینکنے کے لئے ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور تمباکو چلم میں بھر کر پینے لگا۔ تمباکو کو پینے کے بعد ہری اور نرم گھاس پر آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا۔ ''آکاش پر بادل چھانے لگے ہیں.....'' اُس کے دل میں خیال آیا اور وہ لکڑی کاٹنے کے لئے چل پڑا۔ لکڑیاں اور گھاس کا گٹھا باندھ وہ دھیرے دھیرے گھر کی جانب چل پڑا۔ راستہ میں دُولو مل گیا جو اُس کا ہم عمر اور پڑوسی تھا۔ دونوں نے ایک دُوسرے کو رام رام کہی اور ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

''بادل پھر چھا گئے''۔ بساکھی نے دُوسرے بوڑھے سے کہا۔

''....... پہلے ہی تین دن کے بعد چھٹے تھے اور آج پھر چھا گئے۔'' دونوں بوڑھے باتیں کرنے لگے۔

''ارے دُولو تمہارے گھر کی کیا حالت ہے۔ چھت ٹپکتی تو نہیں؟''

''ارے بات ہی نہ پوچھو۔ ایسی ٹپکی کہ گھر میں کھانا پکانے کی جگہ نہیں رہی۔ چھت پر جا کر مزید مٹی ڈالنی پڑی۔ گیلی مٹی سے تھوڑا سا ٹپکنا رُکا ضرور۔ اور تمہارے جھونپڑے کی کیا حالت رہی بساکھی؟'' دُولو نے پوچھا۔ بساکھی جھٹ سے بولا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''ارے وہ جھونپڑا نہیں ہے وہ تو محل ہے محل۔ سب کے مکانوں کی چھتیں ٹپکتی ہیں۔ مگر وہ نہیں ٹپکتا...... ارے آؤ ذرا سستا لیں۔'' دونوں نے اپنے اپنے گٹھے اُتار لئے اور سستانے کے لئے بیٹھ گئے تھے۔ بساکھی نے تمباکو کی پوٹلی کھولی اور چلم بھرنے لگا۔ چلم کا ایک کش لگا کر چلم دُولو کی طرف بڑھا دی۔ اُس نے بھی زور زور سے دو تین کش لگائے اور چلم بساکھی کے حوالے کر دی اور کھڑے ہو کر کچھ دیکھنے لگا۔

''کیا دیکھ رہے ہو......؟'' بساکھی نے دریافت کیا۔

''ارے چمن کو دیکھ رہا ہوں...... کہہ رہا تھا...... باپو! میں تمہارے بوجھ بانٹ لوں گا مگر کم بخت ابھی تک نہیں آیا۔'' بساکھی اور دُولو پھر آسمان کی طرف دیکھنے لگے جہاں بادل سمٹ کر اکٹھے ہو رہے تھے۔ اِتنی دیر میں دُور سے کہیں آواز آئی۔

''باپو...... باپو......'' چمن ہانک لگا رہا تھا۔

''لو وہ آگیا چمن......'' دُولو نے خوشی سے کہا۔ ''......بہت فرمانبردار ہے۔ میرے بارے میں بہت سوچتا ہے......'' کہتا ہے'' ......باپو! اب تمہیں کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں بڑا ہو گیا ہوں سارے گھر کا کام کاج سنبھال سکتا ہوں............ تم تو بس آرام کرو۔''

بساکھی کو ایک لمحہ بھر کے لئے ایسا لگا گویا دُولو اُس کے زخموں پر نمک پاشی کر رہا ہو۔ دُولو کے الفاظ اُسے تیر کی طرح چبھ رہے تھے۔ اُسے لگا کوئی اُس کے گھاؤ کرید رہا ہے۔ بساکھی خاموش تھا اور دُولو برابر کہتا رہا۔

''......بس اب فکر ہے تو اُس کی شادی کی۔ کوئی اچھی سی لڑکی مل جائے تو میں اس ذمے داری سے فارغ ہو جاؤں گا۔'' بساکھی کی زبان کند سی ہو گئی تھی۔ اُس

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہونے لگے تھے۔ اُس کو چمن کی جگہ رتی رام کا مسکراتا ہوا چہرا دکھائی دے رہا تھا۔ بساکھی کو لگا جیسے کہہ رہا ہو باپو تم بہت تھک گئے ہو۔ لاؤ میں تمہارا بوجھ بانٹ دو...... میں......جوان ہو گیا ہوں نا.......... تمہیں کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں...... بساکھی گم سُم سا بیٹھا رہا۔ چمن نے بوڑھے دُولو کا بوجھ اُٹھا لیا اور دونوں چل پڑے۔ ''اچھا بساکھی! تم تو آرام کر کے آؤ گے........ میں چلتا ہوں۔''

بساکھی کے منہ سے کچھ نہ نکلا۔ اُس کے سامنے تو رتی رام کا چہرہ گھوم رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ پاؤں سُن ہو گئے تھے۔ اُس میں چلنے کی ساکت نہ رہی۔ ایک دم اُس کی عمر سو سال ہو گئی تھی۔ آسمان پر بادل گھنے ہونے لگے تھے۔ بجلی کی کڑک نے اُس کی بے حسی کے عالم کو توڑا۔ وہ بڑی مشکل سے اُٹھ پایا تھا اور بوجھل قدموں سے چل پڑا۔ جیسے کوئی لاش چلی جا رہی ہو۔ اُس کو پتا نہیں کب گھر پہنچا۔ سنتو جھونپڑی کے دروازے پے کھڑی اُس کا انتظار کر رہی تھی۔ اُسے دیکھتے ہی بولی ''تم گھاس اور لکڑیاں لینے گئے تھا نا........؟''

بساکھی نے جیسے سنا ہی نہیں۔ وہ جیسے اپنا بھاری بوجھ بوڑھی پیٹھ پر لاد کر دُور سے چلا آرہا ہو۔ اب اُس کے قدم ڈگمگانے لگے تھے۔ ہمت اور قوّت جواب دے گئی تھی۔ وہ ڈگمگاتا ہوا ڈیوڑھی پار کر گیا اور جھونپڑی کی ہی ایک بلی کے ساتھ ٹکرا کر گر گیا۔ سنتو کی چیخ نکل گئی........ بجلی کی ایک لاٹھ جھونپڑے کے اندر سے گزر کر آسمان میں جا کر گرج اُٹھی۔ سنتو بھاگ کر اُس کے قریب پہنچی۔ اُس کا چہرا دونوں ہاتھ میں لے کر بولی۔ ''کیا ہوا........ کہیں چوٹ تو نہیں آئی........'' وہ اُس کو پکار رہی تھی۔ ''........بساکھی...... بساکھی...... کیا ہوا........ کچھ بولو تو سہی......'' اُس

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کا سارا جسم سرد پڑ چکا تھا۔

"نہیں ...." وہ چیخ اُٹھی۔ اس کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔ بادل پھر زور سے گرجے۔ بجلی کڑک کر سنتو کے دہشت زدہ چہرے پر چمک کر بادلوں میں گم ہوگئی۔ بساکھی نے ایک بار آنکھیں کھولیں۔ نظریں بھر کر جھونپڑے کو دیکھا جس کے تنکے تنکے میں رتی رام مسکرا رہا تھا۔

"ر.....تی........رام.........تم........آ........گئے.........." بجلی پھر کڑکی۔

آگ کا ایک بگولا اُٹھا اور جھونپڑے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ایک المیہ

سیاہ راتوں کی سرد خاموشی میں یا طوفانی اندھیری راتوں میں جب تیز وتند ہواؤں کے رتھ پر سوار بادل گرجتے ہوئے بجلی کی چمک اور گڑگڑاہٹ میں بڑے بڑے مرحلے طے کرتے ہوئے میرے شہر کے اُونچے مناروں کے سَر کے اُوپر سے گزر جاتے ہیں یا کبھی دُودھیا چاندنی میں چاند یوکلپٹس اور ببول کی شاخوں سے آنکھ مچولی کھیلتا ہوا گزر جاتا ہے۔ یہی وہ عالمِ کربناک ہوتا ہے جب محبوب کی جدائی کے تیر دِل کو چھلنی کر دیتے ہیں۔ کیونکہ مجھے احساس ہے کہ اس کی موجودگی اور لمس ایک عجیب طرح کی خوشی مہیا کرتا ہے۔ عین ایسی راتوں میں، میں نے ہمیشہ خدا سے محبت جیسی نعمت عطا کرنے کی دُعائیں مانگیں۔ میں نے دریائے چناب کو اُس کی روانی کی قسمیں دِلائیں۔ لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، ہیر رانجھا اور سسی پنوں کی داستانیں سُنا سُنا کر اس کے ٹھنڈے پانی کو گرمایا کہ وہ مشرق سے لے کر مغرب تک چڑھتے سورج سے لے کر ڈوبتے سورج تک میری ناکام محبت کی داستان کو دوہرائے۔ بے قراری

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اور تڑپ نے میرے ذہن وقلب کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ میں جب بھی اپنے منتشر خیالوں کو یکجا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اپنی زندگی کی اُلجھنوں کی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کرتا ہوں تو اُلجھنیں مزید بڑھ جاتی ہیں۔ میں اکثر محبت کے دِلنواز لمحوں کے بارے میں، پھر دِلوں کے رِشتوں کے متعلق سوچتا ہوں، جن پر اس کے گُل کھلتے ہیں۔ کیسے ہیں وہ لوگ جو محبت کرتے ہیں اور محبت اور کو راس آتی ہے............مبارک ہیں وہ لمحات جب محبوب کی نرم و نازک اُنگلیاں اُن کے سر کے گھنیرے بالوں میں آہستہ آہستہ رینگتی اور اُنہیں چومتی ہوئی اُن میں نرمی کا احساس جگاتی ہیں اور پھر محبوب کی خوشبو بھری ریشمی زُلفیں شانوں پر پریشان صُورت اُڑتی پھرتی ہیں........

........مبارک ہیں وہ لوگ جن کے دِلوں میں محبت خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے......صبح کی پہلی مچلتی ہوئی شوخ کرن اُن کی پابوسی کرتی ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو بھوک کے سائے تلے بھی مرجھائے ہوئے چہروں کے باوجود بھی مسکراتے ہیں اور دِل موہ لیتے ہیں۔

........مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے دیش کے وفادار ہیں اور دیش کے واسطے جان لٹانے کے لئے اپنا سر ہتھیلی پر لے کر ہر قربانی کے لئے تیار کھڑے ہیں اور جنت کے کھلے دروازے اُن کا اِنتظار کر رہے ہیں............کیونکہ ہر شہید کی آخری منزل جنت ہی ہوتی ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو خدا کی خدمت میں اپنا جیون صرف کر دیتے ہیں مگر اپنی زِندگی میں عشقِ مجازی سے باز رہتے ہیں۔ قابلِ حقارت ہیں وہ لوگ جو مغرور ہیں اور دُوسروں کو نیچا دِکھانے کی فکر میں غلطاں رہتے ہیں۔ بغض اور کینہ جن کا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

شیوہ بن چکا ہے اور نفرت جن کا شیوہ.........

میری ناکام محبت کا سلسلہ ایک سُنار کی بیٹی سے شروع ہوتا ہے جو محبت کو سونے چاندی کی طرح کوئی نمائشی چیز سمجھتی تھی.......... جو محبت کو بھی سونے چاندی کے پلڑے میں رکھ کر تولتی تھی۔ اچانک ایک ہیروں کا سوداگر اُس کی زندگی میں آ گیا اور اُس نے مجھ سے کنارہ کر لیا۔ وہ اُس کی باہوں میں جھولنے لگی۔ مجھ پر طرح طرح کی تہمات اور الزامات کی بارش ہوئی۔ اُس نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ دو کوڑی کا آدمی' ہر وقت کنگال رہنے والا، مفلس اور گداگر میری خواہشوں کا کہاں تک احترام کرے گا........ میں ٹھہری امیر زادی اور وہ ٹھہرا گداگر........ آخر اُس کی میرے آگے اوقات ہی کیا ہے........ میں اُس کو اپنے قابل نہیں سمجھتی....... اِس لئے اُس سے کنارہ کش ہو کر اپنی خواہشوں کا احترام کرنے والے امیر زادے سے میں نے شادی کر لی تو کون سا گناہ کیا ہے..........؟ محبت کا یہ مطلب تو نہیں کہ کوئی دِل بھی نہ بہلائے۔ جوانی میں یہ حق ہر لڑکی کو خدا نے دیا ہے سو میں نے بھی چند دن اپنا دِل بہلا لیا تو کون سا گناہ کیا؟............ وہ میرے زخموں پر نمک پاشی کرتی رہی۔ یہ سب میری برداشت سے باہر تھا۔ وہ اُس کی آواز پر دوڑتی چلی گئی۔ میرا دل پاش پاش ہو گیا اور میں نے خودکشی کرنے کی ٹھان لی۔ بس اِسی غرض سے اس پہاڑ کی جانب چلا آیا تھا تا کہ وہاں سے کود کر جان دے دوں۔ وہاں میری ملاقات ایک سلیرن سے ہو گئی جو مٹی سے سونا تالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اُس نے آگے بڑھ کر اپنی باہیں پھیلا دیں۔

"ارے.......... کیا کرنے والے تھے........؟ تم بزدل ہو........! جان اس طرح گنوانے کی چیز ہے........؟ یہ تو سونا ہے.............. دیکھو

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کتنی محنت کر کے حاصل ہوتا ہے......''

''مجھے مر جانے دو کیونکہ میں ایک ناکام عاشق ہوں ....اور ناکامی کے سبب شرمندگی کے گہرے ساگر میں غوطے کھا رہا ہوں........اب میں جینا نہیں چاہتا............'' میں نے اُس کو اپنے سے الگ کرتے ہوئے کہا تھا۔ لیکن وہ بولے جا رہی تھی۔

''.............زِندگی اتنی سستی اور کمزور نہیں. جس کو یوں ہی گنوا دیا جائے یا کوئی تنکا نہیں جسے توڑ کر پھینک دیا جائے اور..........اور پھر اِس زندگی پر تمہارا کوئی حق نہیں...........''

''میں سمجھا نہیں.............''

''میں سمجھاتی ہُوں.........مثلاً پہلا حق مادرِ وطن کی پاک مٹی کا ہے جس پر تُم پیدا ہوئے ہو۔ جس سے پیدا شدہ اجناس (اناج) لہو بن کر تمہارے رگ رگ میں سرائیت کر رہا ہے۔ دُوسرا حق تمہارے والدین کا ہے جنہوں نے بڑے ہی ناز و نعمت سے تمہاری پرورش کی.........تُم جن کے بڑھاپے کی لاٹھی ہو۔ اور سب سے بڑا حق تو اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے تجھے اِس زمیں پر اہم کارنامہ کرنے بھیجا ہے......''

وہ زیرِ لب مسکرائی اور پھر بولی'' ....زِندگی سے گھبرانے والا اور ڈرنے والا شخص موت کا سامنا قطعی نہیں کر سکتا..........''

''میں موت سے نہیں ڈرتا۔ موت تو اِک دن آنی ہی ہے۔ کیونکہ یہی اٹل حقیقت ہے........صداقت ہے........بلکہ میں ڈرتا ہوں زندگی سے لے کر موت تک کے سفر سے.........زندگی میں کئی طرح کے مقام آتے ہیں۔ کئی نشیب و فراز

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

آتے ہیں.........جیسے.........پہاڑوں میں کئی چوٹیاں دُور آسمان سے چھورہی ہیں اور پست زمین کا ٹکڑا بھی اسی پہاڑ کا حصہ ہے.........''

''ارے بڑے بڑے شہنشاہوں کو بھی ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔تم نے شہنشاہ بروس کو نہیں پڑھا۔اپنی ناکام محبت کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے تو ممکن تھا کہ تمہاری سنگ دل محبوبہ کا دل پسیج جاتا اور وہ تمہاری آغوش میں آجاتی ہمیشہ کے لئے.........''

''.........غلط.......سراسر غلط.........وہ محبت کی نرم وشگفتہ زبان کو نہیں سمجھ پائی تھی۔میں جانتا تھا اے میری بھولی نتھارن.......مجھے بچانے والی میری محرم مجھے پتہ تھا.........کہ سونے اور چاندی کی جھنکار کا راگِ محبت محض بے معنی تھا۔میرے پاس سوائے غم اور مایوسی کے اور کچھ بھی ہاتھ لگنے والا نہ تھا۔وہ حسینہ زرق برق کی شیدائی تھی.......قمقموں کی دیوانی تھی اور قمقموں میں زندگی بسر کرنے کی خواہش مند تھی۔وہ آرائش اور زیبائش میں جینا پسند کرتی تھی.........وہ مجھ افسردہ صورت پر کیوں کر قربان ہو سکتی تھی.......؟بس اِسی لئے وہ مجھ کو چھوڑ کر چلی گئی.......اب میں اُس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ میں نے اُس سے والہانہ محبت کی.........''

سلیرن نے اپنے میلے اور پھٹے آنچل کے پلّو سے میرے آنسو پونچھے۔

''محبت کی نہیں جاتی.......ہو جاتی ہے.......محبت کوئی آئینہ، کھلونا یا قلم نہیں جس کو بازار سے خریدا جا سکتا ہو۔نادان ہیں وہ لوگ جو اپنی مرضی دُوسروں پر تھوپتے ہیں۔جیسے حاکم اپنا حکم.........دراصل اُس کو تم سے محبت تھی ہی نہیں بلکہ وہ اپنا دل تم سے بہلاتی رہی اور تم اس فریب کو محبت سمجھ بیٹھے.........تم خوامخواہ خارزاروں،

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کانٹوں کے جنگل میں پھول تلاشتے رہے.......اِس لئے میں نے تم کو کاہل و جاہل کہا کیوں کہ اُس کے دِل میں کیا تحریر ہے نہیں پڑھ سکے.........لو.......میرا ہاتھ تھام لو۔" وہ تپاک سے بولی۔

".........مجھے تمہاری تلاش تھی.........تم ہی میرے سرتاج ہو.........تم ہی میرے پہلے اور آخری محبوب ہو.........اب موت بھی ہم دونوں کو جدا نہیں کر سکتی.........چلو ہم دونوں محبت کی ایک نئی دُنیا آباد کریں۔ اِس کھوکھلے اور بے بنیاد سماج سے الگ.........نئے آسمان کے تلے.............جہاں صرف میں، تم اور ہماری محبت ہوگی........." پھر اُس نے اپنی باہیں میری باہوں میں ڈال دیں۔ میں سنجیدگی سے اُسے دیکھتا رہ گیا۔ آخر چند لمحوں میں یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟ پھر ہم دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ پہاڑی کے دامن میں ایک گپھا کی طرف اِشارہ کر کے وہ بولی۔ "یہی ہے ہماری دُنیا........آؤ ہم اپنے محبت بھرے نغموں سے اِس ویرانے کو محبت کا گلستان بنا دیں جہاں قدم قدم پر محبت کے پھول کھلیں.........اور جہاں خوشبو بھری ہوائیں ایسے جہانوں کی طرف جائیں جہاں لوگ سچا اور کھرا پیار کریں۔ کوئی کسی کا دِل نہ دُکھائے.......اور نہ ڈرے.........جہاں صرف بچوں کی کلکاریاں ہوں.........پھول ہوں.........سچی محبت کا دریا دھیمے دھیمے بہتا ہو.........اور لوگ باہوں میں باہیں ڈالے چلتے ہوں۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

نئی راہوں کے متلاشی

ہم دونوں کا اچانک ایک بیابان جنگل میں آمنا سامنا ہو گیا۔ شاید وہ دیوانہ وار کسی نئی راہ کی تلاش میں تھا۔ حالانکہ وہ خوش پوش لباس میں ملبوس نظر آتا تھا مگر اُس کے دل و دماغ اُس کے قابو میں نہیں لگتے تھے۔ اُس کے دِل میں بے چینی اور ذہن میں اضطراب کا دریا موجزن تھا۔ کیونکہ اس کا چہرہ اس بات کا غماز تھا، آئینہ دار تھا۔

''ارے کہاں بھاگے جا رہے ہو.........؟''

''اور پھر اِتنے بے قرار بھی نظر آتے ہو.........کیوں.........؟'' پھر میں نے دُوسرا سوال کیا۔

''تم.........؟'' اُس نے سوالیہ نگاہوں سے میری طرف دیکھا تھا۔

''ہاں......میں.........'' میں نے جھک کر ذرا ادب سے کہا تھا۔

''مگر تم کون ہو بھائی.........؟ میں تم کو نہیں جانتا۔'' اُس نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

"لیکن میں تم کو جانتا ہوں............تم وہی ہونا.........جو کئی صدیوں سے میرے ساتھ انہی بیابانوں، جنگلوں میں جگہ جگہ آوارہ گھوما کرتے تھے.......؟ پھر ایک دن اچانک تم غائب ہو گئے اور نہ جانے کون سی تہذیب وتمدّن کے نت نئے جھمیلوں میں اُلجھ کر رہ گئے اور میں..........لیکن آج پھر اِس بیابان میں تم کو دیکھ کر حیرانگی ہو رہی ہے........" پھر وہ تھک گیا تھا اور برگد کی ایک موٹی سی جڑ پر بیٹھ کر میری طرف بغور دیکھنے لگا تھا۔ اُس نے ایک ہاتھ کے اِشارے سے مجھ سے پانی مانگا تھا۔ میں نے گرتے ہوئے اس پار آبشار کی طرف اس کی توجہ مبذول کروائی جہاں سے صاف اور ٹھنڈا پانی چاندی کی دھار کی طرح نیچے گر کر ایک نالے کی صورت اختیار کر رہا تھا۔ وہ آہستہ سے جڑ پر سے اُٹھا تھا اور خراماں خراماں آبشاروں کی طرف چل پڑا۔ اور میں اسے ایک ٹک جاتے ہوئے دیکھتا رہا تھا۔ پھر چند لمحوں کے بعد وہ پلٹا اور پھر میرے سامنے اسی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ وہ مجھ سے ایک بار پھر مخاطب تھا۔

"ہاں......میں اب بھی کسی نئی راہ کی تلاش میں ہوں۔ کیونکہ اب میں تھک چکا ہوں.........اُوب چکا ہوں اس زندگی سے.......اس سماج سے......جو فقط پابند ہے اپنے کھوکھلے رسم ورواج کے قاعدے قانون کا.......وہ زمانہ......" اُس نے خاموشی کو توڑتے ہُوئے کہا تھا۔ "..........جب ہم دونوں مل جل کر کسی بندھن کے بغیر رہتے تھے۔ ہماری ضرورت صرف دو وقت کی روٹی تھی۔ نہ اِدھر سرحدوں کی دیواریں تھیں نہ اُدھر مذہب کی کھائیاں...... اور نہ ہی زمین جائیداد کے جھگڑے۔ مگر اب تمام حالات سے اُوپر اُٹھنا چاہوں بھی تو اُٹھ نہیں سکتا۔ میرے پاؤں تو ہوس، لالچ اور خود غرضی کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اب میں تمہاری طرح پیڑوں کی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

شاخوں پر، اندھیری غاروں میں اپنا مسکن نہیں بناتا۔ چونکہ اب تو میری رہائش اُونچے مکانوں کی محتاج ہے۔ میں نے بڑے بڑے محل تعمیر کروائے ہیں اور یہ وہ آسائش کی جگہیں ہیں جہاں اب سب کچھ ملتا ہے۔ شاید تم نہیں جانتے ان میں بیش تر کئی لاچار مجبور و بے کس انسانوں کی لاشوں پر تعمیر کیئے گئے ہیں۔ اس کے لئے مجھے شاید انسانیت کی تمام حدود کو پھلانگنا پڑا۔ کیونکہ میں واحد حرص وہوس اور خودغرض کے قلعے کا قیدی نہیں ہوں۔ یہ شاید میری سرشت میں تھا۔ ہاں مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ شاید میں اس قلعے میں تنہا نہیں تھا۔ اس میں اور بھی کئی ذی عزت لوگ شامل ہیں۔ میں جو جھوٹی دولت اور جھوٹی شہرت میں مبتلا تھا............" یہ کہہ کر وہ کچھ لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا۔ پھر آہستہ سے بول اُٹھا تھا............شاید اب وہ بڑبڑا بھی رہا تھا۔

"دولت اور جھوٹی شہرت سب فضول کی باتیں ہیں........سب فضول کی باتیں ہیں.........تم جانتے ہو۔ دولت اور جھوٹی شہرت ہمیشہ اپنوں کو اپنوں سے دُور کرنے والی چیزیں ہیں.........میں نے بھی خوب دولت اور شہرت کمائی۔ لیکن جانتے ہو سب رشتے کھو دیئے۔ وہ رِشتے جنہوں نے مجھے جنم دیا تھا۔ پالا پوسا تھا۔ پھر وہ وقت آیا جہاں تک کہ میں خود سے بھی دور ہو گیا............" پھر وہ خاموش سا کبھی خلا کو اور کبھی مجھے گھورتا سا لگا تھا۔ اور میں حیران سا اسے دیکھتا رہا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کے پس پردہ چہرے کو پڑھنے کی بھی کوشش کر رہا تھا جس پر مجبوری، بے کسی اور بے بسی کی لکیریں نمایاں طور پر بکھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ میں سوچ رہا تھا آخراب اسے کون سے نئے راستے کی تلاش ہے؟ وہ پھر بول اُٹھا۔

"تم جانتے ہو............؟ اب ہماری تہذیب کتنی بدل گئی ہے؟ ہمارے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

سماج نے کتنی ترقی کرلی ہے؟ اب ہر روز کوئی نہ کوئی راون سیتا کو اُٹھا کر لے جاتا ہے لیکن کسی رام میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ ایسے راون کے خلاف صف آرا ہو۔ آواز اُٹھائے.........اب کوئی ذی ہوش اور باحیثیت مرد اپنی عورت کی ساڑھی یا کپڑوں پر پڑی سلوٹوں کو دیکھ کر چونکتا نہیں کہ آخر یہ سلوٹیں کیوں اور کیسے پڑ گئیں۔ اب تو ہر گلی محلے میں ہیر رانجھا اور لیلیٰ مجنوں کا کھیل کھیلا جاتا ہے۔ لیکن کوئی بھی ان ماڈرن عاشقوں کو پتھر مارنے کی جرأت نہیں کرسکتا.........ایک نئی بات.........جو تم نے شاید اب تک نہیں سنی ہو۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم میرے اس بدکردار اور بدنما سماج کے کردار نہیں ہو۔ اِس لئے سنا رہا ہوں.........

''طلاق جانتے ہو.....؟ اس کے معنی سمجھتے ہو.......؟ شاید نہیں.........''
میں نہیں میں گردن ہلا دیتا ہوں۔ تو وہ چہک کر کہتا ہے۔''...... ہاں مجھے پتہ تھا تم نہیں جانتے ہو۔ تمہارے اسی سماج میں ایک دن گوتم بدھ گھر چھوڑ کر جنگل کو روانہ ہُوا تھا...نروان حاصل کرنے کے لئے۔ اسی طرح راجہ نل[1] اپنی سے بیوی[2] سے جدا ہوا تھا۔ مگر ہمارے اس سماج میں مرد مجبور ہو کر تو بیوی چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے۔ اور مرد سے صاف کہتی ہے کہ تم میری خواہش کا احترام نہیں کرسکتے ہو.......اس لئے میں تم سے الگ ہو رہی ہوں........'' اور اس طرح میری بیوی نے مجھے طلاق دے دیا اور وہ بھی عدالت میں۔

''عدالت..........؟ عدالت کیا بلا ہے.......؟'' میں نے پوچھا۔

''کہیں تمہارے گھر کا نام تو نہیں..........؟''

۱۔ راجہ نل: ہندو پورانک کتھا کا ایک راجہ

۲۔ راجہ نل کی بیوی کا نام دیادنتی ہے

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''نہیں بھائی نہیں۔'' وہ فقط مسکرایا۔

''لیکن عدالت.........؟'' ''.........ہاں عدالت.........جہاں انصاف ہوتا ہے۔ اور جانتے ہو میرے ساتھ بھی انصاف کیا گیا تھا۔ شارعِ عام ذلیل وخوار ورُسوا کرنے کے لئے میری عزت کو نیلام کیا گیا۔ ہاں نیلام..........''

''وہ کیوں..........؟'' میں حیرت سے پوچھتا ہوں۔ وہ ایک سرد سی آہ چھوڑتے ہوئے کہتا ہے۔

''.......شاید اُسے میرا روز نت نیا چہرہ بدلنا پسند نہیں تھا۔ وہ تو چاہتی تھی کہ میں جیسا ہوں ویسا ہی بنا رہوں۔ حالانکہ مجھے پتہ تھا وہ میری شہرت، دولت اور عیش و آرام سے حسد کرتی تھی..........کیونکہ یہ سب حاصل کرنے کے لئے ہی تو میں بھاگتا دوڑتا رہا۔ یہاں تک کہ میں اُس سے دُور ہو گیا۔ اور آخر ایک دِن وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔ اب وہ کسی دُوسرے مرد کے ساتھ رہ رہی ہے..........کل شاید کسی تیسرے کی آغوش میں..........'' میں سر دھنتا رہا۔ ''.........کیا منو[1] کا وہ فرمان کہ جہاں عورت پوجی جاتی ہے وہیں سورگ ہے' بے کار گیا..........؟'' اُس نے کچھ نہ کہا۔ وہ خاموش تھا۔

''مگر یہ خول بدلنا کیا ہوتا ہے......؟'' میں نے پوچھا۔

''ارے بھائی تم اِتنا بھی نہیں سمجھتے........؟ خول بدلنا چہرہ بدلنے کو کہتے ہیں اور میں نے ایک ہی اِنسان ہونے کے ناطے کئی چہرے بدلے..........کئی خول اپنائے۔ آخر ایک دِن ایسا ہونا ہی تھا۔ کیونکہ انسانیت کا جیسے میرے اندر دم گھٹ گیا تھا اور میں نے چہرے بدلنا تب شروع کیا جب میں ایک قبیلے کا سردار بنا تھا۔ غریبوں

---

[1] ہندو دیوتاؤں کا بزرگ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اور بے کسوں پر ظلم ڈھانا وہیں سے شروع کیا تھا۔ پھر میری ہوس دِن بدن بڑھتی گئی اور میں نے ہر آسائش اور آرائش کو اپنا غلام بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ہوسِ چمن سرسبز ہوتا گیا۔ میری وحشتوں اور دہشتوں کے چراغ جلتے رہے۔ پھر میں نے راجہ مہاراجاؤں کے مکھوٹے بھی اپنے چہرے پر چڑھا لئے۔ اپنی سفاک آنکھوں سے رقصِ بسمل دیکھتا رہا..... تمہیں پتہ نہیں میں نے مجبوروں اور غریبوں کی لاشوں پر اپنی سلطنتیں قائم کیں اور کبھی موج آئی تو سنتوں، گوروُں، سادھوؤں اور فقیروں کا لباس پہن کر حواریوں کے جسم اور رُوحوں سے کھلواڑ کیا۔ پھر زمانے نے کروٹ بدلی...... راجاؤں، گوروؤں اور فقیروں کی قلعیٰ کھل کر سامنے آگئی۔ تب شرمندگی کے احساس نے میرے منہ کو نوچ لیا۔ پھر میں نے سماج واد کا نعرہ بلند کیا۔ نیتاؤں اور رہنماؤں کے خول اور مکھوٹے اپنائے غریبوں اور مظلوموں کو ایک نئے طور طریقے سے لُوٹنا شروع کیا۔ اب میرے سفید اور اُجلے لباس پر ان کے خون کے چھینٹے اس طرح سموئے جیسے میرے ہاتھوں ان کا تازہ خون بہا ہی نہ ہو۔ میں نے جب نئے خول بدلے، نئے مکھوٹے پہنے میرے قہر کا شکار تب تب اِنسانی رُوحیں ہڈیوں کے ڈھانچوں میں تبدیل ہوئیں۔ جس طرح چیل چوزوں کو اپنے پنجوں میں دبا لیتی ہے یا کوئی درندہ اپنے شکار کو تڑپا تڑپا کر ہلاک کرتا ہے۔ میں نے بھی اپنے سے کمزوروں پر ہی ظلم ڈھائے اور ایک بگلے (بگلا: ایک عیار پرندہ) کی سی اداکاری دِکھا کر بھولے بھالے اور معصوم انسانوں کو مذہب، دھرم، ذات پات، رنگ ونسل اور جغرافیائی بنیادوں پر لوٹا اور گمراہ کیا۔ میں ہر روز نئے مکھوٹے بدلنے کا عادی ہو چکا ہوں اب تمہاری طرح اندھیری غاروں میں نہیں رہتا بلکہ چمچماتی روشنی کا روادار ہو چکا ہوں.......''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''........... ہاں اب میں کہیں بھیڑ بکریاں چرا کر گزارہ نہیں کرتا بلکہ انسانوں کے سودے کرتا ہوں....... اُن کا پیٹ کاٹ کر اپنی آسائش کا سامان پیدا کرتا ہوں..........'' وہ سانس لینے کے لئے رُکا تھا شاید۔ میں نے بغور دیکھا اب وہ خلا میں گھورنے لگا تھا۔ پھر اُس نے ذرا رُک رُک کر کہنا شروع کیا تھا۔

''.......... دیکھئے یوں تو میں ایک مہذب انسان لگتا ہوں مگر تہذیب تو مجھ سے کوسوں دُور ہے........... میں تمام مذہبی اور اخلاقی بندھن توڑ چکا ہوں........'' شاید ایسا کہتے ہوئے اب اُس کو کچھ شرمندگی کا احساس ہو رہا تھا۔ اُس کے چہرے کا رنگ زرد پڑنے لگا تھا۔ زمانہءحال شاید اب اُس کے لئے عذاب سے بڑھ کر ثابت ہو رہا تھا۔ اُس کی نظریں دھرتی پر نہ جانے کیا کرید رہی تھیں۔ پھر اُس نے گردن اُٹھائی جیسے نیند میں اُس نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہو اور پھر اچانک وہ جاگ اُٹھا ہو۔

''........... ہاں میں نے اب زندگی کو سہل بنا لیا ہے............'' اُس نے پھر کہنا شروع کیا۔ ''........... میں نے سنگلاخ چٹانوں اور فلک بوس پہاڑوں، کوہساروں کو ہموار کر کے نئی راہیں پیدا کر لی ہیں۔ میں نے طغیانی پر آئے ہوئے دریاؤں اور کھولتے ہوئے سمندروں کو اپنی مٹھی میں بند کر لیا ہے۔ مہینوں اور برسوں کے سفر کو گھنٹوں منٹوں میں منتقل کر دیا ہے........... ہاں میں نے تو اب چاند ستاروں پر بھی فتح حاصل کر لی ہے.......... میں چاہوں تو ستاروں کو زمین پر لا کر کھڑا کر دوں۔''

اب میں اُس چہرے کے بدلتے آثار دیکھ رہا تھا۔

''اچھا........ تم نے زندگی کو سہل بنا لیا ہے......؟ تم نے جینے کی تمام آسائشیں پیدا کر لی ہیں...........؟ تو پھر تم ادھر جنگل میں کیا کرنے آئے ہو.....؟''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

وہ خاموش تھا۔ پھر اچانک شیر کی دھاڑ سے سارا ماحول کانپ اُٹھا تھا۔ لیکن وہ دھاڑ کی پرواہ کیئے بغیر بولتا چلا گیا۔

"........ایک ایسی نئی راہ جو مجھ کو سکون دے سکے..........میری اَنا کے لئے تسکین کا باعث ثابت ہو.........."

"سکون........؟" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "..........سکون کو تم ادھر اپنی پھٹے حال زندگی میں بھی تلاش کر سکتے تھے۔ پھر تم اس کو جنگلوں اور بیابانوں میں تلاش کرتے پھرتے ہو۔ جو عیش ملنے والا نہیں ہے وہ تو صرف محسوس کیا جا سکتا ہے اور..........اور وہ تمہارے اندر ہے..........وہ تمہیں تمہارے باطن سے مل سکتا ہے.........تم اسے وہیں تلاش کر سکتے ہو........" وہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا تھا اور میری باتوں کو غور سے سننے لگا تھا۔

"..........ارے تم دُنیا کے تاجدار ہو سکتے تھے۔ انسانیت کے........ اِنسانیت کے جذبے سے........رحم کی روشنی سے........طاقت سے نہیں بلکہ محبت سے..........انسانوں کی گردنوں کی غلامی کے طوق اور بخشش پر نہیں بلکہ اُن کے لئے سچا فرشتہ بن کر گوتم، مہاویر اور مسیحا بن کر اُن کے دِل و دماغ پر حکومت کر سکتے تھے۔ مگر تم نے غلط راہ اختیار کر لی........تم غاصب ہو گئے۔ تم نے جنگ و جدل کو اپنا شیوہ بنا لیا ہے جس کے اب تم عادی ہو چکے ہو۔ اب لہو تمہارے ہونٹوں کو لگ چکا ہے جس کا چٹکارہ لئے بغیر تم اپنا نام، اپنا کردار روشن نہیں کر سکتے ہو........"

"........اے سفاک اِنسان! بول.......دُنیا میں طاقت کے بل بوتے پر آج تک کس کا پرچم بلند رہا ہے؟ وقت کی ٹھوکر نے بڑے سے بڑے تاجداروں اور

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

شہنشاہوں کو ڈھول چٹوائی ہے......... جاؤ واپس چلے جاؤ.........‘‘ میں نے بلند آواز اور کرخت لہجے میں کہا۔ ’’.........شاید ابھی تمہارا ہوش باقی ہے......... تمہاری حیثیت کا چراغ ابھی گل نہیں ہوا ہے.........‘‘ اب وہ مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید مجھ میں کچھ تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن بے سود۔ اُسے مجھ میں وہ سب کچھ نہ ملا جس کو نئے سماج کے لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ڈوبتے سورج کی دُھوپ اُس کے چہرے پر رقص کر رہی تھی۔ بالآخر اُس کے منہ سے نکلا تھا۔

’’شاید تم ٹھیک کہتے ہو۔‘‘ وہ ہلکے سے مسکرایا تھا اور بڑبڑانے لگا تھا۔

’’مگر تم تو بالکل نہیں بدلے۔ تمہارا لباس وہی صدیوں پرانا ہے......... بے ڈھب سی داڑھی......... بدن پر جگہ جگہ خراشیں..... میل پُتے وہی صدیوں پرانے دانت......... مجھے تو تم سے اب بو آرہی ہے۔‘‘ اُس نے منہ چڑھاتے ہوئے کہا۔

’’ ارے نادان....... بگڑے ہوئے سماج کے بگڑے ہوئے کھلونے۔ بدبو تو مجھے بھی تم سے آرہی ہے........ گھناؤنے ارادوں کی، بے ایمانی کی، جھوٹ کی، حرص وہوس کی، انسانیت کے قتل کی، گندی نیتوں کی.........تمہاری بدنما وحشی انا میں ڈوبی ہوئی خواہش کی....... بدن کی خوبصورت رُوح کی پاکیزگی کیا چیز ہوتی ہے تم کیا جانو.........؟ میں جانتا ہوں.......... کیونکہ تم وہ نہیں جو دکھائی دیتے ہو۔ تم اِنسان نہیں ہو......... نئے سماج کے کھلونے ہو۔ تمہارے پاس ضمیر نام کی کوئی چیز نہیں ہے جو اِنسانیت کے لئے اشد ضروری ہے.........تمہاری رُوح تک تو

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

آسیب کا مسکن ہے........ بدرُوحوں کا کھنڈر........... ہاں اگر کبھی تمہاری رُوح پر کہیں سے ہلکی ہلکی اِنقلاب کی ہوا چلنے کو ہوئی تو میں تمہیں آواز دُوں گا۔ تب تم میرے پیچھے چلے آنا.......... میں تمہیں وہ راہ دکھاؤں گا جہاں سکون حاصل ہوتا ہے...... صحیح معنوں میں اَنا ملتی ہے....... مگر شرط یہ ہے کہ تمہیں اِس نئے راستے کا پتہ اپنے نئے سماج کے نئے کھلونوں کو بھی بتانا ہوگا اور......... اور تم اسی طرزِ عمل کو اپناؤ گے۔ تبھی یہ نرک جیسی دھرتی سورگ بنے گی............ سبھی طرف امن کی بارش ہوگی اور دیوتا اور فرشتے دھرتی پر آنے کے لئے بے تاب ہوں گے......."

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جنّات کی کانفرنس

پورے مُلک کیا بلکہ دُنیا بھر کے اخبارات میں سنسنی پھیل گئی۔ جب اخبارات کی سرخیوں میں کُل ہند جنّات کی کنونشن کی خبر اپنے ہی آپ ہر چھوٹے بڑے اخبار میں شائع ہوئی۔ یہ کنونشن 9 جولائی 1992ء کو دِلّی کے ایک وسیع کھنڈر نما قلعے جو مغلیہ دور کی یادگاروں میں سے ایک تھا، میں منعقد ہو رہی تھی۔ خبروں کے مطابق اس کنونشن کی صدارت مہادیو کریں گے۔ اس ایڈ ہاک کمیٹی کی طرف سے کل ہند جنّات یعنی بھوتوں، پریتوں، چڑیلوں، ڈائنوں اور شرابیوں کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ دیش بدیش کے چیدہ چیدہ جن، بھوتوں پریتوں کو بھی اس مبارک موقعہ پر دعوت نامے بھیجنے کی خبر تھی۔ اور ان میں یہ بھی تحریر تھا کہ وہیں پر ایکشن کمیٹی اور جنرل باڈی کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ یہ جنّات ہمارے حقوق منوانے اور انہیں برقرار رکھنے کے لئے جدوجہد کریں گے۔ سوائے جنات کے عام لوگوں کو اس بات کی خبر نہیں تھی کہ کنونشن کب اور کہاں ہوگی۔ لیکن چند روز بعد اخباروں میں پھر یہ سرخیاں اُبھریں کہ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کُل ھند انجمنِ جنّات کی کنونشن بڑی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ دُنیا بھر کے ممالک' یعنی پاکستان، رُوس، امریکہ، چین، جاپان، کینڈا اور دیگر کئی چھوٹے بڑے ممالک کے بھوتوں پریتوں نے اِس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

پاکستانی جنّات میں محمد علی جناح' ایوب خان، یحیٰ خان، ضیا الحق' بنگلہ دیش کے شیخ مجیب الرحمٰن، مشتاق احمد کے علاوہ کینڈی اور مسولینی جیسی ہستیاں شامل ہوئیں۔ حالانکہ کہیں سے بھنک پا کر کچھ شاعر اور زندہ سیاستدان بھی اس کانفرنس میں زبردستی چور دروازے سے گھس کر شامل ہونے لگے تھے۔

پاکستانی جنّات نے ہندوستان کے خلاف خوب بھڑکانے والی تقریریں کیں اور سب کو یہ بات واضح طور پر ذہن نشین کرانے کی کوشش کی کہ بھارت ہی ایک ایسا دیش ہے جہاں ہر برے بھلے افراد کو تنظیمیں، ایسوسی ایشنیں یا فیڈریشنیں بنانے کی آزادی حاصل ہے۔ جمہوریت کے دور میں بھلے کام کم اور برے کام زیادہ ہوتے ہیں۔ اس دیش میں چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں، شرابیوں، جیب کتروں، سمگلروں اور غداروں کی تنظیمیں شرافت کے تختے لگا کر اپنا اپنا کام کرواتی ہیں۔ اس دور میں وہ لوگ تنظیمیں کھڑی کر لیتے ہیں جن کے کوئی اُصول نہیں مگر آپ کے تو اصول ہیں۔

یہ نیتا اور سیاسی لوگ ووٹوں اور اِقتدار کے بھوکے ہیں۔ اس لئے یہاں پر جائز کام کم اور ناجائز کام زیادہ ہوتے ہیں۔ آپ بھی جن سیاسی نیتاؤں کا ساتھ دیں گے وہ بھی آپ کی ہر قسم کے کام کریں گے۔

اخبارات میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو الیکشن بھی لڑ سکتے ہیں مگر کچھ بھوتوں نے اس تجویز کو رد کر دیا اور کچھ نے اس کی حمایت کی۔ سنسد بھون میں اس

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

مسئلے کو لے کر بحث مباحثہ ہو رہا تھا۔ جب چناؤ لڑنے والی پارٹیوں کی فہرست پیش ہوئی تو اس میں جنّات کی انجمن کا نام سرِ فہرست تھا۔ دُوسری پارٹیوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ اگر جنّات بھی الیکشن میں اُتر آئے تو پھر ہم لوگوں کا کیا ہوگا۔ ''سارے ووٹ تو وہی لے جائیں گے.........'' کسی نیتا نے کھڑے ہو کر کہا۔

''نہیں.........'' ایک گرجدار آواز سے ہال گونج اُٹھا۔ پھر ڈائس پر ایک خوش پوش لباس میں ملبوس ایک پرچھائی اُبھری۔ دھیرے دھیرے اُس کا چہرہ رُونما ہونے لگا۔ ''ہم جِن ضرور ہیں.........'' اُس نے کہنا شروع کیا۔ ''.........مگر آپ لوگوں سے زیادہ مہذب ہیں.........'' اُس کی آواز سنجیدہ اور رعب دار تھی۔ چہرے پر چمک دمک تھی جو کبھی لمبی اور کبھی چھوٹی ہوتی جاتی تھی۔ ہال میں ایک دم سناٹا تھا۔ سناٹے کے اِس عالم میں معمول کی طرح کہیں کوئی ہنگامہ نہیں تھا۔ آج نہ کوئی پمفلٹ اُچھال رہا تھا نہ کوئی کسی کو گالی دے رہا تھا۔ نہ کوئی کسی کو گھسیٹ رہا تھا نہ کوئی کسی پر کرسیاں اُچھالنے کی جراٗت کر رہا تھا۔ اگر کوئی بولنے کی جراٗت کرتا تو اُسے اپنی پیٹھ پر ایک مضبوط گھونسے کی دمک سنائی دیتی اور وہ کراہ کر چپ ہو جاتا۔ ہال میں صرف ایک ہی آواز گونج رہی تھی۔

''.........آپ لوگ حرص و ہوس کے گرداب میں گھر چکے ہیں۔ ووٹ اور اقتدار کی ہوس نے آپ لوگوں کو اندھا کر دیا ہے۔ اسی لئے دُشمن ہمسایہ جو قدیم ہندوستان کی سرزمین کے ایک خطّے پر موجود ہے۔ آپ کی غلط پالیسیوں کی بدولت دیش میں انتہا پسندی کو بڑھاوا دے رہا ہے۔ دیش کا بٹوارا کرنے کے منصوبے بنانے والے دیش پر چھائے ہوئے ہیں.........تم جیسے لوگ ہی ایک دُوسرے کی ٹانگیں کھینچ

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

کر دیش کو ڈبو رہے ہوں.........آپ کی ہی غلط پالسیوں کی بدولت بھارت کا مستقبل غیر محفوظ ہے۔ ہماری انجمن کا مقصد اِقتدار حاصل کرنا نہیں، نہ ہی ہمیں اقتدار کا شوق ہے........یہ شوق آپ لوگوں کو مبارک ہو۔ مگر یک جہتی اور ہم آہنگی کے پس پردہ جو دیش کے بٹوارے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں وہ آپ کے لئے بہت ہی منافی ہے.........اس سے گریز کریں۔"

دھیرے دھیرے اسٹیج پر پرچھائیاں اُبھرتی رہیں۔ اِن میں بیشتر غریب، کسان، مزدور اور بندھوا مزدور شامل تھے جو ابھی بھی احساسِ کمتری میں مبتلا تھے۔ وہ مزدور اور بچے جو نئی بننے والی عمارتوں کے ملبے کے ڈھیر میں دب کر ہلاک ہو گئے تھے۔ وہ لوگ بھی جو سیاست کا شکار ہوئے تھے۔ اس میں وہ بدنصیب عورتیں بھی تھیں جو دہیز کی بلی چڑھا دی گئیں تھیں۔ اُن کے جھلسے ہوئے سائے اسٹیج پر کانپ رہے تھے اور اِنصاف کی دہائی دے رہے تھے۔ ان میں کچھ چہرے شاعروں، فلسفیوں اور مفکروں کے بھی تھے۔ وہ لوگ بھی موجود تھے جو سیاست دانوں کے ذاتی عذاب کا شکار ہو چکے تھے........جن کو انہوں نے خود یا غنڈوں سے قتل کروایا تھا۔ جو زہریلی گیسوں سے، زہریلی شرابوں اور گولیوں سے ہلاک ہوئے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا ہال کھچا کھچ بھر گیا...........سنسد بھون کی چھت پر، اس کے روشن دانوں اور کھڑکیوں پر رُوحیں پھیلتی چلی جا رہی تھیں.........یعنی سیاست دانوں کے سروں پر منڈلا رہی تھیں۔

اُن کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ اُن سب کو اپنے اپنے گناہ یاد آنے لگے تھے۔ وہ سب چاہتے تھے کہ وہ اپنے اپنے گناہوں کو قبول کر لیں مگر انہیں یہ محسوس ہوتا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

تھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی کرسیوں میں دھنس گئے ہوں۔ ان میں ہلنے جلنے کی سکت بھی نہ رہی تھی۔ انہیں لگتا تھا جیسے وہ اپنی اپنی گدیوں سے چپک گئے ہوں۔ اچانک بھون میں فتور اُبھرنا شروع ہوا۔ ''...........خون کا بدلہ خون سے لیں گے.........'' شور سے سیاست دانوں کے کانوں کے پردے پھٹنے لگے۔ اُنہوں نے اُنگلیوں سے کان بند کرنے چاہے مگر ہاتھ سُن ہو چکے تھے۔ پھر سب کے دل میں یہ خیال، یہ جذبہ پیدا ہوا کہ اپنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیں۔ مگر زبان حلق میں اٹک گئی تھی۔ ووٹ اور اِقتدار کی ہوس نے کیا کیا نہیں کروایا ہم سے۔ ہم نے دیش اور جنتا کی پرواہی کہاں کی۔ اپنے آپ میں سب پچھتا رہے تھے۔ دیش کے بگڑے ہوئے حالات کے ذمہ دار تو ہم لوگ ہی ہیں۔ انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ ان کے ذہن مفلوج ہو گئے ہیں۔ خوف کے مارے وہ لوگ یخ بستہ ہو گئے ہیں۔ رُوحوں کی تعداد برابر بڑھتی جارہی ہے اور شور میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ وہ خوش پوش نوجوان، جو دانش ور تھا، اب ایک بوڑھے کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ اُس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں خاموش رہنے کو کہا۔ اُس کے اشارے پر وہ سب خاموش ہو گئے۔ سیاست دان حیران تھے کہ بھوت اپنے نیتا کے ایک بار خاموش کہنے پر خاموش ہو گئے۔ مگر ہم تو چیئر مین یا سپیکر کے بار بار کہنے پر، گھنٹی بجانے پر، ٹیبل تھپتھپانے پر بھی خاموش نہیں ہوتے۔ اب وہ اپنے آپ پر شرمندہ تھے۔

''نہیں......ہم بدلہ نہیں لیں گے مگر اپنے حقوق طرزِ جمہوریت سے ضرور منوائیں گے..........'' خوش پوش بوڑھے نے کہا۔ ''.......... ہمارے مطالبات مندرجہ ذیل ہیں۔ ہمارے ساتھ رواداری سے پیش آئیں۔ پچھلی زیادتیوں کو مدِ نظر

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

رکھ کر اُنہیں دُور کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہم سائنس کی برکتوں سے فیض یاب ہوئے ہیں اِس لئے ہمیں اس سے کوئی شکایت نہیں مگر ہماری حقیقت کو بھی جھٹلایا نہ جائے۔ آدھی دُنیا سے ہمارا صفایا ہو گیا ہے۔ اِس لئے ہمیں ادب میں نئے ڈھنگ سے پیش کیا جائے.........''

''.........ہمیں بھوت پریت جیسے ناقص اور بدنام ناموں سے نہ پکارا جائے...... ہماری بہنوں کو ڈائنیں اور چڑیلیں نہ کہا جائے بلکہ.........دیوشکتیاں یا پریاں کہا جائے اور انہی ناموں سے پُکارا جائے............''

''.............اگر ہم دیدہ دانستہ یا انجانے میں کسی پر سوار ہو جائیں تو ہمیں توہین آمیز الفاظ استعمال کر کے نہ دُھتکارا جائے اور نہ ہی ہمیں خوف زدہ کر کے جھاڑ پھونک کر کے باہر نہ نکالا جائے۔ ہمارے لئے بھی خاص مقام مقرر ہونے چاہئے۔ جیسے آپ لوگ قوم پرستی اور فرقہ پرستی کے نام پر بستیاں بساتے ہیں اُسی طرح ہماری بھی الگ بستی ہونی چاہئے جس کو جنستان یا پرستان کے نام سے پکارا جائے......''

سیاست دانوں کے رُونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم کس پر حکومت کریں گے۔

''............دُنیا بھر کے سیاست دانو! میں تم سے مخاطب ہوں۔ ہمارا ماضی بھی تمہاری طرح حسین وجمیل تھا۔ تم تو زمانہء حال، ماضی اور مستقبل کے گواہ ہو۔ اِس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ سنبھل جاؤ کیونکہ ہمارا مستقبل تو کچھ بھی نہیں مگر تم اپنے زمانہء حال کے لئے دیش کے مستقبل کو اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لئے سوالیہ نشان بنا کر مت چھوڑو۔ ایسا نہ ہو کہ بے شمار قربانیاں دے کر حاصل کی ہوئی آزادی پھر کسی

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

جن کے منہ کا لقمہ نہ بن جائے.......... میرے ساتھیو.........!" اب وہ اپنی رُوحوں سے مخاطب تھا۔

"..........پھر یہ کائر اور بزدل انسان آپ کا کیا مقابلہ کریں گے۔ اِن میں گردنیں اُٹھانے کی بھی سکت نہیں۔ کیونکہ تمہارے لہو کے چھینٹوں سے ان کے سفید لباس داغ دار ہو چکے ہیں اور گردنیں گناہوں کے بوجھ تلے دب چکی ہیں۔ اس پر بھی یہ لوگ بخشے نہیں جائیں گے۔ یہ معافی کے مستحق نہیں ہیں مگر ڈرے ہوئے کو ڈرانا ہمارے اصول کے خلاف ہے۔ تم سب اپنے دلوں سے بدلے کی ہوس کے غبار نکال دو اور اپنے اعمال کو بلند کر لو............" ہال میں بدبودار دُھواں پھیل گیا۔ جس میں سیاست دانوں کا سانس لینا دُشوار ہو گیا۔ لیکن پھر دھیرے دھیرے دُھواں کم ہو گیا اور بدبو بھی جاتی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہال اگربتیوں کی خوشبوؤں سے مہک اُٹھا اور روشنی جگمگانے لگی۔ سیاست دانوں کی جان میں جان آ گئی۔ وہ ایک دُوسرے کو ٹٹولنے لگے۔ سب صحیح سلامت تھے۔ اُنہیں لگا کہ وہ خواب دیکھ رہے تھے جو مستقبل کے لئے انہیں خبردار کر رہا تھا کہ سنبھل جاؤ ورنہ سارا دیش شمشان گھاٹ اور یہ سارا جہاں بھوتوں، پریتوں اور جنوں کا مسکن بن جائے گا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

مہمل خیال

مَیں محوِ سفر ہوں۔ گاڑی کی آواز کے علاوہ ایک شور اور بھی ہے، دِل کی دھڑکن کا شور، جو متواتر میرے ساتھ ہے۔ جسے صرف مَیں ہی سن سکتا ہوں، محسوس کر سکتا ہوں۔ اُمیدوں کی جھیل میں ایک تلاطم تھا۔ پیڑ پودے میرے ساتھ چل کر بھی جیسے پیچھے چھوٹتے جاتے ہیں۔ ندی کا پُل، کپڑے دھوتی عورتیں اور پانی میں پیشاب کرتا ننگا بچہ..........

اِسی پس و پیش میں مہمل خیال میرے ذہن پر طاری ہونے لگے۔ یہ بہت پریشان تھے۔

"تم مہمل ہو........ چلے جاؤ........ واپس چلے جاؤ........" میں نے کہا۔

"تم کون ہوتے ہو ہمیں مہمل کہنے والے........؟ ہمارا وجود یوں ہی نہیں ہوا۔ ہم نئے دور کی پیدائش ہیں۔ ہم کسی سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ ہم غلام نہیں آزاد ہیں۔ ہم نے آزاد فضا میں آنکھیں کھولی ہیں۔ ہمیں دبانے والا خود دب جاتا

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ہے۔ مٹ جاتا ہے...... فنا ہو جاتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے......؟ مہمل خیال کی آج کل کتنی اہمیت ہے؟ بچے بچے کے دِل و دماغ سے نکلی ہوئی چیز ہیں ہم لوگ...... سنتے ہو......؟ وہ دیکھو کتنی آوازیں آ رہی ہیں۔ کوئی زور زور سے گا رہا ہے...... یائی رے یائی رے.......... زور لگا کے ناچو رے.........''

اُف ڈرائیور نے بھی کتنی بھدّی کیسٹ لگائی ہے........ تو چیز بڑی ہے مست مست..........

سنتور، مردنگ، طبلہ، ستار، باجا کہیں نہیں۔ اردگرد بے ہنگم آوازوں کا شور۔ کتھا کلی، بھارتیہ ناٹیم کی گردن راک اینڈ رول، ڈسکو اور پاپ سانگس نے مروڑ دی۔ ہم سب سوالوں کی بھیڑ میں کھو رہے ہیں۔

''پاپا........ پاپا..........''

''ہاں بیٹا..........''

''پاپا... یہ چچا جان کیا ہوتا ہے؟'' میرا چار سال کا بچہ مجھ سے پوچھ رہا ہے۔

''ارے جاؤ فضول کی باتیں مت کرو۔''

''نہیں پاپا..... بتاؤ نا...... چچا جان کیا ہوتا ہے؟ چاچی جان کیا ہوتی ہے؟ آج نسیم کہہ رہا تھا یہ گھڑی چاچا جان نے مجھے دی اور قمیض چاچی جان نے.....''

''بیٹے یہ وہ چیزیں ہیں جو تمہیں کتابوں میں پڑھنے کو ملیں گی۔ چاچا... چاچی....... ماما..... مامی کے مذکر مونث بتاؤ........''

''پاپا......... یہ مامی کیا ہوتی ہے؟''

''بیٹے جیسے تمہاری ممی کا اگر بھائی ہوتا تو اُن کی بیوی تمہاری مامی کہلاتی۔''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

"پاپا مما کا بھی بھائی نہیں۔ آپ کا بھی بھائی نہیں.....تو ہمارا اپنا کون ہے........؟ کوئی نہیں........"

"اب تم اِن باتوں کو چھوڑو........یہ سب فضول کی باتیں ہیں.........اپنا اسکول کا کام کرو..........چلو تمہارے ٹیوشن والے سر آتے ہی ہوں گے۔"

"مما.......میں نہیں پڑھوں گا.......نہیں پڑھوں گا۔"

"دیکھو........!چپ چاپ ہوم ورک کرو.........ہوم ورک کرو........ ہاں نہیں تو میں ماروں گی..........تم کہہ رہے تھے نا ورک بُک کے چھ Lesson کرنے ہیں۔ Math کی three exercises کرنی ہیں۔ S.S.T اور سائنس کے بھی دو دو Lessons کرنے ہیں........"

"مما بہت کام ہے......آپ کر دونا......"

"کیوں تنگ کر رہی ہو........؟ یہ دِن کھیلنے کے ہیں۔ بچوں کو ابھی سے اِتنا موٹا چشمہ لگ گیا ہے..........اِس کو پاگل کر دے گا یہ کام........"

"تم چپ رہو جی۔ ابھی اِس کے ٹسٹ آنے والے ہے۔ وہاں کیا کرے گا؟ ورما صاحب کے بیٹے نے 95 فیصد نمبر حاصل کئے ہیں اور دُوسرے رینک پر رہا ہے۔ اگر وہ اِس سے آگے نکل گیا میری.........تو........"

"..........ہاں ہاں.......تمہاری تو ناک کٹ جائے گی۔ ننھا بے شک پاگل ہو جائے مگر تمہاری ناک سلامت رہنی چاہئے.....ہُوں.........اب دورِ نسواں جو ہے اور دُوسری طرف اِس ٹیکنالوجی کے دور نے تو آدمی کو مشین بنا کے رکھ دیا ہے۔ بالکل مشین........جو اِنسانیت کی قدروں سے دُور.........بہت دُور ہے..........

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

اب ہمدردی رشتے لگاؤ سب ہی مشینیں ہیں اور مشین بالکل بے درد.........جب کبھی بے احتیاطی سے ہاتھ لگ گیا تو معاملہ چوپٹ......یہ دور تو اخلاقی قدروں سے زیادہ ٹیکنالوجیکل قدروں کو ترجیح دیتا ہے......''

''مچھی اینڈ مچھا نو پرابلم.......یہ کون سا سنگیت ہے؟ کون سا راگ ہے؟ عورتوں کا ننگا پن کس بھارت کی تہذیب ہے........اچھا چھوڑو یہ سب فضول کی باتیں۔ اب کیا کوئی نیا معاملہ ہے؟''

''ارے کوئی سنبھالو اِسے۔ ہے رام یہ تو گیا۔''

''بیوقوف مت بنو۔ ہمدردی اور رام کا نام دونوں دقیانوسی ہیں۔''

''اچھا بابا........رام کا نام بھی نہ لوں گا اور کسی سے ہمدردی کی توقع بھی نہیں کروں گا۔''

''تم خود کو ماڈرن کہلانا چاہتے ہو نا.........تو غریب باپ کو نوکر اور ماں کو نوکرانی کہو تو تم رئیس ہو جاؤ گے۔ مگر تعارف حاصل کرنے والا بھی جانتا ہے کہ کیا کہہ رہا ہے کیونکہ اُس نے بھی ایسا ہی کیا ہوگا۔''

''بہت مشکل اِس دور میں......''

''وہ کیوں.........؟ کیا بک رہے ہو..........؟''

''ہاں ہاں سچ ہی کہہ رہا ہوں۔ ہوا کے بجائے دُھواں پھانکتا ہوں۔ ڈیزل پیتا ہوں........کانوں میں روئی ٹھونس لو۔ ماحول آلودہ ہے.......سڑک پر چلتے ہُوئے سانس لینا دوبھر........سامنے سائن بورڈ پر لکھا ہے.........یہ سب ماحول کی آلودگی کا عالم ہے۔''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

''آلودگی.......آلودگی کہاں سے آئی...........؟''

''اب اِنسان ٹانگوں کا اِستعمال بھول گیا ہے۔ شاید ٹانگیں بھی غائب ہو جائیں گی..........ہوموسیپین کی دُم کی طرح رہ جائے گا..........خالی دماغ اور سب لوہے کے پیروں پر چلا کریں گے۔ اپنے پیروں کے قصے بزرگوں سے سنا کرو گے.....تم پھر آ گئے۔ کہاں جاؤں .....کھی کھی..........کل تمہارا زمانہ تھا آج میرا ......میں چاہے جو کروں میری مرضی........ماضی کے تم غلام.......زمانہء حال کا میں شہنشاہ ہوں۔ نیا دور وہ ہوگا جو کسی نے سوچا بھی نہ ہوگا۔ جہاں تو سر ہی سر ہیں.......''

''دھڑ کہاں ہیں؟ ان لوگوں کو دھڑوں کی ضرورت ہی کیا؟ اب تو جنگ سروں کی ہے' دھڑوں کی نہیں.......''

''اُفوہ......یہ شور کیسا؟ یہ کون لوگ ہیں؟''

''شاید اِتحاد کے ٹھیکیدار ہیں...........''

''ایک دُوسرے پر پتھر کیوں برسا رہے ہیں؟ اِتحاد کا مظاہرہ کر رہے ہیں کیا؟''

''بس والے سے بقایا لے لیا..........؟'' ''پاپا ابھی...........''

''تھوڑا آگے.....اے تھوڑا پیچھے ہو جا.......''

''ارے یہ کیا......اب اور کہاں جائیں.....؟'' کنڈکٹر دھاڑ رہا ہے۔

''..........اور سواریاں آئیں گی..........''

''ارے بھائی اور کتنی سواریاں بٹھاؤ گے........''

''یہاں جو بیٹھے ہیں اُن کا تو دم گھٹ رہا ہے..........''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ارے عجیب بھیڑ میں کھو گیا ہوں..........کون ہوں میں؟ میں تو اپنی پہچان بھول گیا ہوں.....شائد یہ میں ہی ہوں.........ارے میری ٹوپی..........

''بارش بہت تیز ہے بس کی کھڑکی کو شیشے تو لگا دیئے ہوتے۔''

''پیسے والے لوگ دھن وان ہو سکتے ہیں پر دیاوان نہیں..........''

''اے کنڈکٹر بقایا دو نا۔''

''بقایا.......؟ لایئے ٹکٹ۔''

''ٹکٹ تُم نے کہاں دیا......؟''

''ٹکٹ نہیں دیا.......کیا.......کیا مطلب؟''سواری اپنے سامان کی خود ذمہ دار ہے بھائی۔''

''کلینر سے جھگڑا مت کرو۔''''موٹے موٹے حروف میں سامنے لکھا ہے........پڑھ لو........ڈرائیور کو تیز چلنے پر مجبور مت کرو......''

''اپنی جیبوں کا دھیان رکھو۔ وہ دُوسری طرف لکھا ہے.........''

''جیب.......؟ ارے میری جیب کہاں ہے؟

''چلیئے صاحب آپ کا اِسٹاپ آ گیا۔''

''لیکن میری جیب کہاں ہے........؟''

ارے یہ کیا.........؟ یہاں تو ہر سمت ہرے بھرے کھیت تھے....'' تین مہینے پہلے میں نے یہاں دھان بوئی تھی مگر اُگ آئے دھان کے بجائے مکان.......کیا کھیتوں میں اناج کے بجائے مکان اُگتے ہیں.........؟ یہ بھی ٹکنالوجی کا چمتکار ہو گا۔ ہاں نئے دور میں سب ممکن ہے۔''

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

"دکھی........کھی........" "تُم پھر ہنسے............؟"

"دکھی......کھی.........تُم گدھے ہو......نالائق......احمق......ہو"

"تُم مُجھے گالی دے رہے ہو......دے لو.....دے لو......ساری گالیاں دے لومگر مُجھے نیتا نہیں کہنا........."

"یورپ اور امریکہ نے سائنس دان پیدا کئے اور ہم نے سیاست دان۔ اپنے دیش کی پیدائش کو گالی کہتے ہو.........وہ تو ہوا، پانی اور دُھوپ کے..........."

"........مگر دُھوپ کہاں ہے..........؟"

"اِن بڑی بڑی عمارتوں کے منہ کا نوالہ بن گئی۔"

سورج تو زمین کی ہریالی ڈُھونڈتے ڈُھونڈتے کنکریٹ کے چھتوں سے ٹکرا کر لوٹ جاتا ہے۔دُھوپ تو جانداروں کے لئے اشد ضروری ہے........

کتابوں میں لکھا ہے جدید دور کے لوگ ہیں......نئی نسلوں کے علمبردار۔ دھیرے دھیرے شہر جنگل کی طرف بڑھ رہا ہے..........شہر کے لوگوں کے چہرے کھلے ہوئے مگر دل مرجھائے ہوئے ہیں....... یہ سب مریض ہیں یا پھر چلتی پھرتی لاشیں؟ مشینوں کو دُھوپ کی نہیں برقی قوّت کی ضرورت ہے سو پانیوں سے تیار ہو رہی ہے۔

"دُھوپ پالی تھین کے لفافے میں لیتے آنا......."

"پاپا نے کہا تھا پالی تھین کے لفافے میں بچے پیدا ہو رہے ہیں...."

"مگر یہ ننگ دھڑنگ عورتیں کہاں جا رہی ہیں........؟"

یہ عریانی کا دَور ہے صاحب.......نئے دور کی نئی علامت.......

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

سیاہ پردہ..........گزشتہ زمانے کا نشان ہے دقیانوسی........

''جانتے ہو کیا سوچ رہا ہوں؟''

''کیا......؟''

''بس یہی کہ آدمی مشین بن گیا ہے۔ اس کے سینے میں دل نہیں مشین ہے جو بجلی سے چلتی ہے اور پھیپھڑوں کو حرکت دیتی ہے.......''

''سچ سچ بتا کہاں جا رہا ہے؟''

''گڈھے میں........جو زمین کی تہ میں ہے۔''

''مگر امریکہ، رُوس، بھارت تو انترکش میں چکر لگا رہے ہیں.....رِشتے تو ختم ہو گئے......خلوص، وفا، محبت، شفقت کے معنی لغات میں ڈھونڈ لینا........''

''ابھی تو روشنی تھی ابھی اندھیرا ہو گیا......؟ یہ کس کا کرشمہ ہے.......؟''

''اندھیرا ہر دور میں سماج پر حاوی تھا، ہے اور رہے گا۔''

''اچھا بھائی چلو۔''

''ارے یہ گرا..............اِس کو کیا ہوا.......؟''

''اِس نے شاید سانس پورا لے لیا ہے.........''

''کھی........کھی........کھی..........''

''پر وہ ننگ دھڑنگ عورتیں.......؟''

''کہانا.........نیا دَور ہے صاحب۔''

عریانی کا دور........

مغربی تہذیب کا دبدبہ..........

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

ایک تہذیب دُوسری تہذیب کو نگل گئی............

''اچھا بابا.......آداب...........''

ہر مہمل خیال کو نظم، غزل یا افسانوی رُوپ دینے والا خود کو ترقی پسند اور تجریدی آرٹ کا پرستار کہتا ہے۔ شہر کے کسی کافی ہاؤس میں یا چائے کی دُکان پر جس کے بال وحشیوں کی طرح بکھرے ہوتے ہیں اور داڑھی بڑھی ہوئی ہو، وہی ترقی پسند ہوگا.......جدید ہوگا........ماہرِ فن ہوگا.......ناقد..........قاری..........

..........بس جس کا کام ہے دُوسروں کی گرہ سے چائے، سگریٹ اور شراب پینا اور یہ کہنا کہ جو دُوسروں کا ہے سب کچھ اُس کا ہے۔ لیکن جو اُس کا ہے اُس کا کوئی دُوسرا حصہ دار نہیں بن سکتا ہے..........وہ غالبؔ کے نشیب سے لے کر سرفرازؔ کے فرازؔ تک ہے اس تک کوئی نہیں..........

میری طرف دیکھو کہ میں خود مہمل خیال کی ریل پیل میں بھاگم بھاگ، اُوٹ پٹانگ سڑک پر چلا جا رہا ہوں۔ اصل کو چھپانے اور جو دکھائی نہیں دے رہا ہے اس کو عیاں کرنے کی اور آج کے اِنسان کے چہروں پر سے مکھوٹے اُتارنے کی سعی کر رہا ہوں۔ دیکھ لو سامنے کھڑا میرا بچہ میری ہنسی اُڑا رہا ہے.........شاید آپ نہیں جانتے یہ شہر کے سب سے بڑے ماڈرن اسکول میں پڑھے لکھے اُستادوں کی نگرانی میں تعلیم حاصل کر رہا ہے کسی سرکاری مدرسے میں نہیں.........مجھے پتہ ہے میری طرح کہانی کار نہیں بنے گا.........کوئی ایکٹر یا سیاستدان بنے گا۔

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

CITATION-CUM-ACHIEVEMENTS BY SH. OM PRAKASH SHAKIR, SENIOR TEACHER. R/O AKHNOOR

Name	:	Sh. O.P. Shakir
Parentage	:	Late Sh. Chhajju Ram
Sub Caste	:	Nadh Brahman
Place of Birth	:	Sungal (Teh. Akhnoor)
Date of Birth	:	04-10-1946
Year of Passing Matric	:	1965
Year of Passing B.E.C.	:	1967
Date of First Appointment	:	03-06-1971 In P/S Bhardal Khurd Teh. Akhnoor Sep.1976 - Middle School Kotli Tanda (Deputed in SIE Jammu to prepare vocabulary Items of Science) Stood first in Science Exihibition (Paper Reading Competition) Sep. 1981 - P/S Bhardal Kalan Sep. 1985 - M/S Akhnoor Sep. 1989 - M/S Brui (Was awarded first prize in science model "petrol gas"). Dec. 1994 - G.M.S. Sohal (After a long struggle prepared boundry wall of school 328'x75'). Sep. 1997 - M/S Brui May 2001 - Govt. High School Kotli Tanda till 31-10-2004.
General Achievements		Struggled hard for regularisation of part time teachers of zone Akhnoor, under the supervision and guidence of Late Sh. Krishan Lal Sharma, Retired Headmaster, in 1980. Remained Tehsil President of "All J&K Ladakh Teachers Federation"

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

Kashmir Treasures Collection. Digitization by eGangotri

"جیتا ہُوں میں" او. پی. شا کر صاحب کی دُوسری تصنیفِ لطیف ہے جس کی اشاعت پر مَیں اُنھیں دِل کی عمیق گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اِس سے قبل اُن کی ایک اور کتاب "موسمِ سرما کی پہلی بارش" زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے جس میں اُنہوں نے اپنے دو ناولٹ اور تین مختصر افسانے شامل کیے ہیں۔

او. پی. شا کر زیرِ تبصرہ کتاب کے آغاز ہی میں چونکہ اِس امر کا اِظہار کر چکے ہیں کہ ریاست جموں و کشمیر کے مشہور افسانہ نگار آنجہانی ما لک رام آنند نے اس مجموعے میں شامل افسانوں کی نوک پلک سنواری ہے لہٰذا مَیں یہاں اُن کے افسانوں کے تعلق سے کچھ کہنے کے بجائے ایک تو یہ کہوں گا کہ شا کر کی ان دونوں کتابوں کی اشاعت اِس بات کا مُنھ بولتا ثبوت ہے کہ اُنہیں اُردو زبان و ادب سے بے حد لگاؤ ہے اور وہ اپنی "حیثیت" کے مطابق اُردو زبان کی بے لوث خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ دوم یہ کہ اُردو کو صرف مُسلمانوں کی زبان قرار دے کر اِسے میٹھا زہر دینے والوں کے سامنے اُردو کا ایک اور غیر مُسلم مجاہد سینہ تانے کھڑا ہے۔ ایسی مُثبت صورتِ حال میں یقین جانیے اُردو کے مستقبل کے حوالے سے مَیں بے حد پُر اُمید ہُوں۔

امین بنجارا

صدر آزاد فاؤنڈیشن جموں

۲۹ اکتوبر ۲۰۰۵ء